عمران سیریز
مجرم کون؟
ظہیر احمد
JAM

محترم قارئین!
السلام علیکم:۔

میرا نیا ناول ''مجرم کون'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول خالصتاً جاسوسی انداز میں لکھا گیا ہے۔ جسے ون سائیڈ سٹوری کے تحت لکھا گیا ہے۔ کچھ دوستوں کا کہنا ہے کہ آج کل کے مصنفین کو اس بات کا پتہ ہی نہیں ہے کہ جاسوسی ہوتی کیا ہے لیکن وہ ناول لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جن ناولوں کو آج کل کے مصنفین جاسوسی کہتے ہیں ان میں جاسوسی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ان کے ناولوں میں صرف تھرل، ایکشن، سسپنس اور ایڈونچر ہوتا ہے۔ یہ ناول میں نے انہی دوستوں کے لئے لکھا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جاسوسی ناول صرف ان ناولوں کو ہی سمجھا جائے جن میں قتل، چوری اور ڈکیتیوں کی وارداتوں کا احوال ہو اور ان کے بارے میں کوئی جاسوس کھوجی بن کر کام کرے اور مجرموں کی تلاش کے لئے وہ قدموں کے نشانات اور چھوٹے موٹے کلیو حاصل کرتے ہوئے مجرموں تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

سیکرٹ ایجنٹس بھی جاسوس ہی ہوتے ہیں جو ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں کا نہ صرف کھوج لگاتے ہیں بلکہ ان سازشوں کا تار و پود بکھیرنے کے لئے خاردار راستوں پر چلتے ہیں اور ہر طرح کی معلومات حاصل کرتے ہوئے سازش کرنے والے عناصر اور ان

مقامات تک پہنچ جاتے ہیں جہاں پاکیشیا کے خلاف سازش کی جا رہی ہوتی ہے۔ ناول کا نام ون سائیڈ سٹوری رکھا گیا تھا لیکن کہانی کے اعتبار سے اس کا نام بدل کر ''مجرم کون'' رکھ دیا گیا ہے۔

میرا یہ ناول سابقہ ناولوں کی طرح آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا اور اب جلد ہی ڈائمنڈ جوبلی نمبر کی باری آنے والی ہے اور میں کوشش کروں گا کہ میرا پچھترواں ناول جو کہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر ہو گا گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔ میں جلد ہی اس کی تیاری شروع کرنے جا رہا ہوں۔ اس سلسلے میں اگر آپ اپنی آراء سے مجھے نوازنا چاہیں تو مجھے خوشی ہو گی اور پہلے کی طرح میں پھر سے اس ناول کا نام آپ پر چھوڑتا ہوں۔ آپ ڈائمنڈ جوبلی نمبر کے حوالے سے اپنے تجویز کردہ نام مجھے لکھ کر بھیج دیں ہو سکتا ہے کہ مجھے آپ کا بھیجا ہوا نام پسند آ جائے اور میں اسی نام پر ناول لکھنا شروع کر دوں۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

سیکرٹری داخلہ سر قاسم جلال اپنے دفتر میں بیٹھے معمول کا کام کر رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی تو انہوں نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور سامنے پڑے ہوئے فون سیٹ کی طرف دیکھنے لگے۔

''یس۔ قاسم جلال سپیکنگ''...... انہوں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بے حد شائستہ لہجے میں کہا۔

''کیسے ہو سر قاسم جلال''...... دوسری طرف سے ایک انجان سی آواز سنائی دی۔

''اللہ کا شکر ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں اور معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ میں تمہارا قاتل ہوں تو''...... دوسری طرف سے مضحکہ خیز لہجے میں کہا گیا۔

''قاتل۔ کیا مطلب''...... سر قاسم جلال نے چونک کر کہا۔

”میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں سر قاسم جلال اور میں نے تمہیں قتل کرنے کا تمام منصوبہ ترتیب دے دیا ہے۔ جس پر عمل کرتے ہوئے پہلے مرحلے میں، میں تمہیں انفارم کر رہا ہوں کیونکہ میری عادت ہے کہ میں جسے قتل کرتا ہوں اسے پہلے اطلاع ضرور دیتا ہوں تاکہ مرنے سے پہلے وہ اپنی غلطیوں کا کفارہ ادا کر سکے“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر قاسم جلال کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔

”تم ہوش میں تو ہو۔ جانتے ہو تم کس سے بات کر رہے ہو“۔ سر قاسم جلال نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جانتا ہوں۔ تم سر قاسم جلال ہو۔ وزارت داخلہ کے سیکرٹری“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس کے باوجود تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو نانسنس“...... سر قاسم جلال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ مذاق نہیں ہے سر قاسم جلال اور نہ مجھے مذاق کرنے کی عادت ہے۔ میں جو کہتا ہوں وہ کرتا ہو اور وہ بھی ہر حال میں۔ سمجھے تم“...... اس بار دوسری طرف سے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا تو سر قاسم جلال کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ آخر تم ہو کون اور تمہیں میرے نمبر پر کال کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے“...... سر قاسم جلال نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

”سی گال کی جرأت ابھی تم نے دیکھی ہی کہاں ہے سر قاسم جلال۔ جب میں تمہیں ہلاک کرنے تمہارے سامنے آؤں گا تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میں کتنا جرأت مند اور دلیر ہوں“۔ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا۔

”سی گال۔ تو تمہارا نام سی گال ہے“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”ہاں۔ اور دنیا مجھے سپر کلر کے نام سے جانتی ہے اور میں ہوں بھی سپر ٹارگٹ کلر“...... سی گال نے کہا تو سر قاسم جلال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم اس وقت کہاں ہو“...... سر قاسم جلال نے اپنے غصے پر قدرے قابو پاتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں لوکل نمبر سے کال کر رہا ہوں تو ظاہر ہے میں اس وقت پاکیشیا میں ہی موجود ہوں“...... سی گال نے جواب دیا۔

”میرا مطلب ہے تم کہاں سے بول رہے ہو“...... سر قاسم جلال نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”ایک لوکل پبلک بوتھ سے“...... سی گال نے جواب دیا۔

”کون سے پبلک بوتھ سے“...... سر قاسم جلال نے پوچھا۔

”جب میں فون بند کروں گا تو تم اس کے بارے میں تحقیقات کرا لینا۔ تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا“...... سی گال نے کہا۔

”آخر تم چاہتے کیا ہو نانسنس“...... سر قاسم جلال نے ایک بار

پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

’’بتایا تو ہے کہ میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں اور اگلے چوبیس گھنٹوں میں کسی بھی وقت میں موت بن کر تمہارے سر پر پہنچ جاؤں گا اور میں تمہیں تمہارے گھر میں گھس کر ماروں گا۔ ایک بار میں تمہارے سر پر پہنچ گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں میرے ہاتھوں ہلاک ہونے سے نہیں بچا سکے گی‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں کوئی عام انسان ہوں جسے تم ایک فون کال کر کے قتل کی دھمکی دو گے اور پھر جب چاہے منہ اٹھائے میرے سامنے آ جاؤ گے اور مجھے ہلاک کر دو گے۔ میری ایک حیثیت ہے مسٹر سی گال۔ میں سیکرٹری داخلہ ہوں۔ میری سیکورٹی فول پروف ہوتی ہے۔ دفتر کے اندر اور دفتر کے باہر سے لے کر میری رہائش گاہ تک۔ اس فول پروف سیکورٹی کی وجہ سے میرے قریب کوئی پرندہ تک نہیں پھٹک سکتا اور تم کہہ رہے ہو کہ تم مجھے چوبیس گھنٹوں کے اندر قتل کر دو گے۔ اس سے بڑی احمقانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے‘‘...... سر قاسم جلال نے غراتے ہوئے کہا۔

’’گڈ شو۔ میں جانتا تھا کہ تم ایسی بات ضرور کرو گے لیکن اس کے باوجود میں اپنے دعویٰ سے پیچھے نہیں ہٹوں گا بلکہ اب میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم اپنی سیکورٹی میں جس حد تک مزید اضافہ کر سکتے ہو کر لو اور جہاں چھپ سکتے ہو چھپ جاؤ لیکن اس کے باوجود میں تمہیں چوبیس گھنٹوں کے اندر تلاش کر کے تمہیں ہلاک

کرنے پہنچ جاؤں گا اور میرا تم سے یہ بھی وعدہ ہے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’کیا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو‘‘...... سر قاسم جلال نے غرا کر کہا۔

’’ہاں۔ سی گال کا ہر ٹارگٹ اس کے لئے چیلنج ہوتا ہے اور سی گال ہر ٹارگٹ کو مطلع کر کے اور اسے چیلنج کر کے ہٹ کرتا ہے‘‘۔ سی گال نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میں اپنی سیکورٹی انتہائی فول پروف بناؤں گا اور میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھ تک کیسے پہنچتے ہو اور مجھے کیسے قتل کرتے ہو‘‘...... سر قاسم جلال نے غرا کر کہا۔

’’گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ اب آئے گا مزہ۔ تمہاری زندگی میں اب چوبیس گھنٹے باقی ہیں اور ان چوبیس گھنٹوں میں تم اپنی حفاظت کا جو بھی بندوبست کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ پھر نہ کہنا کہ میں نے تمہیں کوئی موقع نہیں دیا تھا‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’ایک بات پوچھوں۔ بتاؤ گے‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا۔

’’پوچھو۔ اگر بتانے والی ہوئی تو ضرور بتاؤں گا‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’تم مجھ سے مقامی زبان میں بات کر رہے ہو لیکن تمہارا نام غیر ملکیوں جیسا ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ تمہارا کس ملک سے تعلق ہے‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا''......سی گال نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تو بتا دو کہ تمہاری مجھ سے آخر ایسی کیا دشمنی ہے جو تم مجھے قتل کرنے کے درپے ہو رہے ہو''۔ سر قاسم جلال نے کہا۔

''اس کا جواب تمہارے پاس موجود ہے سر قاسم جلال۔ اپنے گریبان میں جھانکو تو تمہیں اس بات کا خود ہی پتہ چل جائے گا کہ میں تمہیں کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہوں''......سی گال نے کہا۔

''تم حد سے بڑھ رہی ہو مسٹر۔ اپنی زبان کو لگام دو۔ ورنہ......'' سر قاسم جلال نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا سر قاسم جلال''......سی گال نے ہنسی اڑانے والے لہجے میں کہا۔

''اگر تم خود کو اتنے ہی دلیر سمجھتے ہو تو ایک بار میرے سامنے آؤ۔ پھر میں تمہیں ورنہ کا مطلب بھی بتا دوں گا''......سر قاسم جلال نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے سامنے ضرور آؤں گا سر قاسم جلال۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ چھری تلے تھوڑا دم تو لے لو''......سی گال نے اسی انداز میں کہا تو سر قاسم جلال غرا کر رہ گئے۔

''لگتا ہے۔ تم باز نہیں آؤ گے''......سر قاسم جلال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''......سی گال نے اسی انداز میں جواب

دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر تم اب اپنی خیر مناؤ۔ میں نے پاکیشیا کی تمام فورسز تمہاری تلاش میں نہ لگا دیں تو میرا نام قاسم جلال نہیں۔ تم پاتال میں بھی جا کر چھپ جاؤ گے تو پاکیشیائی فورسز تمہیں وہاں سے بھی کھینچ نکالیں گی''......سر قاسم جلال نے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم بھی مجھے چیلنج کر رہے ہو''......سی گال نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور میری بھی ایک عادت ہے کہ میں اول تو کسی کو چیلنج کرتا نہیں اور اگر کرتا ہوں تو پھر اسے ہر حال میں پورا کرتا ہوں چاہے اس کے لئے مجھے کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑے''......سر قاسم جلال نے کہا۔

''اوکے۔ جس طرح تم نے میرا چیلنج قبول کیا ہے اسی طرح میں بھی تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ اب مجھ سے بچنے کے لئے تمہارے پاس تین آپشن ہیں۔ ان تینوں آپشنز میں سے کسی ایک آپشن پر بھی تم نے عمل کر لیا تو تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ نہیں''......سی گال نے کہا۔

''کون سے تین آپشن''......سر قاسم جلال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک تو یہ کہ تم اپنا سارا کچا چٹھا دنیا کے سامنے عام کر دو اور تم نے آج تک جو جو جرائم کئے ہیں انہیں قبول کر کے خود کو قانون

کے حوالے کر دو۔ دوسرا یہ کہ تم مجھے ٹریس کراؤ اور اگر میں چوبیس گھنٹوں میں پکڑ لیا جاؤں تو ظاہر ہے تمہاری ہلاکت مؤخر ہو جائے گی اور تیسرا آپشن یہ ہے کہ تم خود کو کسی ایسی جگہ محفوظ کر لو جہاں تمہارے خیال کے مطابق میں کسی بھی طرح تم تک نہ پہنچ سکوں اور اس دوران تمہیں دی ہوئی میری چوبیس گھنٹوں کی مہلت ختم ہو جائے۔ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر میں تمہیں ہلاک نہ کر سکا تو پھر میں تمہارے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کروں گا''...... سی گال نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں تو تم سے کسی نہ کسی طریقے سے بچ جاؤں گا۔ تم بتاؤ اگر تم چوبیس گھنٹوں تک مجھے ہلاک نہ کر سکے تو اس کا تم مجھے کیا ہرجانہ ادا کرو گے''...... سر قاسم جلال نے ایک بار پھر اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''تم بتاؤ۔ تم کیا ہرجانہ چاہتے ہو''...... سی گال نے پوچھا۔

''وعدہ کرو کہ اگر تم چوبیس گھنٹوں تک مجھ تک نہ پہنچ سکے اور مجھے ہلاک نہ کر سکے تو تم خود کو میرے سامنے پیش کر دو گے۔ اس کے بعد مجھے یہ اختیار ہو گا کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں۔ میں تمہاری جان بخش بھی سکتا ہوں اور تمہیں اپنے ہاتھوں شوٹ کرنے کا بھی حق رکھتا ہوں''...... سر قاسم جلال نے کہا تو دوسری طرف سی گال بے اختیار ہنسنا شروع ہو گیا۔

''اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ بولو۔ منظور کرتے ہو میرا چیلنج

یا نہیں''...... سر قاسم جلال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر قاسم جلال۔ مجھے تمہارا یہ چیلنج بھی قبول ہے۔ میں اگر تمہیں چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہلاک نہ کر سکا تو پھر میں خود ہی تمہارے سامنے آ جاؤں گا پھر تم میرے ساتھ جو بھی سلوک کرو گے مجھے منظور ہو گا''...... سی گال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تو پھر سمجھو کہ میری بجائے تمہاری موت کا کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو گیا ہے''...... سر قاسم جلال نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اور تمہاری موت کا بھی کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو چکا ہے''۔ سی گال نے کہا تو سر قاسم جلال کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''پھر دیکھتے ہیں کہ کاؤنٹ ڈاؤن کی تلوار اب کس کے سر پر گرتی ہے''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''فکر نہ کرو۔ اس تلوار سے تمہارا ہی سر کٹے گا''...... سی گال نے کہا۔

''میں ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو اور جو میرے بس میں ہو گا میں وہ کروں گا''...... سر قاسم جلال نے کہا اور پھر اس نے سی گال کا جواب سنے بغیر غصے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ مجھے موت کی دھمکی دے رہا تھا۔ مجھے قاسم جلال

کو۔ وہ مجھے نہیں جانتا۔ اس جیسے ٹارگٹ کلرز ہر وقت میرے پیروں کے تلوے چاٹتے رہتے ہیں''...... سر قاسم جلال نے غصیلے لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ غصے سے بل کھاتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن پریس کیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن سے میری بات کراؤ''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی بات کراتا ہوں''...... پرسنل اسسٹنٹ نے کہا تو سر قاسم جلال نے انٹر کام آف کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد انٹر کام کی گھنٹی بجی تو سر قاسم جلال نے انٹر کام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... سر قاسم جلال نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سر سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن تو ان دنوں کسی سرکاری دورے کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کام کر رہے ہیں۔ اگر کہیں تو میں آپ کی ان سے بات کرا دوں''...... پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

''ٹھیک ہے کراؤ بات''...... سر قاسم جلال نے کہا اور انٹر کام آف کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد فون کی گھنٹی بجی تو سر قاسم جلال نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''سپرنٹنڈنٹ فیاض لائن پر ہیں جناب''...... پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... سر قاسم جلال نے کہا تو دوسری طرف سے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''یس قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سوپر فیاض فرام سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی کرخت آواز سنائی دی جیسے وہ جان بوجھ کر گردن اکڑا کر بات کر رہا ہو۔

''قاسم جلال سیکرٹری داخلہ سپیکنگ''...... سر قاسم جلال نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے فوراً اپنے لہجے میں ٹھہراؤ پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''میرے آفس کے نمبر پر مجھے ایک کال موصول ہوئی ہے۔ کیا تم پتہ لگا سکتے ہو کہ وہ کال کہاں سے کی گئی ہے''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''یس سر۔ کیوں نہیں۔ کس کی کال تھی''...... سوپر فیاض فوراً نے کہا۔

''جس کی بھی تھی۔ تم بس مجھے یہ پتہ کر کے بتا دو کہ میرے نمبر پر کال کہاں سے کی گئی تھی۔ مجھے اس کا مکمل ایڈریس چاہئے''۔ سر قاسم جلال نے سخت لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ میں ابھی دو منٹ میں آپ کو پتہ کر کے بتا دیتا ہوں‘‘...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

’’او کے۔ میں دس منٹ تک تمہیں دوبارہ کال کرتا ہوں‘‘۔ سر قاسم جلال نے کہا۔

’’یس سر‘‘...... سوپر فیاض نے کہا اور سر قاسم جلال نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

’’یس سر‘‘...... رابطہ ملتے ہی اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

’’سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے میری بات کراؤ‘‘...... سر قاسم جلال نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... پرسنل اسسٹنٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر قاسم جلال نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو سر قاسم جلال نے فوراً ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... سر قاسم جلال نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

’’سیکرٹری خارجہ جناب سر سلطان صاحب لائن پر ہیں سر‘‘۔ اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

’’بات کراؤ‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا تو دوسری طرف سے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

’’سلطان بول رہا ہوں‘‘...... ایک لمحے کے بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

’’قاسم جلال بول رہا ہوں۔ سیکرٹری ٹو داخلہ‘‘...... سر قاسم جلال نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’کیسے ہیں جناب قاسم صاحب۔ بڑے عرصے کے بعد یاد کیا ہے آپ نے مجھے‘‘...... دوسری طرف سے سر سلطان نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

’’بس مصروفیت کی وجہ سے بات کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا تھا۔ آپ سنائیں آپ کیسے ہیں‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا۔

’’اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ آج کے دور میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے یہی کہا جا سکتا ہے کہ جو وقت گزر جائے وہی اچھا ہوتا ہے‘‘...... سر سلطان نے متانت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی ہر طرف ہی نفسا نفسی کا دور چل رہا ہے۔ اس دور میں جو وقت گزر جائے وہی اچھا ہوتا ہے‘‘۔ سر قاسم جلال نے کہا۔

’’اور سنائیں۔ گھر میں تو سب خیریت ہے نا‘‘...... سر سلطان نے پوچھا۔

’’اللہ کا شکر ہے۔ سب ٹھیک ہیں۔ اچھا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا۔

’’فرمائیں‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

"مجھے ابھی کچھ دیر قبل میرے آفس کے نمبر پر ایک کال موصول ہوئی تھی۔ کال کرنے والے نے مجھے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے"۔ سر قاسم جلال نے کہا۔

"قتل کرنے کی دھمکی۔ لیکن کیوں"...... سر سلطان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے نہیں معلوم۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ وہ مجھے چوبیس گھنٹوں کے اندر قتل کر دے گا اور اس نے میری ہلاکت کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"کون تھا وہ۔ اس نے اپنا نام نہیں بتایا آپ کو"...... سر سلطان نے کہا۔ ان کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"سی گال نام تھا اس کا۔ نام سے تو مجھے وہ کوئی غیر ملکی لگتا ہے لیکن وہ جس روانی سے مقامی زبان میں بات کر رہا تھا اس سے تو نہیں لگتا کہ وہ کوئی غیر ملکی ہو گا"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"آپ مجھے پوری تفصیل بتائیں۔ کہا کیا تھا اس نے آپ کو اور آپ نے اسے کیا جواب دیا تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہی کہ میں اپنی حفاظت کا جو انتظام کر سکتا ہوں کر لوں اور اگر کہیں چھپنا چاہوں تو چھپ جاؤں لیکن وہ ہر حال میں مجھے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہلاک کر دے گا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر وہ مجھے چوبیس گھنٹوں میں ہلاک نہ کر سکا تو وہ خود کو میرے حوالے کر دے گا پھر مجھے اختیار ہو گا کہ میں چاہوں تو اسے گولی

سے اُڑا دوں"...... سر قاسم جلال نے اصل بات بتانے سے اجتناب برتتے ہوئے کہا۔

"اس نے وجہ نہیں بتائی کہ وہ آپ کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی وجہ نہیں بتائی ہے اس نے"...... سر قاسم جلال نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ بغیر کسی وجہ کے کوئی کسی کو کیسے قتل کر سکتا ہے۔

کیا نام بتایا ہے آپ نے اس کا"...... سر سلطان نے کہا۔

"سی گال"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی فیک کال ہو اور کسی نے آپ کے ساتھ مذاق کیا ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"نہیں۔ آپ میرے بارے میں جانتے ہیں۔ نہ میں مذاق کرتا ہوں اور نہ ہی پسند کرتا ہوں۔ وہ فیک کال نہیں تھی۔ اس کے لہجے سے مجھے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل کرنا بھی جانتا ہے"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"تو پھر آپ اپنی سیکورٹی ٹائٹ کر لیں تا کہ اگلے چوبیس گھنٹوں تک آپ کے پاس کوئی پرندہ بھی نہ پھٹک سکے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پتہ چلا ہے کہ وہ کسی دورے

پر بیرون ملک گئے ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ڈائریکٹر جنرل کے طور پر کام کر رہا ہے اور میں سوپر فیاض جیسے انسان کو بخوبی جانتا ہوں۔ میں اس پر بھروسہ نہیں کرسکتا اسی لئے تو میں نے آپ کو فون کیا ہے“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی سیکورٹی کا انتظام میں کراؤں“...... سر سلطان نے کہا۔

”اگر ممکن ہے تو“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہوسکتا ہے۔ تب تک میں سوپر فیاض سے کہہ کر آپ کے آفس اور آپ کی رہائش گاہ کی سیکورٹی بڑھا دیتا ہوں تاکہ آپ ممکنہ خطرے سے بچ سکیں۔ اور جب آپ آفس سے جائیں تو آپ کی حفاظت کے لئے مناسب سیکورٹی ہو“...... سر سلطان نے کہا۔

”دیکھ لیں۔ اگر آپ کو سوپر فیاض پر بھروسہ ہے تو ایسا ہی کر لیں۔ مجھے بس راستے میں ہی خطرہ ہوسکتا ہے۔ ایک بار میں اپنی رہائش گاہ پہنچ جاؤں پھر مجھے کوئی خطرہ نہیں ہوگا نہ سی گال سے اور نہ ہی کسی اور سے“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”اگر آپ کہیں تو میں آپ کے پاس آ جاتا ہوں اور آپ کو اپنے ساتھ آپ کی رہائش گاہ لے چلتا ہوں“...... سر سلطان نے کہا۔

”یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ آپ کی سیکورٹی فول پروف ہے اور

آپ کے ساتھ ہونے سے مجھے حوصلہ بھی رہے گا“...... سر قاسم جلال نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا جیسے سر سلطان نے خود ہی اس کے دل کی بات کر دی ہو۔

”اوکے۔ آپ مجھے بتا دیں کہ آپ آفس سے کب نکلیں گے۔ میں آپ کے نکلنے سے پہلے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا“...... سر سلطان نے کہا۔

”بس ایک گھنٹے کے بعد میں نکل جاؤں گا“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”اوکے۔ میں پونے گھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا اور اپنے ساتھ آپ کو لے جاؤں گا“...... سر سلطان نے کہا۔

”بہت شکریہ آپ کا“...... سر قاسم جلال نے کہا۔

”ارے نہیں۔ اس میں شکریہ کی کیا بات ہے۔ آپ میرے دوست ہیں اور دوست ہی دوستوں کے کام آتے ہیں“...... سر سلطان نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

”جی بالکل۔ آپ پون گھنٹے تک آ جائیں پھر ہم ساتھ ہی جائیں گے اور آج کا ڈنر آپ میرے ساتھ میرے گھر میں ہی کریں گے پلیز اس کے لئے آپ مجھے منع نہیں کریں گے کیونکہ دوست کسی دوست کی دعوت کو نہیں ٹالتا“...... سر قاسم جلال نے کہا تو دوسری طرف سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”اوکے۔ پھر پون گھنٹے کے بعد ملتے ہیں“...... سر سلطان نے

کہا تو چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد سر قاسم جلال نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھتے ہی سر قاسم جلال نے کرسی سے سر لگایا اور آنکھیں بند کر کے ریلیکس ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

''یہ عمران کہاں رہ گیا ہے۔ آیا کیوں نہیں ہے وہ اب تک۔ تم نے تو کہا تھا کہ وہ ابھی آ جائے گا جبکہ اس کا انتظار کرتے ہوئے ہمیں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے''...... جولیا نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

جولیا کے ساتھ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔ وہ عمران سے ملنے اس کے فلیٹ میں آئے تھے۔ جب وہ فلیٹ میں آئے تو عمران نہیں تھا۔ سلیمان وہاں اکیلا تھا۔ جولیا کے پوچھنے پر سلیمان نے کہا کہ عمران مٹر گشت کرنے باہر گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر تک واپس آ جائے گا لیکن جولیا اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بیٹھے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا اور عمران ابھی تک لوٹ کر نہیں آیا تھا۔

سلیمان نے ان کے لئے چائے بنائی تھی اور چائے کے ساتھ اس نے انہیں چند لوازمات بھی پیش کر دیئے تھے جس میں محو ہو کر انہیں وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن جب سلیمان برتن

اٹھانے کے لئے اندر آیا تو جولیا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

''عام طور پر تو وہ تھوڑی ہی دیر میں واپس آ جاتے ہیں۔ آج پتہ نہیں کیوں انہیں دیر لگ رہی ہے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں گیا ہے''...... تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ بس یہی کہہ کر گئے تھے کہ وہ کچھ دیر باہر گھومنے پھرنے جا رہے ہیں تھوڑی دیر بعد واپس آ جائیں گے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''عمران صاحب نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ گھومنے پھرنے کے لئے کہاں جاتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''گھومنے پھرنے کے لئے وہ پیدل گئے ہیں یا اپنی کار میں''۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''عام طور پر تو وہ پیدل ہی جاتے ہیں۔ آج انہیں واپسی میں تاخیر ہو رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی کار میں ہی گئے ہوں کیونکہ گیراج بند ہے اور میں یہ نہیں جانتا کہ کار وہاں ہے یا نہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں کب سے اس کے سیل فون پر کال کر رہی ہوں لیکن اس کا سیل فون بھی آف مل رہا ہے۔ کیا وہ جب بھی سیر کرنے جاتا ہے تو اسی طرح سیل فون آف کر دیتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ سیر کرنے جاتے ہیں تو اپنا سیل فون ساتھ نہیں لے جاتے۔ اس وقت بھی ان کا سیل فون ان کے کمرے میں آف پڑا ہوا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حد ہے۔ اگر ایمرجنسی کے سلسلے میں کسی نے اس سے بات کرنی ہو تو وہ کیا کرے گا''۔ جولیا نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا

''انتظار''...... سلیمان نے جواب دیا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ سلیمان نے فوراً برتن سمیٹے اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اکیلے ہی اپنا پروگرام ترتیب دے لینا چاہئے اور چیف سے اجازت لے کر تفریح کرنے کے لئے نکل جانا چاہئے۔ عمران کا کوئی پتہ نہیں وہ ہمارے ساتھ چلنے کی حامی بھرے یا نہ بھرے۔ اسے تو سوائے حماقتوں کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کوہسالہ کی برفیلی پہاڑیوں میں اسے ساتھ لے جائیں اور وہ احمقانہ حرکتیں کر کے ہماری تفریح ہی خراب کر کے رکھ دے''...... تنویر نے کہا۔

''تم تو چاہتے ہی یہی ہو کہ وہ ہمارے ساتھ نہ جائے''۔ جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھور کر کہا تو تنویر کا رنگ اُڑ گیا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا''۔ تنویر نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔

”میرے خیال میں عمران صاحب آ گئے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاید“......کیپٹن شکیل نے کہا۔ چند لمحوں کے بعد راہداری سے کسی کے جوتے گھسیٹ کر چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر انہیں سامنے ایک عجیب و غریب ہستی دکھائی دی۔ اس ہستی کو دیکھ کر وہ آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے۔ وہ ایک بھکاری تھا۔ جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے جو جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ کپڑوں کے اوپر ایک کوٹ بھی تھا جس کی جیبیں لٹک رہی تھیں۔ البتہ اس کی ایک جیب خاصی پھولی ہوئی تھی۔ اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ سر کے بال بکھر کر یوں کھچڑی بنے ہوئے تھے جیسے وہ برسوں سے نہایا ہی نہ ہو۔ سر پر تنکوں کا بنا ہوا ٹوٹا ہوا ہیٹ تھا اور اس کے پیروں میں پھٹے پرانے جوتے دکھائی دے رہی تھے۔ یہی نہیں۔ اس کی آنکھیں انتہائی ورم زدہ دکھائی دے رہی تھیں جیسے وہ کئی راتوں سے سویا نہ ہو۔ اس کے چہرے پر بلا کی مایوسی اور دکھ کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔ بھکاری کی نظریں ان پر پڑیں تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

”اخاہ۔ جولیا، کپتان شکیل، صفدر اور تنویر آئے ہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ کبھی ہم ان سب کو دیکھتے ہیں اور کبھی اپنے اس ڈربے نما مکاں کو دیکھتے ہیں۔ نہیں شاید شعر کچھ ایسا تھا کہ وہ آئے سب ہمارے گھر میں، کبھی ہم ان

کو اور کبھی پھر ہم انہی کو دیکھتے ہیں“...... بھکاری نے اچھے بھلے شعر کا ستیاناس کرتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے نکلنے والی عمران کی آواز سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

”عمران“...... جولیا کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ عمران کو بھکاری کے حلیئے میں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی ہو۔

”یس سوئٹ ہارٹ۔ میں تمہارا علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عرف پڑھا لکھا بیگر ہوں“......عمران نے بڑے والہانہ لہجے میں کہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے“...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

”کیسی حالت۔ کون سی حالت۔ میری اس حالت پر مت جاؤ سوئٹ ہارٹ۔ میرا دل دیکھو جس میں تمہاری فوٹو چپکی ہوئی ہے اور وہ بھی ایسی گوند سے جو کبھی اتر نہیں سکتی“......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں“...... جولیا نے اس کی بات سن کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا“......عمران نے پوچھا۔

”یہی کہ تم نے بھکاری جیسی حالت کیوں بنا رکھی ہے۔ پہننے کے لئے تمہیں کوئی ڈھنگ کا لباس نہیں ملا تھا کیا“...... جولیا نے

غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’ڈھنگ کا لباس۔ کیا بات کرتی ہو سوئٹ ہارٹ۔ یہاں دو وقت کے کھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور تم ڈھنگ کا لباس پہننے کی بات کر رہی ہو‘‘...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور آگے بڑھ کر صوفے پر یوں دھم سے بیٹھ گیا جیسے وہ بے حد تھک گیا ہو۔

’’کیوں کیا ہوا تمہارے لباسوں کو۔ سب کچھ تو تھا تمہارے پاس‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’تھا ماضی کا حصہ ہوتا ہے پیارے۔ جو گزر جائے وہ تھا اور جو ہے وہ حال اور میرا حال اب یہی ہے جو تمہارے سامنے ہے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’آپ کہنا کیا چاہتے ہیں عمران صاحب‘‘...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’مجھ جیسے حقیر فقیر، بندہ پرتقصیر نے کیا کہنا ہے اور میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں۔ پچھلے کئی ہفتوں سے کیس نہ ملنے کی وجہ سے میں فلیٹ میں پڑا ہوا ہوں۔ جو کچھ تھا وہ اپنا اور سلیمان بے چارے کا پیٹ بھرنے کے لئے خرچ ہو گیا۔ پھر ادھار لینا شروع کیا لیکن کب تک۔ ادھار دینے والوں نے ادھار دینے سے انکار کر دیا تو میں نے اور سلیمان نے ایک ایک کر کے گھر کی چیزیں بیچنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ چند ضرورت کی چیزوں کو چھوڑ کر ہم نے اپنے لباس تک اونے پونے داموں فروخت کر دیئے۔ اور......‘‘

عمران نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

’’اور۔ اور کیا‘‘...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

’’اور پھر کیا سوئٹ ہارٹ۔ ایک ایک کر کے گھر کی آدھی سے زیادہ چیزیں بک گئیں لیکن کمبخت پاپی پیٹ کو روز ہی بھوک لگتی تھی اس لئے مجبوراً ہم نے اپنے لباس بھی بیچنے شروع کر دیئے اور پھر وہ سب بھی ختم ہو گئے۔ بات فاقوں تک آ گئی تھی۔ تو پھر مجھے یہ حلیہ اپنانا پڑا۔ اور تم یقین جانو سوئٹ ہارٹ کہ اس حلیئے نے تو جیسے میری تقدیر ہی بدل کر رکھ دی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس حلیئے نے آپ کی تقدیر بدل دی ہے۔ وہ کیسے‘‘۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’راز کی بات ہے۔ کسی کو بتاؤ گے تو نہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں بتاؤں گا‘‘...... کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا۔

’’تو پھر سنو۔ بلکہ سننے سے پہلے دیکھو‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے کوٹ کی پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ جیب سے مٹھیاں بھر بھر کر پانچ روپے کے سکے اور دس دس کے مڑے تڑے نوٹ نکال نکال کر میز پر رکھنا شروع ہو گیا۔ اس کی جیب سے نوٹ اور سکے نکلتے دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔

’’یہ کیا ہے‘‘...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

’’دس دس کے نوٹ اور پانچ پانچ کے سکے‘‘...... عمران نے

دانت نکوستے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے۔ کیا تم نے سکے جمع کرنے کا شوق پال لیا ہے''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

''ارے نہیں۔ سوئٹ ہارٹ۔ یہ ایک غریب اور بھوکے کو بھیک میں ملی ہوئی دولت ہے جو شہر کے امیر اور مڈل کلاس لوگوں نے دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''بھیک۔ کیا تم نے بھیک مانگنا شروع کر دی ہے''...... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔ باقی سب کے چہروں پر بھی حیرت کے بادل امنڈ آئے تھے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا انسان بھیک بھی مانگ سکتا ہے۔

''ہاں۔ پیٹ بھرنے کے لئے چوری کرنے اور ڈاکے ڈالنے یا پھر کسی کا گلا کاٹ کر اسے لوٹنے سے تو یہی بہتر تھا کہ میں اور سلیمان ایک دوسرے کا پیٹ بھرنے کے لئے بھیک مانگنا شروع کر دیں۔ کام تو مشکل تھا لیکن گھر کی ہر چیز بک چکی تھی۔ اس لئے ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ ایک دن سلیمان اور دوسرے دن میں بھیک مانگنے جاؤں گا۔ بس ہمیں حلیہ ایسا بنانا ہو گا کہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہم پر ترس کھائیں اور ہمیں کچھ نہ کچھ دے کر ہی جائیں۔ میں تو باہر جا کر لوگوں کے سامنے ایسی ایسی اداکاری کرتا ہوں کہ اگر کسی کے پاس کچھ دینے کے لئے نہیں ہوتا تو وہ قریب سے گزرنے والے سے مانگ کر مجھے کچھ نہ کچھ دے کر ہی اپنی جان چھڑاتا ہے۔

میری روز کی کمائی ایک ہزار سے زیادہ کی ہو جاتی ہے۔ اتنے ہی سلیمان بھی کما لاتا ہے اور یہی وہ راز تھا جو میں کیپٹن شکیل کو بتانا چاہتا تھا۔ تمام دھندوں اور ہر بزنس سے بڑا بزنس بیگرز بزنس ہے جس میں نہ ہینگ لگتی ہے اور پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آ تا ہے۔ دیکھ لو۔ میں شام کو پانچ بجے گیا تھا اور اب نو بج رہے ہیں۔ چار گھنٹوں میں ہی میں ایک ہزار روپے سے زائد کما لایا ہوں۔ اسی طرح میں دن میں دو ٹائم اپنا بزنس کرتا ہوں۔ شام تک دو ہزار تو ہو ہی جاتے ہیں۔ ان چند دنوں میں ہم دونوں میرا مطلب ہے میں اور سلیمان پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں اور سکون سے سوتے ہیں اور یہ بھیک میں ہی مانگی ہوئی کمائی ہے جس کی بدولت ہم نے اپنی بیچی ہوئی آدھی سے زیادہ چیزیں واپس لے لی ہیں ورنہ شاید تمہیں یہاں آ کر خالی فرش پر ہی بیٹھنا پڑتا''...... عمران کی زبان چل پڑے تو پھر بھلا کہاں رکنے کا نام لیتی ہے۔

''یعنی تم اور سلیمان ان دنوں اپنا پیٹ بھرنے کے لئے بھیک مانگ رہے ہو اور وہ بھی اس حلیئے میں''...... جولیا نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیا کریں سوئٹ ہارٹ۔ پاپی پیٹ کا سوال ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ بس دو تین مہینے مجھے ٹکا کر یہ بزنس کر لینے دو پھر میں اتنا کچھ اکٹھا کر لوں گا کہ تمہیں جہیز میں بھی کچھ لانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ہمارا اپنا بنگلا ہو گا۔ موٹر کار ہو گی اور ایئر کنڈیشنڈ رومز ہوں

گے۔ جن کی ٹھنڈک میں بیٹھ کر ہم ٹھنڈے دماغ کے ساتھ اپنے ہونے والے بچوں کے نام سوچیں گے اور......" عمران کہتا چلا گیا۔

"بس بس۔ ہم یہاں تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے نہیں آئے ہیں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ فضول باتیں نہیں ہیں سوئٹ ہارٹ۔ میں ہم دونوں کے مستقبل کی بات کر رہا ہوں اور مستقبل کا سوچنا ہر انسان کا حق ہوتا ہے۔ اب دیکھو جب بیگرز بزنس سے میں اتنا سب کچھ کر سکتا ہوں تو جب تمہاری اور میری شادی ہو جائے گی تو اس بزنس میں زبردست اضافہ ہو جائے گا۔ لوگ مردوں سے زیادہ عورتوں کو بھیک دیتے ہیں۔ دونوں میاں بیوی مل کر کمائیں گے تو اس شہر میں ہماری بے شمار کوٹھیاں اور کاریں ہوں گی اور اگر ہم اس بزنس میں اپنے آٹھ دس بچوں کو بھی لے آئیں تو سمجھ لو کچھ ہی عرصے میں اس شہر میں آدھی سے زیادہ ہماری جائیداد ہو گی۔ بڑا ہی منافع بخش کاروبار ہے۔ میں تو تم سب کو یہی مشورہ دوں گا کہ چھوڑو سیکرٹ سروس وروس اور میرے بیگرز بزنس میں شامل ہو جاؤ تم سب کے درد دل ختم ہو جائیں گے"...... عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر باقی ممبران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ رہنے دو۔ یہ بزنس تمہیں ہی مبارک ہو۔ ہم جیسے بھی ہیں ٹھیک ہیں۔ ہمیں تمہاری طرح بھک منگا بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بزنس مین کہو پیارے۔ بھک منگا نہیں۔ بھک منگا کہہ کر تم میرے بزنس کی توہین کر رہے ہو"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ کیا آپ اب بھی اسے ساتھ لے جانا چاہیں گی"...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر قدرے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ کیا تم مجھے کہیں ساتھ لے جانے کے لئے آئے تھے۔ کہاں لے جانا ہے۔ چلو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجھے کسی ایسی جگہ لے جانا جہاں بھیڑ زیادہ ہو اور وہاں کے لوگ سخی دل بھی ہوں"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں چلنا چاہئے۔ میں نے اس کا ایک گھنٹہ یہاں انتظار کر کے غلطی کی ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ ایک گھنٹے سے تم میرا انتظار کر رہی ہو اور اب میں آ گیا ہوں تو تم جانے کی بات کر رہی ہو۔ وہ ایک اولڈ سونگ ہے نا کہ آئے ہو ابھی، بیٹھو تو سہی۔ جانے کی باتیں جانے دو۔ دو، دو، کچھ تو دو۔ یہی سونگ ہے نا دفتر پیارے"...... عمران نے لہک لہک کر گانے کے بعد صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور دو، دو کہتے ہوئے بھکاریوں کی طرح اس کے آگے ہاتھ پھیلا دیا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے سونگ سننے کا شوق نہیں ہے"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ بڑے بے ذوق اور کنجوس آدمی ہو تم۔ نہ تمہیں گانے کا شوق ہے، نہ دینے کا پھر اتنا سب کچھ جمع کر کے تم کیا کرو گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہم نے سیر و تفریح کے لئے کوہسالہ کی برف پوش پہاڑیوں پر جانے کا پروگرام بنایا تھا اور ہم تم سے یہی پوچھنے آئے تھے کہ کیا تم ہمارے ساتھ چلنا پسند کرو گے یا نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''چلنا تو میں ضرور پسند کرتا ہوں لیکن کوہسالہ کی برف پوش پہاڑیوں پر جانے سے کیا فائدہ۔ وہاں ہر طرف برف ہی برف ہو گی۔ سوائے ہمارے اور تمہارے وہاں کوئی نہیں ہو گا۔ نہ کوئی جاننے والا اور نہ پہچاننے والا۔ میرے بزنس کا بھی وہاں کوئی چارم نہیں ہو گا اس سے تو بہتر ہے کہ کسی بیچ پر چلتے ہیں وہاں لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔ ایسی جگہ پر ہماری سیر بھی ہو جائے گی تفریح بھی اور وقت نکال کر میں اپنا بزنس بھی کرتا رہوں گا۔ مطلب سیر کی سیر اور بزنس کا بزنس اور اگر میرا وہاں بزنس اچھا ہوا تو سیر پر آنے والا سارا خرچہ میرے ذمہ ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تو تم اس حالت میں ہمارے ساتھ جاؤ گے اور وہاں جا کر بھی بھیک ہی مانگو گے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں تو کیا برائی ہے اس حالت میں۔ اچھا خاصا لباس ہے۔ پھٹا پرانا ہے تو کیا ہوا تن تو ڈھکا ہوا ہے اور بہتر ہے کہ تم سب بھی ایسے ہی لباس زیب تن کر لو''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز

آنے والا تھا۔

''شٹ اپ۔ اس حالت میں تمہیں ساتھ لے جانے سے بہتر ہے کہ تمہیں نہ ہی لے جایا جائے۔ چلو اٹھو تم سب اور چلنے کی تیاری کرو۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ چیف ہمیں اجازت دے دے گا''...... جولیا نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر تنویر اور پھر باری باری صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''ارے ارے۔ رکو۔ تم سب تو ایک دم سے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہو۔ اور کچھ نہیں تو میری نیک کمائی سے چائے ہی پیتے جاؤ۔ چائے کے ساتھ میں تمہارے لئے کیک، سینڈوچز اور دو چار پیزا ویزا بھی منگوا لیتا ہوں۔ سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے پہلے ان سے کہا اور پھر اس نے اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

''ہمیں کچھ نہیں کھانا پینا تمہاری اس بھیک کی کمائی سے۔ یہ کمائی تمہیں مبارک ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان اندر آ گیا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں میز پر پڑے پانچ روپے کے سکوں اور دس دس کے مڑے تڑے نوٹوں پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''جی صاحب کے بچے۔ اٹھاؤ آج کی کمائی اور اسے گن کر

لے جاؤ اور پاکیشیا کے سب سے بڑے بنک میں جمع کرا آؤ۔ بنک سے رسید لینا نہ بھولنا۔ اور ہاں۔ اس میں سے تھوڑی بہت رقم بچا کر ان معزز مہمانوں کے لئے کچھ لیتے آنا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ہماری شاہ خرچی دیکھ کر ہمارے بیگرز بزنس کا حصہ بن جائیں''۔ عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا اسے قہر بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

''آؤ۔ میرے ساتھ تم سب''...... جولیا نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی طرف جاتی اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا رک گئی اور اس نے جیکٹ کی جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین دیکھنے لگی۔ سکرین پر ایکسٹو کا مخصوص کوڈ ڈسپلے ہوتے دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

''ایک منٹ چیف کی کال ہے''...... جولیا نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''یس چیف۔ جولیا سپیکنگ''...... جولیا نے سیل فون کا کال رسیونگ بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو تم اس وقت''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص غراہٹ بھری سرد آواز سنائی دی۔

''میں اس وقت عمران کے فلیٹ میں ہوں چیف اور میرے

ساتھ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کیا عمران تمہارے ساتھ ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ وہ سامنے ہی ہے''...... جولیا نے پلٹ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے پاس سلیمان بیٹھ گیا تھا اور وہ دونوں میز پر پڑے ہوئے سکے گن رہے تھے جیسے سوائے اس کام کے ان کے پاس کوئی اور کام ہی نہ ہو۔

''میری بات کراؤ اس سے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ ایک منٹ''...... جولیا نے کہا اور پھر پلٹ کر تیز تیز چلتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی۔

''چیف تم سے بات کرنا چاہتا ہے''...... جولیا نے سیل فون عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس ابھی وقت نہیں ہے۔ وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ مجھے یہ رقم گن کر جلد سے جلد بنک پہنچانی ہے۔ اگر بنک کا ٹائم ختم ہو گیا تو پھر مجھے یہ رقم فلیٹ میں ہی رکھنی پڑے گی اور آج کل کے حالات ایسے نہیں کہ بڑی بڑی رقوم گھر میں رکھی جائیں''۔ عمران نے کہا۔

''بات کرو''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''ارے باپ رے۔ تم تو غصے میں آ گئی۔ لاؤ مجھے دو سیل فون''...... عمران نے جولیا کی غراہٹ سن کر بوکھلا کر کہا اور اس سے سیل فون لے لیا اور اس نے سیل فون کان سے لگانے کی بجائے

اس کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''یس چیف۔ علی عمران ایم ایس۔ سی ڈی ایس سی (آکسن) سپیشل بزنس مین بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تمہارا سیل فون کیوں آف ہے''...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''وہ چیف۔ اس کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی تھی اور آپ کو ملک میں ہونے والی لوڈ شیڈنگ کے بحران کا تو علم ہی ہے۔ لائٹ ہی نہیں ہوتی تو بیٹریاں چارج کیسے ہو سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا سپیشل نمبر بھی بند ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''اس کا میں نے بل پے نہیں کیا تھا اس لئے شاید کنکشن کاٹ دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور واچ ٹرانسمیٹر۔ کیا اس کا بھی بل پے نہیں کیا ہے تم نے''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''اوہ نو چیف۔ واچ ٹرانسمیٹر میں کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں۔ سارا گھر چھان مارا ہے لیکن نجانے کہاں چلا گیا ہے۔ واپس آتا ہے تو میں آپ کی طرف سے اس کے کان پکڑ لوں گا۔ ارے ہپ۔ وہ وہ، میں میں۔ وہ وہ''...... عمران اپنی جھونک میں کہتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ الٹی بات کر گیا ہے تو اس نے وہ وہ، میں میں کرنی شروع کر دی۔

''سر سلطان کب سے تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''سر سلطان۔ کیوں۔ کیا وہ مجھ سے قرض لینا چاہتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''وہ اس وقت سیکرٹری داخلہ سر قاسم جلال کے گھر میں ہیں۔ سر قاسم جلال کسی مشکل میں ہیں۔ سر سلطان چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس پہنچ جاؤ فوراً''...... ایکسٹو نے کہا۔

''لیکن چیف میری تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی۔ پھر میں رن لے کر سر سلطان کے پاس کیسے جا سکتا ہوں اور وہ بھی چار چار رنیں لے کر''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چار چار رنیں۔ کیا مطلب ہے تمہارا''...... ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کہا ہے فوراً۔ فور کا مطلب چار ہوتا ہے اور پنجابی زبان میں بیوی کو رن کہا جاتا ہے۔ مجھے تو ابھی تک ایک بھی نہیں ملی ہے اور آپ چار چار کا کہہ رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اور اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ یہ واقعی عمران کا ہی حوصلہ تھا جو وہ چیف سے اس انداز میں بات کر لیتا تھا ورنہ ان سب کی تو یہ حالت تھی کہ چیف کی آواز سنتے ہی ان پر کپکپی سی طاری ہو جاتی تھی۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ جاؤ جلدی۔ وہ تمہارا انتظار کر رہے

ہیں اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں وہاں ان کی بھی ضرورت پڑ جائے''...... ایکسٹو نے عمران کی بے تکی باتیں سن کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ مم مم۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ آپ پلیز مجھ سے غصے میں بات نہ کیا کریں۔ آپ کا غصیلا لہجہ سن کر میری پتلون گیلی ہونا شروع ہو جاتی ہے''...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر ممبران نے بڑی مشکل سے اپنے حلقوں سے نکلنے والے قہقہوں کو روکا تھا۔

''حماقتیں چھوڑو اور جلد سے جلد سر سلطان کے پاس پہنچو''...... ایکسٹو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ چیف کو رابطہ ختم کرتے دیکھ کر عمران نے برے برے منہ بنانے شروع کر دیئے۔

''بہت جلدی بھاگ گیا ہے چوہا۔ ورنہ میرا تو اس کی غراہٹ بھری آواز سن کر اب تک جتنی پتلونیں گیلی ہوئی تھیں ان کا حساب لینے کا پروگرام تھا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ عمران صاحب۔ آپ کا سیل فون اور سپیشل نمبر سمیت واچ ٹرانسمیٹر بھی آف تھا۔ ایسا کیوں''...... صفدر نے کہا۔

''خاص بزنس کرنے کے لئے ان چیزوں سے دور رہنا پڑتا ہے پیارے۔ اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ میرے پاس سیل فون بھی ہے۔ گھر پر بھی فون لگا ہوا ہے اور میری کلائی پر واچ ٹرانسمیٹر جیسی

جدید سہولت بھی موجود ہے تو پھر بھلا کون مجھے کچھ دے گا۔ بیگرز بزنس کرنے کے لئے تو گندے سے گندا اور برے سے برا اور بے حالوں جیسا روپ دھارنا پڑتا ہے۔ جسم سے پسینے کی بو آئے تو لوگ اپنی جان جلد سے جلد چھڑانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے ہیں اور میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ میں تو اس وقت تک کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا جب تک وہ اپنی جیب ڈھیلی نہ کر دے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''ہمارا تفریح والا پروگرام تو لگتا ہے ختم ہو گیا ہے۔ چیف نے حکم دیا ہے کہ ہم عمران کے ساتھ سیکرٹری داخلہ کی رہائش گاہ میں جائیں جو کسی مشکل میں ہے۔ اب نجانے وہ کس مشکل میں مبتلا ہے۔ کہیں کوئی نیا کیس ہی نہ شروع ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم اس میں ہی الجھ کر رہ جائیں گے اور تفریح کا خیال ذہن سے نکالنا ہی پڑے گا...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ چیف کا حکم ہے جسے ٹالا تو نہیں جا سکتا...... صفدر نے کہا۔

''اب تم احمقوں کی طرح دیدے پھاڑ پھاڑ کر میری طرف کیا دیکھ رہے ہو اٹھو اور جا کر نہا دھو کر نیا لباس پہن کر آؤ اور چلو سر سلطان کے پاس جو تمہارا انتظار کر رہے ہیں...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا جو واقعی دیدے پھاڑ پھاڑ کر اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''نہانے اور لباس بدلنے کی کیا ضرورت ہے سوئٹ ہارٹ۔ میں اسی طرح چلتا ہوں نا تمہارے ساتھ...... عمران نے دانت نکال کر کہا۔

''عمران پلیز بور مت کرو اور جا کر سلیقے کا لباس پہن کر آؤ''۔ جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''سلیقے کا لباس تو دولہا کا ہوتا ہے۔ کہو تو وہی پہن آؤں''۔ عمران نے بڑے راز دارانہ لہجے میں کہا۔

''پلیز عمران پلیز...... جولیا نے جیسے زچ آتے ہوئے کہا۔

''اچھا تم اتنا پلیز پلیز کر رہی ہو تو میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ ہونے والی جورو کی ہر بات مان لینی چاہئے...... عمران نے کہا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ایک منٹ جانے سے پہلے یہ تو بتا دیں کہ آپ نے اتنے سکے اور مڑے تڑے نوٹ کہاں سے اکٹھے کئے ہیں۔ میں یہ بات مر کر بھی نہیں مان سکتا کہ آپ نے بھیک مانگنی شروع کر دی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''کسی کو بتاؤ گے تو نہیں...... عمران نے کہا۔

''کیا...... صفدر نے پوچھا۔

''یہی کہ میں نے یہ لباس کہاں سے لیا ہے اور پانچ پانچ کے سکے اور دس دس کے مڑے تڑے نوٹ کہاں سے حاصل کئے ہیں...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''میں نے گیراج سے یہ پرانا لباس اٹھایا تھا اور پھر قریبی بنک لوٹنے چلا گیا تھا۔ اب یہ میری بدقسمتی ہی تھی کہ کنگال بنک تھا۔ وہاں سے یہی کچھ ملا تھا جو میں اپنی جیبوں میں بھر کر لے آیا تھا''...... عمران نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

عمران مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیر کر کے واپس آتے ہوئے اسے فلیٹ کی عمارت کے باہر ان چاروں کی کاریں کھڑی دکھائی دی تھیں تو عمران سمجھ گیا کہ یہ چاروں اس کے فلیٹ میں ہیں۔ اس نے اپنی کار گیراج میں کھڑی کی اور وہاں موجود باکس میں رکھا ہوا پھٹا پرانا لباس نکال کر پہن لیا۔ اس لباس کی جیب میں اس نے پہلے سے ہی سکے اور مڑے تڑے دس دس روپے والے نوٹ بھرے ہوئے تھے، پھر وہ اپنے ساتھیوں سے شرارت کرنے کے لئے بھکاریوں کے انداز میں فلیٹ میں آ گیا تھا۔

یہ بات جولیا اور اس کے ساتھی بھی سمجھ سکتے تھے کہ عمران نے یہ سب کچھ انہیں دکھانے اور انہیں احمق بنانے کے لئے کیا تھا لیکن عمران کو اس طرح بھکاریوں کے حلیئے میں دیکھ کر جولیا کو بے حد کوفت ہوئی تھی اور وہ ابھی تک برے برے منہ بنا رہی تھی جیسے اس نے کونین کی گولیوں سے بھری پوری ڈبیہ منہ میں ڈال کر چبانی شروع کر دی ہو۔

سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کے گرد زبردست سیکورٹی موجود تھی۔ ہر طرف مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے جنہوں نے سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کو چاروں اطراف سے گھیر رکھا تھا۔

سر قاسم جلال نے سی گال کو چیلنج تو کر دیا تھا اور انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے زبردست انتظامات بھی کرا لئے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی بے چینی کسی بھی طرح کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ انہوں نے سر سلطان کو اپنے پاس روک لیا تھا۔

سر سلطان کے کہنے پر سوپر فیاض جو انٹیلی جنس بیورو کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل بنا ہوا تھا، سر قاسم جلال کی حفاظت کے لئے اپنے ساتھ مسلح افراد کی بڑی فوج لے آیا تھا۔ یہ وہی افراد تھے جو سوپر فیاض کے کہنے پر سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کے چاروں اطراف پھیل گئے تھے۔ سر سلطان کی طرح سوپر فیاض بھی وہاں موجود تھا اور چونکہ وہ قائم مقام ڈائریکٹر جنرل تھا اس لئے اس کی

گردن یوں اکڑی ہوئی تھی جیسے کسی نے اس کی گردن میں سریا فکس کر دیا ہو۔ اس کا سینہ بھی کئی انچ پھولا ہوا تھا اور وہ خود کو حقیقت میں سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل سمجھنا شروع ہو گیا تھا اس لئے اس کے بولنے کا انداز اور اس کے چہرے کے تاثرات بدلے ہوئے تھے۔

وہ اکڑے ہوئے انداز میں اور چیخ چیخ کر اپنے ساتھ آنے والوں پر برس رہا تھا اور انہیں سختی سے حکم دے رہا تھا کہ وہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کو اس حد تک سیکور کریں کہ وہاں چڑیا کا ایک بچہ بھی ان کی نظروں میں آئے بغیر داخل نہ ہو سکے۔

سر سلطان اس وقت سر قاسم جلال کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور سر قاسم جلال دونوں ہاتھ پشت پر باندھے انتہائی بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ بار بار دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ جلد سے جلد چوبیس گھنٹے گزرنے کا انتظار کر رہے ہوں لیکن وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔ رہائش گاہ کے باہر ہونے والا معمولی سا کھٹکا سن کر بھی سر قاسم جلال سہم جاتے تھے اور وہ خوف بھری نظروں سے سر سلطان کی طرف دیکھنے لگتے تھے۔

سر سلطان نے انہیں بے حد تسلی دی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں اور سوپر فیاض نے ان کی رہائش گاہ کے باہر ہر طرف ٹائٹ سیکورٹی لگا دی ہے۔ اس قدر ٹائٹ اور فول پروف

سیکورٹی میں سی گال تو کیا واقعی چڑیا کا ایک بچہ بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سر سلطان کے تسلی دینے پر کچھ دیر کے لئے سر قاسم جلال نارمل ہو جاتے تھے لیکن پھر نجانے وہ کیا سوچتے کہ ان کے چہرے پر پھر وہم اور خوف کے بادل منڈلانا شروع ہو جاتے تھے۔ سر سلطان ان کی حالت دیکھ دیکھ کر خود بھی پریشان ہو رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سر قاسم جلال ویسے ہی بلڈ پریشر کے مریض ہیں۔ اگر ان کی پریشانی کا یہی عالم رہا تو کہیں ان کا بلڈ پریشر بڑھ ہی نہ جائے اور بلڈ پریشر کا بڑھنا ان کی صحت کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا تھا۔ وہ سر قاسم جلال کو سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے لیکن سر قاسم جلال کی پریشانی کسی طرح سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس لئے سر سلطان نے خاموشی اختیار کر لی تھی اور ایک صوفے پر بیٹھے سر قاسم جلال قسم کو ادھر ادھر ٹہلتا دیکھ رہے تھے۔

اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو دستک کی آواز سن کر سر قاسم جلال یوں اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں میں کوئی بم آ پھٹا ہو۔ وہ خوف بھری نظروں سے بند دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ سر قاسم جلال کا خوف دیکھ کر سر سلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"کون ہے"...... سر قاسم جلال نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سوپر فیاض ہوں جناب۔ کیا میں

اندر آ سکتا ہوں"...... باہر سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

"کیا تم اکیلے ہو"...... سر قاسم جلال نے اسی انداز میں کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اکیلا ہی ہوں"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آ جاؤ اندر"...... سر قاسم جلال نے کہا تو دروازہ کھلا اور سوپر فیاض اندر آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو"...... سر قاسم جلال نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس فون بوتھ کا پتہ چل گیا ہے سر جہاں سے آپ کو فون کیا گیا تھا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"گڈ شو۔ کہاں ہے وہ فون بوتھ اور کیا وہاں سے سی گال کا کوئی نشان ملا ہے"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"نو سر۔ اس کا کوئی نشان تو نہیں ملا ہے لیکن اس فون بوتھ سے ایک کارڈ ملا ہے جس پر سی گال کا نام لکھا ہوا ہے اور اس کارڈ پر ایک سائن بھی موجود ہے"...... سوپر فیاض نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر سر قاسم جلال کی طرف بڑھا دیا۔ سر قاسم جلال نے کارڈ پر نظر ڈالی۔ کارڈ پر واقعی سی گال کا نام تھا اور سائیڈ پر کاندھوں تک ایک انسان کی تصویر دکھائی دے رہی تھی جس کی گردن میں ایک خنجر دستے تک گڑا ہوا تھا اور گردن سے خون نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔

’’اس کارڈ سے کیا پتہ چل سکتا ہے۔ اس پر تو کوئی فون نمبر اور ایڈریس بھی نہیں ہے‘‘...... سر قاسم جلال نے سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

’’یس سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے اس فون بوتھ کو سیل کرا دیا ہے۔ فون سیٹ سے ہم نے فنگر پرنٹس بھی حاصل کر لئے ہیں اور میرے آدمیوں نے اس علاقے کی سرچنگ بھی شروع کر دی ہے۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ وہاں سے آپ کو کس نے فون کیا تھا‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’کارڈ مجھے دکھانا‘‘...... سر سلطان نے کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے تو سر قاسم جلال ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے کارڈ سر سلطان کو دے دیا اور سر سلطان غور سے اس کارڈ اور اس پر بنے ہوئے سائن کو دیکھنے لگے۔

’’آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ میں نے آپ کی رہائش گاہ کے ایک ایک انچ پر اپنے آدمی کھڑے کر دیئے ہیں۔ یہاں قاتل تو کیا چڑیا کا ایک بچہ بھی نہیں آ سکتا اور اگر کسی نے زبردستی یہاں آنے کی کوشش کی تو اسے میں اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دوں گا۔ قاتل میرے ہاتھوں سے کسی بھی طرح سے بچ نہیں سکے گا‘‘...... سوپر فیاض نے بڑے کروفر بھرے لہجے میں کہا۔

سر سلطان ابھی کارڈ غور سے دیکھ رہے تھے کہ اسی لمحے ان کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا

اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگے۔ ڈسپلے دیکھ کر انہوں نے کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

’’کہاں ہو تم۔ میں کب سے تمہیں کال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں‘‘...... سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض اور سر قاسم جلال چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ سوپر فیاض یہیں موجود ہے۔ میں اسے باہر بھیج رہا ہوں۔ فوراً اس کے ساتھ چلے آؤ‘‘...... سر سلطان نے دوسری طرف کی آواز سن کر کہا اور پھر انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر کال ڈسکنکٹ کر دی۔

’’باہر عمران اور اس کے چار ساتھی آئے ہیں۔ انہیں یہاں لے آؤ‘‘...... سر سلطان نے سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران کا نام سن کر سوپر فیاض کا چہرہ بدل گیا۔

’’عمران۔ لیکن وہ یہاں کیوں آیا ہے‘‘...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں نے بلایا ہے اسے‘‘...... سر سلطان نے کہا تو سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لی اور سر ہلا کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

’’یہ عمران کون ہے اور آپ نے اسے یہاں کیوں بلایا ہے‘‘۔ سر قاسم جلال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم نے ہی تو کہا تھا کہ تمہیں سوپر فیاض اور اس کی سیکورٹی پر

بھروسہ نہیں ہے اس لئے میں نے ایک ایسے آدمی کو بلا لیا ہے جو تمہیں اس مشکل سے یقینی طور پر نجات دلا سکتا ہے۔ اس کی موجودگی میں ٹارگٹ کلر تو کیا جن بھوت بھی یہاں نہیں آ سکے گا"۔ سر سلطان نے مسکرا کر کہا۔

"حیرت ہے۔ ہے کون وہ۔ کیا میں اسے جانتا ہوں"...... سر قاسم جلال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے بیٹے علی عمران کی بات کر رہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ وہ احمق آدمی۔ وہ بھلا میری کیا مدد کر سکتا ہے۔ اس پر تو ہر وقت حماقتوں کا بھوت سوار رہتا ہے"...... سر قاسم جلال نے منہ بنا کر کہا۔

"اس احمق آدمی کا نام سن کر بڑے بڑے جن بھوت بھی بھاگ جاتے ہیں"...... سر سلطان نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تو کیا آپ کے خیال میں سی گال اس کا نام سن کر بھاگ جائے گا یا مجھے قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دے گا"...... سر قاسم جلال نے اسی انداز میں کہا۔

"وہ آ گیا ہے اب ایسا ہی ہو گا اور اگر سی گال یہاں آیا تو پھر وہ واقعی یہاں سے بچ کر نہیں جا سکے گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں نہیں مانتا اس بات کو"...... سر قاسم جلال نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی مان جاؤ گے"...... سر سلطان نے کہا۔ اسی لمحے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی اور دروازہ کھل گیا۔ دروازے سے عمران کا سر اندر آیا اور وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے سر قاسم جلال اور سر سلطان کی طرف دیکھنے لگا۔

"صاحبان کیا میں اہل رزم اندر آ سکتا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آ جاؤ"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے دروازہ کھولا اور پھر وہ بڑے اکڑے ہوئے انداز میں چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے ہمراہ جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اندر آ گئے۔

"السلام علیکم۔ ڈبل سر صاحبان"...... عمران نے اندر آتے ہی زوردار انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ڈبل سر صاحبان سے تمہاری کیا مراد ہے اور یہ تم نے اندر آنے سے پہلے اہل رزم کا کہا تھا اس کا کیا مطلب ہے"...... سر سلطان نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس کا مطلب پہلے بتاؤں۔ ڈبل سروں کا یا پھر اہل رزم کا"...... عمران نے کہا۔

"دونوں کا بتا دو باری باری"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا

"ڈبل سروں سے مراد آپ دونوں صاحبان ہیں۔ آپ کے نام سے پہلے سر آتا ہے اور قاسم جلال صاحب کے نام سے پہلے

بھی سر لگتا ہے۔ جب ایک کمرے میں دو دو سر موجود ہوں تو
آسانی کے لئے انہیں ڈبل سر ہی کہا جاتا ہے“...... عمران نے اپنی
ہانکتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے جبکہ سر قاسم
جلال نے منہ بنا لیا تھا۔

”اور اہل رزم کیا ہے“...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اہل و عیال کا مطلب ہوتا ہے بیوی بچے اور اہل خانہ کا
مطلب ہوتا ہے گھر کے افراد اور اہل رزم کا مطلب ہے جنگی لوگ،
لڑاکے یا لڑنے والے اور آپ نے جس طرح چیف کو کال کر کے
مجھے فوری طور پر یہاں بلایا تھا اس لئے میں اپنے ساتھ ایسے ہی
لوگوں کو لے آیا ہوں جو جنگی بھی ہیں اور لڑنے والے بھی ہیں اور
فارسی زبان میں جنگجو کو اہل رزم ہی کہا جاتا ہے۔ نہیں یقین تو بے
شک لغت منگوا کر دیکھ لیں“۔ عمران نے اس انداز میں کہا جیسے
پرائمری جماعت کا استاد کسی بچے کو لغوی معنی سمجھا رہا ہو۔

”کیا مطلب۔تم ان لڑاکوں کو اپنے ساتھ کیوں لائے ہو۔
یہاں لڑاکوں کا کیا کام“...... سر قاسم جلال نے چونک کر کہا۔

”کام تو نکل ہی آتا ہے جناب۔ اگر یہاں کوئی لڑنے والا ہوا
تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا اور انہیں آگے کر دوں گا اور اگر یہاں
کوئی لڑنے والا نہ ہوا تو ہم آپ کی انٹرٹیمنٹ کے لئے انہیں آپس
میں لڑنے کا کہیں گے۔ یہ فری اسٹائل کے ایسے کرتب دکھائیں گے
کہ آپ دنگ رہ جائیں گے اور دانتوں تلے اپنی انگلیاں چبا جائیں

گے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ میں اس وقت کسی انٹرٹیمنٹ کے موڈ
میں نہیں ہوں۔ یہاں میری جان نکلی جا رہی ہے اور تم انٹرٹیمنٹ کی
بات کر رہے ہو“...... سر قاسم جلال نے بری طرح سے بھڑکتے
ہوئے کہا۔

”جان نکلی جا رہی ہے۔ ارے باپ رے۔ کیا نام ہے اس کا
اور وہ کہاں سے نکلی جا رہی ہے۔ مجھے بتائیں میں ابھی جا کر اسے
پکڑ لاتا ہوں“...... عمران نے جان نکلنے کے مطلب کو دوسرے
معنوں میں بدلتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سر سلطان سمیت
اس کے تمام ساتھی مسکرا دیئے۔

”میری زندگی خطرے میں ہے نانسنس۔ تم کس جان کی بات
کر رہے ہو“...... سر قاسم جلال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھا آنٹی آپ کو چھوڑ کر نکلی جا رہی ہیں۔ وہ بھی تو
آپ کی جان ہی ہوں گی نا“...... عمران نے کہا تو سر قاسم جلال
اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

”یہ آپ نے یہاں کس احمق کو بلا لیا ہے سلطان صاحب“۔ سر
قاسم جلال نے سر سلطان کی طرف دیکھ کر غصے اور پریشانی کے ملے
جلے لہجے میں کہا۔

”اس احمق کا نام مولوی تفضّل حسین خان ہے“۔ عمران نے کہا

”مولوی تفضّل خان۔ کون ہے یہ مولوی تفضّل خان“...... سر

قاسم جلال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... عمران نے کہا تو سر قاسم جلال اسے گھور کر رہ گئے۔

"عمران پلیز۔ سر قاسم جلال پہلے ہی پریشان ہیں"...... سر سلطان نے عمران کے سر پر حماقتوں کو بھوت سوار دیکھ کر احتجاجی لہجے میں کہا۔

"پریشان ہیں تو انہیں چاہئے کہ یہ کسی پیر فقیر کو بلائیں اور دم درود کرائیں۔ آج کل ہر گلی اور ہر بازار میں نقلی پیروں فقیروں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ سو پچاس پیروں فقیروں کو موقع دیں تو ان میں سے ہوسکتا ہے کہ کوئی اصلی نکل آئے۔ ایسا ہوا تو وہ لوبان سلگا کر یا پھر ہرمل کی دھونی دے کر یہاں موجود بڑے بڑے جنات کو بھی بھگا دے گا چاہے وہ کتنا ہی پریشان کرنے والا جن ہی کیوں نہ ہو"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"تم۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو نانسنس۔ جاؤ۔ نکل جاؤ یہاں سے مجھے تم جیسے مسخرے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گٹ آؤٹ فرام مائی ہاؤس ناؤ"...... سر قاسم جلال نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب۔ میری انگریزی تھوڑی کمزور ہے۔ آپ نے جو کہا ہے کیا آپ مجھے اس کا ترجمہ بتانا پسند کریں گے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو سر قاسم جلال غرا کر رہ گیا۔

"سر سلطان۔ پلیز اسے یہاں سے جانے کا کہیں۔ مجھے اس کی کوئی مدد نہیں چاہئے۔ میں اسے اب ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں سکتا پلیز۔ ایسا نہ ہو کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور میں سی گال کی جگہ اسے ہی گولی مار دوں"...... سر قاسم جلال نے سر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔ سی گال کا نام سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

"سی گال۔ بین الاقوامی کرائے کا قاتل جو اجرت پر ٹارگٹ کلنگ کرتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میری خالہ کا بیٹا ہے۔ ابھی کل ہی تو میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ کمبخت نے مجھ سے دس ہزار ادھار لئے ہیں۔ اب نجانے کب واپس کرے"...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھو اس کا کارڈ"...... سر سلطان نے کہا اور سوپر فیاض کا دیا ہوا کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ان سے کارڈ لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ تو واقعی سی گال کا ہی مخصوص نشان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سی گال نے ہی سر قاسم جلال کو فون کیا تھا اور انہیں ہلاک کرنے کی دھمکی دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے اس نے مجھے کال کی تھی اور مجھے قتل

کی دھمکی بھی دی تھی''...... سر قاسم جلال نے چونک کر کہا۔

''سی گال ٹارگٹ کلر ضرور ہے لیکن اس کی ایک عادت ہے کہ وہ جسے بھی قتل کرتا ہے اسے چوبیس گھنٹوں کا وقت ضرور دیتا ہے۔ وہ چیلنج کر کے اپنا ٹارگٹ ہٹ کرتا ہے اور اسے جس کو ٹارگٹ کرنا ہوتا ہے اس سے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مرنے والا بچنے کے لئے اپنی حفاظت کا جو بھی انتظام کرنا چاہے کر لے یا جہاں چھپنا چاہے چھپ جائے لیکن وہ چوبیس گھنٹوں میں اسے تلاش کر کے ضرور ہلاک کر دے گا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح آتا ہے اور اپنا کام کر کے نکل جاتا ہے۔ اس کے سامنے بڑی سے بڑی اور فول پروف سیکورٹی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ اپنے راستے میں آنے والی ہر دیوار کو توڑ کر اپنے ٹارگٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی خفیہ ایجنسی اس کے بارے میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے اور اس کی شکل کیسی ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ اس کی سنجیدگی دیکھ کر سر قاسم جلال حیران ہو رہے تھے۔ ابھی چند لمحے پہلے جس طرح سے انہیں عمران کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بہتی دکھائی دے رہی تھی وہ اس حد تک سنجیدہ ہو جائے گا اس کا شاید انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

''تو کیا وہ سچ مچ مجھے قتل کر دے گا''...... سر قاسم جلال نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر اس نے ایسا کہا ہے تو پھر آپ کی زندگی واقعی خطرے

میں ہے سر قاسم جلال صاحب''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اس سے بچا لو۔ تم کسی بھی طریقے سے مجھے چوبیس گھنٹوں تک اس سے بچا لو۔ اس نے کہا تھا کہ اگر وہ چوبیس گھنٹوں تک اپنا چیلنج پورا نہ کر سکا تو وہ مجھے پھر کبھی ہلاک نہیں کرے گا''...... سر قاسم جلال نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن وہ آپ کو ہلاک کیوں کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... سر قاسم جلال نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات تو ضرور ہے۔ کیا آپ کی کسی سے دشمنی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میری بھلا کسی سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''تو پھر آپ کو ہلاک کرنے کے لئے سی گال کو کس نے ہائر کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہائر۔ میں سمجھا نہیں''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''سی گال اپنی مرضی سے کسی کا قتل نہیں کرتا۔ وہ ایک پیشہ ور قاتل ہے۔ جب تک اس کی ڈیمانڈ کے مطابق اسے رقم نہ دی جائے وہ کسی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ آپ کو اگر سی گال نے

قتل کرنے کی دھمکی دی ہے اور وہ پاکیشیا میں موجود ہے تو پھر اس کا مطلب صاف ہے کہ کوئی آپ سے پرخاش رکھتا ہے اور آپ کو ہلاک کرانا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے اس نے سی گال جیسے پیشہ ور قاتل کو ہائر کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن میری تو کسی سے بھی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں سیکرٹری داخلہ ہوں۔ ہوسکتا ہے کسی دشمن ملک کی نظروں میں، میں کھٹک رہا ہوں تو اس نے مجھے راستے سے ہٹانے کے لئے سی گال کو ہائر کیا ہو"...... سر قاسم جلال نے کہا۔

"نہیں۔ اگر آپ کا تعلق سیکرٹری خارجہ سے ہوتا تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ خارجہ پالیسیوں کی وجہ سے آپ کسی دشمن ملک کی نظروں میں کھٹک رہے ہوں۔ سیکرٹری داخلہ کا تو کام ملک کے داخلی امور کی حد تک ہوتا ہے۔ ان کا دشمن ممالک سے کیا تعلق"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر کون ہے جو مجھے ہلاک کرانا چاہتا ہے۔ وہ بھی کرائے کے ایک قاتل سے"...... سر قاسم جلال نے اسی طرح انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"یہ آپ سوچیں۔ آپ نے اپنی ملازمت کے دوران کسی سے دشمنی تو نہیں مول لے لی یا پھر آپ کے خاندان میں کوئی ایسا جھگڑا چل رہا ہو جس کی وجہ سے کوئی آپ کو راستے سے ہٹانا چاہتا ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے"...... سر قاسم جلال نے سر جھٹک کر کہا۔

"اچھا آپ کی سی گال سے کیا بات ہوئی تھی۔ مجھے اس کی حرف بہ حرف تفصیل بتائیں"...... عمران نے کہا تو سر قاسم جلال نے سر سلطان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ ان سے پوچھنا چاہتے ہوں کہ وہ عمران کو بتائیں یا نہیں۔ سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا کر اسے عمران کو ساری بات بتانے کا اشارہ کیا تو سر قاسم جلال نے عمران کو وہی چند باتیں بتا دیں جو اس نے سر سلطان کو فون پر بتائی تھیں۔

"آپ ایک بار اپنے ذہن پر زور دیں اور یہ یاد کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کا ایسا کون سا دشمن ہوسکتا ہے جو اس حد تک جا سکتا ہے کہ وہ آپ کو ہلاک کرنے کے لئے بین الاقوامی قاتل کو ہائر کر سکتا ہے۔ آپ بیٹھ کر سوچیں، تب تک میں اور میرے ساتھی آپ کی رہائش گاہ کا راؤنڈ لگا کر آتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سر قاسم جلال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر قاسم جلال بے حد ڈرے ہوئے ہیں عمران"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ ان کے ساتھ رہیں تاکہ انہیں حوصلہ رہے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم سب آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے

کہا تو وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ باہر چلے گئے۔

''کیا خیال ہے۔ سر قاسم جلال نے جو بتایا ہے کیا وہ سچ ہے''۔ عمران نے باہر آتے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس نے ہمیں پوری بات نہیں بتائی ہے۔ وہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''تمہارے خیال میں وہ کیا چھپا رہا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتی۔ لیکن جس مختصر انداز میں اس نے سی گال سے ہونے والی بات چیت کا بتایا ہے وہ مبہم سی تھیں''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ ان سے اصل بات معلوم کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ شاید ہم بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں اور سی گال یہاں آ کر ان کا خاتمہ کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر پہلے ہمیں باہر کے انتظامات کا جائزہ لے لینا چاہئے۔ دیکھیں تو سہی کہ اس قدر سخت سیکورٹی میں سی گال اپنا دعویٰ کیسے سچ کر دکھاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تم سب ہر طرف پھیل جاؤ اور ایک ایک جگہ کا بغور معائنہ کرو اور دیکھو کہ کہیں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی جس کا فائدہ اٹھا کر سی گال یہاں پہنچ جائے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ عمارت کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور ایک

ایک جگہ کا بغور معائنہ کرنا شروع ہو گئے۔

ایک گھنٹے تک وہ رہائش گاہ کی چیکنگ کرتے رہے۔ جہاں انہیں سیکورٹی میں کوئی کمی دکھائی دی وہاں انہوں نے مسلح گارڈز کو سمجھا کر اپنی مرضی سے تعینات کر دیا۔ سوپر فیاض باہر کی سیکورٹی چیک کرنے گیا ہوا تھا۔ عمران نے بذات خود تمام جگہوں کا بغور معائنہ کیا تھا اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے طور پر بھی کچھ ایسے انتظامات کئے تھے کہ سی گال کو ہر حال میں اس عمارت میں داخل ہونے سے روکا جا سکے۔

سر قاسم جلال جس کمرے میں تھے وہاں پائیں باغ کی طرف ایک کھڑکی کھلتی تھی۔ عمران نے سر سلطان سے کہہ کر کھڑکی اندر سے بند کرا دی اور پھر وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

''کیا خیال ہے۔ ان سارے انتظامات کے باوجود کیا سی گال یہاں آ سکتا ہے''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ سی گال ایک مانا ہوا ٹارگٹ کلر ہے وہ اپنے ٹارگٹ کو ہلاک کرنے کے لئے ذہانت انگیز پلاننگ کرتا ہے اور پھر یہ مت بھولو کہ اس نے سر قاسم جلال سے کہا تھا کہ اس نے انہیں ہلاک کرنے کی مکمل منصوبہ بندی کر لی ہے۔ اس نے سر قاسم جلال کو ان کی ہلاکت کی باقاعدہ اطلاع دی ہے۔ اس بات کا سی گال کو بھی اندازہ ہو گا کہ اطلاع دینے پر سر قاسم جلال اپنے لئے حفاظت کے کیا کیا انتظامات کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے

کوئی ایسی پلاننگ کی ہو کہ ہمارے یہاں کئے ہوئے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں اور سی گال اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے''...... عمران نے کہا۔ وہ بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''لیکن کیسے۔ وہ اس قدر سخت سیکورٹی سے گزر کر اندر کیسے آئے گا''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''اگر وہ میک اپ میں پہلے ہی یہاں آ چکا ہو تو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا اور اس کے ساتھی بلکہ عمران بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ایسا ممکن ہے۔ سی گال بے حد کائیاں انسان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ کر کے سیکورٹی والوں میں شامل ہو چکا ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ بے حد خطرناک بات ہے۔ مجھے اس سلسلے میں سوپر فیاض سے بات کرنی ہو گی اور وہ یہاں جن افراد کو لایا ہے ان سب کی چیکنگ کرنی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''سوپر فیاض کے ساتھ آنے والے افراد کے ساتھ ہمیں ان افراد کی بھی چیکنگ کرنی ہو گی جو پہلے سے ہی یہاں رہائش پذیر تھے۔ جن میں سر قاسم جلال کے ملازم، ان کے عزیز اور خاص طور پر ان کے سرکاری محافظ۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ سی گال نے ان میں سے کسی ایک کا روپ دھار لیا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم سب کو ایک جگہ اکٹھا کرو اور ان کی

چیکنگ کرو۔ ان کے میک اپ پر خاص دھیان دینا۔ کسی پر معمولی سا بھی شک ہو اسے الگ کر لینا پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے''۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اس کے علاوہ ہمیں سر قاسم جلال کے کھانے پینے پر بھی خاص دھیان دینا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ سی گال سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں کچھ ملا دے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ضروری ہے اور سر قاسم جلال کثرت سے سگریٹ پیتا ہے۔ اس کے سگریٹ کے پیکٹوں کو بھی چیک کرنا ہے تاکہ ہماری طرف سے ان کی حفاظت میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ سر قاسم جلال نے کہا تھا کہ سی گال نے انہیں چیلنج کیا ہے کہ اگر وہ انہیں چوبیس گھنٹوں تک ہلاک نہ کر سکا تو وہ اپنی شکست تسلیم کر لے گا اور خود ہی ان کے سامنے آ جائے گا پھر چاہے سر قاسم جلال اسے اپنے غلام بنا کر رکھیں یا گولی مار دیں اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''بڑا دلیر مجرم ہے جس نے علی الاعلان سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اب باتیں ختم اور اپنے اپنے کام پر لگ جاؤ۔ صفدر اور تنویر تم دونوں رہائش گاہ کے افراد کی چیکنگ کرو گے۔ جولیا تم کچن چیک کرو گی اور سر قاسم جلال کے پاس جا کر اس کے پاس موجود

تمام چیزوں کی چیکنگ کرو گی۔ کیپٹن شکیل میرے ساتھ رہے گا۔ میں اور کیپٹن شکیل سوپر فیاض کے ساتھ آنے والے افراد کو چیک کرتے ہیں۔ سب اپنے ٹرانسمیٹر فری فریکوئنسی پر سیٹ کر لو تاکہ ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے کی آسانی سے مدد کی جا سکے“۔

عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو ان سب نے عمران کے کہنے پر اپنے واچ ٹرانسمیٹر کو فری فریکوئنسی پر سیٹ کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے انہوں نے ایک سپاہی کے ساتھ ایک خوش پوش شخص کو اس طرف آتے دیکھا۔ نوجوان کے ہاتھ میں ڈاکٹروں جیسا میڈیکل باکس دکھائی دے رہا تھا۔

”ایک منٹ“...... عمران نے کہا تو نوجوان اور سپاہی وہیں رک گئے۔

”آپ کون ہیں اور کس سے ملنے آئے ہیں“...... عمران نے نوجوان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میرا نام ڈاکٹر حشمت ہے اور مجھے سر قاسم جلال نے بلایا ہے۔ ان کی حالت بہت خراب ہے“...... نوجوان نے کہا۔

”کیا آپ کو خود سر قاسم جلال نے فون کیا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ ان کے ساتھ سیکرٹری خارجہ سر سلطان موجود ہیں۔ انہوں نے مجھے کال کی تھی اور انہوں نے ہی مجھے سر قاسم جلال کی بگڑتی ہوئی حالت کے بارے میں بتایا تھا اور آپ کو فکر کرنے کی

ضرورت نہیں ہے میں سر قاسم جلال کا فیملی ڈاکٹر ہوں“...... ڈاکٹر حشمت نے کہا۔

”یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں صاحب۔ سوپر صاحب کو بھی سر سلطان صاحب نے کال کر کے ڈاکٹر صاحب کی آمد کے بارے میں بتا دیا تھا۔ انہیں سوپر صاحب نے ہی اندر بھیجا ہے“...... سپاہی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ہم انہیں خود سر قاسم جلال کے پاس لے جائیں گے“...... عمران نے کہا تو سپاہی نے سر ہلایا اور واپس مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”آخر یہ سب کیا معاملہ ہے۔ آج یہاں اس قدر فورس کیوں نظر آ رہی ہے اور آپ کون ہیں“...... ڈاکٹر حشمت نے سپاہی کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ آپ چلیں اور سر قاسم جلال کو چیک کر لیں۔ کہیں خوف کے باعث ہی انہیں کچھ نہ ہو جائے۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ڈرے ہوئے ہیں۔ کیپٹن انہیں اس کمرے تک لے جاؤ جس میں سر قاسم جلال موجود ہیں“...... عمران نے پہلے ڈاکٹر حشمت سے اور پھر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل کو آئی کوڈ میں اشارہ کیا کہ وہ ڈاکٹر حشمت کو سائیڈ میں لے جائے اور اس کی چیکنگ کرے تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سب کسی طرف جاتے اچانک رہائش گاہ مکمل تاریکی میں ڈوب گئی۔

سر قاسم جلال کے چہرے پر بدستور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ کسی طرح ایک جگہ ٹک کر بیٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ کبھی وہ بیٹھ جاتے تھے اور کبھی اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع ہو جاتے تھے۔ سر سلطان غور سے ان کی حرکات کا جائزہ لے چکے تھے۔ انہوں نے سر قاسم جلال کو اب تسلی دینا بند کر دی تھی کیونکہ وہ جتنی بھی انہیں تسلی دیتے تھے سر قاسم جلال کی پریشانی اور خوف میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

سر قاسم جلال چین سموکر تھے۔ وہ سگریٹ بجھنے نہیں دیتے تھے ایک سگریٹ ختم ہونے والا ہوتا تو وہ فوراً ہی اس سے دوسرا سگریٹ سلگا لیتے تھے۔ اس وقت بھی ان کا یہی حال تھا۔ وہ سگریٹ پر سگریٹ پیتے جا رہے تھے اور چونکہ ان کی حفاظت کے لئے کمرے کا دروازہ اور تمام کھڑکیاں بند کر دی گئی تھیں اس لئے کمرہ سگریٹ کے دھویں سے بھر گیا تھا جس سے سر سلطان کو بے حد کوفت ہو

رہی تھی۔ وہ سر قاسم جلال کو سگریٹ پینے سے منع تو نہیں کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اٹھ کر کمرے کی سائیڈ پر لگا ہوا ایگزاسٹ فین چلا دیا تاکہ کمرے کا دھواں کم ہو جائے اور ایگزاسٹ فین چلنے سے واقعی دھویں میں نمایاں کمی واقع ہو گئی تھی۔

''مجھے نہیں لگتا کہ میں اس سے بچ سکوں گا۔ وہ آئے گا۔ ضرور آئے گا اور آتے ہی وہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دے گا''۔ سر قاسم جلال نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر بدستور موت کا خوف طاری تھا۔

''یہ محض آپ کا وہم ہے اور کچھ نہیں۔ سی گال کا خوف آپ پر حاوی ہو چکا ہے اس لئے آپ کو ہر طرف اپنی موت دکھائی دے رہی ہے اور کوئی بات نہیں ہے''...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واقعی مجھے ہر طرف اپنی موت ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے اچانک کسی طرف سے گولی آئے گی اور ٹھیک میرے دل میں گھس جائے گی''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''کہاں سے آئے گی گولی۔ سب کھڑکیاں دروازے تو بند ہیں۔ اب ٹھوس دیواروں سے تو گولی نکل کر آنے سے رہی''۔ سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی میرا خوف کسی طرح سے کم نہیں ہو رہا ہے۔ نجانے

مجھے کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آج میری زندگی کا آخری دن ہے''......سر قاسم جلال نے کہا۔

''اس وقت آپ کی حالت ان کمزور دل لوگوں سے کم نہیں ہے جو سانپ کے کاٹنے سے پہلے ہی سانپ کو دیکھ کر اس قدر خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ خوف سے ہی ان کی جان نکل جاتی ہے۔ حوصلہ کریں سر قاسم جلال صاحب۔ آپ اس کمرے میں مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ باہر ہر طرف مسلح افراد کا پہرہ ہے۔ سی گال انسان ہی ہے کوئی بدروح نہیں جو کسی کی نظروں میں آئے بغیر یہاں آ جائے اور اگر وہ آپ کی رہائش گاہ میں داخل ہو بھی گیا تو اس کا اس کمرے تک پہنچنا ناممکن ہے۔ ٹھوس دیواروں سے ہوا تک نہیں گزر سکتی وہاں سے سی گال کیسے اندر آ سکتا ہے''...... سر سلطان نے انہیں ایک بار پھر حوصلہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی ہر بات پر اتفاق کرتا ہوں سر سلطان صاحب لیکن میں اس دل کا کیا کروں جو خوف سے بری طرح سے دھڑک رہا ہے اور خوف کسی طرح سے کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے''......سر قاسم جلال نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''اس کے لئے بہتر ہو گا کہ آپ کچھ دیر کے لئے سو جائیں۔ سونے سے ہی آپ ریلیکس ہو سکتے ہیں۔ ویسے نہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''جہاں جان پر بنی ہو تو نیند کہاں سے آئے گی''......سر قاسم

جلال نے کہا۔

''نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے جناب۔ آپ کے پاس اگر سلیپنگ پلز ہیں تو انہیں لے لیں اور کچھ دیر ریسٹ کر لیں۔ میں یہیں ہوں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ چوبیس گھنٹے آپ پر نظر رکھوں گا''......سر سلطان نے کہا۔

''مم مم۔ میرے پاس سلیپنگ پلز نہیں ہیں اور نہ ہی مجھے سلیپنگ پلز لینے کی عادت ہے''......سر قاسم جلال نے کہا۔

''میں عادت کی بات نہیں کر رہا۔ اس وقت آپ کو ریسٹ کرنے کی سخت ضرورت ہے اور ضرورت کے وقت کچھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں ابھی کسی کو کہہ کر سلیپنگ پلز منگواتا ہوں''......سر سلطان نے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''نہیں۔ یہاں سے کسی کو بلانے کی بجائے آپ ڈاکٹر حشمت کو کال کر لیں۔ مجھے اپنی طبیعت خراب ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اور میرا دل بھی کنٹرول میں نہیں آ رہا ہے۔ ڈاکٹر حشمت میرے فیملی ڈاکٹر ہیں۔ وہ میری طبیعت کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ وہ یہاں آ کر مجھے چیک بھی کر لیں گے اور اگر انہیں ضرورت محسوس ہوئی تو وہ خود ہی مجھے یا تو نیند کا انجکشن لگا دیں گے یا پھر مجھے سلیپنگ پلز دے دیں گے''......سر قاسم جلال نے کہا۔ سر سلطان نے ان کی طرف غور سے دیکھا تو واقعی سر قاسم جلال کا رنگ ہلدی

کی طرح زرد ہوتا جا رہا تھا اور ان کے جسم میں تھرتھری سی دوڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ان کی آنکھیں ذہنی دباؤ کی وجہ سے سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔ شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے شاید ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا۔

''آپ کی طبیعت تو واقعی خراب ہو رہی ہے۔ کیا ہے ڈاکٹر حشمت کا نمبر''...... سر سلطان نے ان کی طبیعت بگڑتے دیکھ کر پریشانی کے عالم میں کہا تو سر قاسم جلال نے انہیں ڈاکٹر حشمت کا نمبر بتانا شروع کر دیا اور پھر وہ خود دھم سے یوں صوفے پر آ گرے جیسے بڑی دور سے مسلسل دوڑتے ہوئے آئے ہوں اور اب ان کی ٹانگوں میں مزید کھڑے رہنے کی سکت باقی نہ رہ گئی ہو۔ ان کا سانس تیز تیز چلنا شروع ہو گیا تھا۔

سر سلطان نے فوراً ان کے بتائے ہوئے نمبر ملائے اور ڈاکٹر حشمت سے بات کر کے انہیں سر قاسم جلال کی طبیعت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا اور انہیں ہدایات دیں کہ وہ جلد سے جلد سر قاسم جلال کی رہائش گاہ پہنچ جائیں۔ ڈاکٹر حشمت سے بات کرنے کے بعد سر سلطان نے سوپر فیاض کو کال کی اور انہیں ڈاکٹر حشمت کے بارے میں بتایا اور اسے حکم دیا کہ جیسے ہی ڈاکٹر حشمت وہاں آئیں انہیں فوری طور پر ان کے پاس اندر بھیج دیا جائے۔ سوپر فیاض کو ہدایات دے کر سر سلطان اٹھے اور تیزی سے سر قاسم جلال کی طرف آئے جنہوں نے اپنے سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھا

ہوا تھا اور ان کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں۔ سر قاسم جلال کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر سر سلطان کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''سر قاسم جلال۔ کیا آپ ٹھیک ہیں''...... سر سلطان نے سر قاسم جلال سے مخاطب ہو کر کہا تو سر قاسم جلال نے آنکھیں کھول دیں۔

''ہاں۔ لل لل۔ لیکن میرا دل بیٹھا جا رہا ہے''...... سر قاسم جلال نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں نے ڈاکٹر حشمت کو فون کر دیا ہے۔ وہ دس منٹ تک یہاں پہنچ جائیں گے''...... سر سلطان نے کہا تو سر قاسم جلال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر سلطان چند لمحے ان کی طرف غور سے دیکھتے رہے پھر وہ دروازے کی طرف مڑے۔ سر قاسم جلال کی حالت دیکھ کر انہوں نے ڈاکٹر حشمت کے آنے سے پہلے فوری طور پر عمران کو وہاں بلانے کا سوچا تھا۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں سر سلطان''...... سر قاسم جلال کی آواز سنائی دی تو سر سلطان کے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو سر قاسم جلال پریشان نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''کہیں نہیں۔ میں مدد کے لئے کسی کو بلانا چاہ رہا تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

’’نہیں نہیں۔ مجھے کسی اور کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ نے ڈاکٹر حشمت کو فون کر دیا ہے۔ ڈاکٹر حشمت آ رہے ہیں تو انہیں آنے دیں۔ ان کے سوا میں کسی اور سے چیک اپ نہیں کراؤں گا‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا تو سر سلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

’’ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’مجھے ایک گلاس پانی پلا دیں پلیز‘‘...... سر قاسم جلال نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا تو سر سلطان سر ہلا کر تیزی سے سائیڈ کی میز کی طرف بڑھے جہاں پانی سے بھرا ہوا ایک جگ اور ایک گلاس پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے جگ سے گلاس میں پانی ڈالا اور سر قاسم جلال کی طرف بڑھے اور پھر انہوں نے سر قاسم جلال کے پاس جا کر پانی کا گلاس انہیں دے دیا۔ سر قاسم جلال نے ان سے گلاس پکڑا اور منہ سے لگا لیا اور یوں غٹاغٹ پانی پینا شروع ہو گئے جیسے وہ صدیوں کے پیاسے ہوں۔

’’ایک گلاس اور پلیز‘‘...... سر قاسم جلال نے کہا اور خالی گلاس سر سلطان کی طرف بڑھایا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا کر ان سے گلاس لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ سر سلطان ان سے گلاس لیتے اچانک کمرے کی لائٹ آف ہو گئی۔ لائٹ آف ہوتے ہی کمرے میں گھپ اندھرا چھا گیا تھا۔ جیسے ہی کمرے میں اندھیرا ہوا اسی لمحے سر سلطان نے سر قاسم جلال کی تیز چیخ اور

زمین پر گر کر گلاس ٹوٹنے کی آواز سنی اور سر قاسم جلال کی چیخ سن کر سر سلطان کو اپنے دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے انہوں نے سر قاسم جلال کی آخری چیخ سنی ہو۔ وہ یکبارگی دہل کر رہ گئے اور جیسے انہیں سر قاسم جلال کے ساتھ اپنی بھی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا"...... ڈاکٹر حشمت کی خوف بھری آواز سنائی دی۔

"لائٹ آف ہوئی ہے جناب اور کیا ہونا ہے۔ یہ پاکیشیا ہے جہاں ہر وقت لوڈ شیڈنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لائٹ آف ہوئی ہے یا آف کی گئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"مطلب وہی ہے جو آپ سمجھ رہی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمیں اندھیرے میں ہی کمرے تک جانا ہو گا۔ آؤ سب"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا اور وہ سب تیزی سے اس طرف بڑھنا شروع ہو گئے جس طرف وہ کمرہ تھا جس میں سر قاسم جلال کے ساتھ سر سلطان بھی موجود تھے۔

"ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ اسی لمحے اچانک ڈاکٹر حشمت کسی چیز سے ٹکرا کر گر پڑے۔ ان کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور ان کے ہاتھ میں موجود میڈیکل ایڈ باکس بھی گر گیا۔

"کیا ہوا ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"پتہ نہیں۔ شاید آپ میں سے کسی کی ٹانگ میری ٹانگ سے ٹکرا گئی تھی"...... ڈاکٹر حشمت نے کہا۔

"لیکن ہم میں سے تو کسی کی بھی ٹانگ آپ کی ٹانگ سے نہیں ٹکرائی۔ کیوں ساتھیو"...... عمران نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی عمران کی بات کی تصدیق کر دی۔

"لیکن میں نے تو صاف محسوس کیا تھا جیسے کسی نے اچانک میرے آگے اپنی ٹانگ کر دی ہو"...... ڈاکٹر حشمت نے پریشانی کے عالم میں کہا تو عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ راہداری میں ان کے سوا کوئی اور شخص بھی موجود ہے۔

"ہوشیار۔ یہاں ہمارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے"۔ عمران نے دبے دبے سے لہجے میں کہا تو وہ سب چوکنے ہو گئے اور پھر وہ سب اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے عمران کو سائیڈ کی طرف ہلکے قدموں کی آواز سنائی

دی۔

''رک جاؤ۔ کون ہو تم''...... عمران نے قدموں کی آواز سن کر چیختے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگا کر وہ آگے آیا ہی تھا کہ اسی لمحے اس کے پیٹ میں ایک زور دار مکا پڑا تو عمران کے منہ سے بے اختیار اوغ کی آواز نکلی اور وہ دوہرا ہوتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اسے راہداری میں تیز دوڑنے کی آواز سنائی دی۔

''وہ بھاگ رہا ہے۔ پکڑو اسے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود بھاگتے ہوئے قدموں کی طرف ایک بار پھر چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے ہی وہ فرش پر گرا اور اس کے ایک ہاتھ میں ایک آدمی کی ٹانگ آ گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی ٹانگ پر اپنی گرفت مضبوط کرتا اس آدمی نے رک کر اور پلٹ کر عمران کے سر پر زور سے دوسری لات مار دی۔ عمران کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی اور اسی لمحے اس آدمی نے جھٹکے سے عمران کے ہاتھ سے اپنی ٹانگ چھڑائی اور ایک بار پھر پلٹ کر بھاگ اٹھا۔ اس کے ساتھی بھی عمران کی بات سنتے ہی تیزی سے اس کی طرف بھاگے اور پھر راہداری ان سب کے بھاگنے کی آوازوں گونجنے لگی۔

''آپ ٹھیک ہیں ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے ڈاکٹر حشمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ لیکن یہاں ہو کیا رہا ہے''...... ڈاکٹر

حشمت کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کچھ نہیں آپ جہاں ہیں وہیں کھڑے رہیں''...... عمران نے کہا۔ وہ خود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور دیوار کے ساتھ لگ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اچانک عمارت ایک بار پھر روشن ہو گئی۔ عمارت کے روشن ہوتے ہی عمران نے ڈاکٹر حشمت کو دیکھا جو خوف زدہ انداز میں ایک دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ اس کا میڈیکل ایڈ باکس بھی اس کے قریب ہی گرا پڑا تھا۔

راہداری میں ان دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اس کے تمام ساتھی واپس آ گئے۔

''وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... جولیا نے عمران کے نزدیک آ کر کہا۔

''وہ شاید پہلے ہی اس رہائش گاہ میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے مین سوئچ آف کر دیا تھا اور مین سوئچ آف کرتے ہی اس طرف آ گیا تھا۔ میں نے مین سوئچ آن کر کے روشنی بحال کی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن وہ تھا کون اور چھپا کہاں ہوا تھا۔ ہم نے ساری عمارت کی تلاشی لی تھی اور ایک ایک جگہ کا بغور جائزہ لیا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہماری نظروں سے چھپا رہ گیا اس سے بری بات اور کیا ہو سکتی ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ رہائش گاہ میں موجود افراد میں سے ہی کوئی تھا جس نے

میک اپ کر رکھا تھا۔ ہم ڈاکٹر حشمت کو اس کمرے میں لے جا رہے تھے جس میں سر قاسم جلال موجود ہیں اس موقع کا فائدہ اٹھانے کے لئے سی گال نے لائٹ آف کی اور فوراً اس طرف آ گیا تا کہ ہمارے اور ڈاکٹر حشمت کے ساتھ اسے بھی کمرے میں داخل ہونے کا موقع مل جائے لیکن ہماری وجہ سے وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا اور اسے مجبوراً یہاں سے بھاگنا پڑا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا تمہیں اس بات کا کوئی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ بھاگ کر کس طرف گیا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''اس کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں زینے کی طرف سے آ رہی تھیں اور پھر وہ زینہ چڑھ گیا تھا۔ گھپ اندھیرے میں ہمیں زینے تک پہنچنے اور اوپر چڑھنے میں تھوڑا وقت لگ گیا۔ جب ہم چھت پر پہنچے تو چھت خالی تھی۔ وہ شاید چھت سے دوسری طرف کود گیا تھا۔ اس عمارت کے عقبی حصے میں خالی پلاٹس ہیں جہاں ہر طرف گھاس پھونس اگی ہوئی ہے اور وہاں بھی اچھا خاصا اندھیرا ہے۔ شاید وہ اسی طرف گیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''تو تم بھی اس کے پیچھے کود جاتے۔ تم کیوں نہیں گئے اس کے پیچھے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کنفرم نہیں تھا کہ وہ اسی طرف کودا ہے۔ ہم نے چھت کے چاروں اطراف دیکھا تھا لیکن دور نزدیک نہ ہمیں کوئی دکھائی

دے رہا تھا اور نہ ہی ہمیں کسی کے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''وہ تمہاری طرح سے احمق نہیں ہے۔ چھت سے کود کر وہ جھاڑیوں میں چھپ گیا ہو گا تا کہ تم مطمئن ہو کر واپس جاؤ تو اسے وہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے اور یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا ادھر تم چھت کی کناروں سے ہٹے ہو گے ادھر اسے نکلنے کا موقع مل گیا ہو گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پلاٹس کی دوسری طرف مسلح افراد موجود تھے۔ اگر وہ جھاڑیوں میں ہوا اور اس نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو پکڑا جائے گا''۔ صفدر نے کہا۔

''جب وہ تمہارے قابو میں نہیں آیا تو وہ سوپر فیاض اور اس کے ساتھیوں کے قابو میں کیسے آ سکتا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب تم کول ڈاؤن ہو جاؤ۔ جب ہم نے اس کا منصوبہ ناکام بنا دیا ہے تو تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پہلے سے ہی عمارت میں موجود تھا اسی لئے اسے یہاں آنے کا موقع مل گیا تھا۔ اب جب وہ عمارت سے نکل گیا ہے تو اس کے لئے دوبارہ عمارت میں داخل ہونا مشکل ہو جائے گا۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے ہے سر قاسم جلال پر وہ حملہ نہیں کر سکا ہے''...... جولیا نے عمران کو غصے میں دیکھ کر کہا۔

''وہ سی گال ہے۔ انٹرنیشنل ٹارگٹ کلر۔ وہ اتنی آسانی سے ہار ماننے والا نہیں ہے۔ اس نے سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کا اگر چیلنج کیا ہے تو وہ ضرور اس پر عمل کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ اس کا اس نے ضرور کوئی نہ کوئی انتظام کیا ہو گا اور سر قاسم جلال پر ایک بار پھر حملہ کرنے آئے گا۔ ابھی چوبیس گھنٹے پورے ہونے میں بہت وقت باقی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آئے گا تو اس بار ہم اسے واپس جانے کا کوئی موقع نہیں دیں گے۔ ہم تمہارے ساتھ بغیر تیاری کے یہاں آ گئے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس پنسل ٹارچیں بھی نہیں تھیں۔ اگر ہمیں تھوڑی سی بھی روشنی مل جاتی اور ہم اسے دیکھ لیتے تو وہ ہمارے ہاتھوں سے نہیں نکل سکتا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''آپ اپنی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ ادھر سر قاسم جلال کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو''...... ڈاکٹر حشمت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''ایک منٹ۔ میں آپ کو چیک کر لوں پھر میں آپ کو سر قاسم جلال کے پاس لے چلتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے۔ لیکن کیوں۔ میں تو سر قاسم جلال کا فیملی ڈاکٹر ہوں۔ سر قاسم جلال مجھے پہچانتے ہیں''...... ڈاکٹر حشمت نے کہا۔

''آپ کی جگہ کوئی مجرم آپ کے میک اپ میں بھی تو ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر ڈاکٹر حشمت کا بغور

جائزہ لینے لگا۔ لیکن ڈاکٹر حشمت کے چہرے پر میک اپ کے کوئی آثار نہیں تھے۔ عمران نے احتیاط کے طور پر ان کی تلاشی لی اور پھر اس نے ان کا میڈیکل ایڈ باکس چیک کرنا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ میرے ساتھ آ سکتے ہیں''...... عمران نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر حشمت کے چہرے پر سکون کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران انہیں لئے ہوئے اس کمرے تک آیا جہاں سر قاسم جلال اور سر سلطان موجود تھے۔ عمران نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''کون ہے''...... اندر سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''میں ہوں عمران اور میرے ساتھ سر قاسم جلال کے فیملی ڈاکٹر حشمت بھی موجود ہیں''...... عمران نے کہا تو دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر لاک کھلنے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازہ سر سلطان نے کھولا تھا جن کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ بے حد گھبرائے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ آپ اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ لائٹ جاتے ہی سر قاسم جلال کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور اب وہ صوفے پر ایسے پڑے ہیں جیسے ان کی جان نکل گئی ہو''۔ سر سلطان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کی پیشانی پر

لاتعداد شکنیں آ گئیں۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر اس کی نظریں سامنے صوفے پر گرے ہوئے سر قاسم جلال پر جم گئیں۔

''ایک منٹ۔ میں دیکھتا ہوں انہیں''...... ڈاکٹر حشمت نے کہا اور تیزی سے سر قاسم جلال کی طرف بڑھے۔ انہوں نے فوراً سر قاسم جلال کی نبض، ان کے دل کی دھڑکن اور پھر ان کا سانس چیک کیا تو ان کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''یہ زندہ ہیں۔ شاید اندھیرا ہونے کے خوف سے یہ بے ہوش ہو گئے تھے''...... ڈاکٹر حشمت نے کہا تو عمران کے ساتھ سر سلطان کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ ابھی زندہ ہیں ورنہ اندھیرے میں ان کی چیخ سن کر مجھے تو ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے ان کی آخری چیخ ہو''...... سر سلطان نے کہا۔ ڈاکٹر حشمت نے اسٹیتھو اسکوپ سے باقاعدہ سر قاسم جلال کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا۔

''کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے''...... عمران نے ڈاکٹر حشمت سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ان کا بلڈ پریشر ہائی تھا جس کی وجہ سے ان کے دل پر اثر پڑ رہا تھا۔ اچانک لائٹ جانے کی وجہ سے ان کے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا تھا جس کے باعث یہ بے ہوش ہو گئے تھے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں انہیں بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والے انجکشن کے

ساتھ طاقت کا بھی انجکشن لگا دیتا ہوں۔ یہ چند ہی لمحوں میں ہوش میں آ جائیں گے''...... ڈاکٹر حشمت نے کہا اور پھر اس نے میڈیکل باکس کھول کر اس میں سے ایک سرنج اور انجکشن کی ایک شیشی نکال لی اور پھر وہ انجکشن کی شیشی کی سیل توڑ کر اس میں موجود محلول سرنج میں بھرنے لگا۔

''یہ تمہارے سر پر چوٹ کا نشان کیسا ہے''...... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کے سر پر واقعی چوٹ کا نشان دکھائی دے رہا تھا تو عمران نے لائٹ جانے اور پھر راہداری میں آنے والے غیر متعلق شخص کے بارے میں انہیں بتانا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ تو وہ پہلے سے ہی یہاں موجود تھا''...... سر سلطان نے ساری بات سن کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس کا شک تو تھا اور میں نے یہاں موجود تمام افراد اور سوپر فیاض کے ساتھ آنے والے مسلح افراد کی چیکنگ کا بھی پروگرام بنایا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس پروگرام پر عمل کرتا سی گال نے لائٹ آف کر دی اور راہداری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے کہ اسے اس کمرے تک آنے کا موقع نہیں ملا ورنہ وہ یقیناً سر قاسم جلال کو ہلاک کر دیتا''۔ سر سلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی تو عمران اور سر سلطان چونک

پڑے۔ ان کی نظریں فوراً اس صوفے کی طرف گئیں جہاں سر قاسم جلال پڑے ہوئے تھے اور ڈاکٹر حشمت انہیں انجکشن لگا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران اور سر سلطان چونک پڑے کہ سر قاسم جلال صوفے پر پڑے بری طرح سے تڑپ رہے تھے اور ان کے چہرے کا رنگ تیزی سے سیاہ ہوتا جا رہا تھا اور ڈاکٹر حشمت ان کے قریب کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں تڑپتا دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود سرنج سر قاسم جلال کو تڑپتے دیکھ کر نیچے گر گیا تھا۔ سر قاسم جلال کو اس طرح تڑپتے دیکھ کر عمران بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے سر قاسم جلال کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور پھر ان کا جسم ساکت ہوتا چلا گیا۔ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جن میں بلا کا خوف دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا''...... ڈاکٹر حشمت نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران تیزی سے سر قاسم جلال پر جھکا اور ان کا سانس، ان کی نبض اور ان کے دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا۔ پھر اس نے بے اختیار اپنے جبڑے بھینچ لئے۔

''یہ ہلاک ہو چکے ہیں''...... عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا اور غصیلی نظروں سے ڈاکٹر حشمت کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران کی بات سن کر سر سلطان کا بھی رنگ اڑ گیا وہ تیر کی طرح آگے آئے اور پھر وہ صوفے پر پڑے سر قاسم جلال کی سیاہ ہوتی ہوئی لاش کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا کہا۔ سر قاسم جلال ہلاک ہو چکے ہیں لیکن کیسے۔ میں نے تو انہیں ابھی بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والا ہی انجکشن لگایا تھا''۔ ڈاکٹر حشمت نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے انہیں بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والا نہیں بلکہ زہریلا انجکشن لگایا ہے ڈاکٹر حشمت''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''زز۔ زز۔ زہریلا انجکشن''...... ڈاکٹر حشمت نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''ہاں۔ یہ تمہارے انجکشن سے ہی ہلاک ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ڈاکٹر حشمت نہیں اس کے میک اپ میں سی گال ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''سی گال۔ کک۔ کک۔ کون سی گال''...... ڈاکٹر حشمت نے کہا تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ڈاکٹر حشمت کی گردن پکڑ لی۔ اس کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ ڈاکٹر حشمت کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ عمران نے اس کے چیخنے کا کوئی نوٹس نہ لیا وہ چند لمحے اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر اس نے ڈاکٹر حشمت کے چہرے کا ایک بار پھر بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ سوپر فیاض بھی اندر آ گیا۔

''کیا ہوا۔ ہم نے اندر سے تیز چیخوں کی آوازیں سنی تھیں''۔ جولیا نے کہا اور پھر ان کی نظریں صوفے پر پڑے سر قاسم جلال کی

لاش پر پڑیں تو وہ وہیں ٹھٹھک گئے۔

عمران چند لمحے ڈاکٹر حشمت کا بغور معائنہ کرتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کی گردن چھوڑ دی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سر کو کیا ہوا ہے''...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر حشمت کو گرفتار کر لو فوراً۔ اس نے سر قاسم جلال کو زہریلا انجکشن لگا کر ہلاک کر دیا ہے''......سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب ڈاکٹر حشمت کی طرف دیکھنے لگے جس کا رنگ پہلے ہی اُڑا ہوا تھا۔ اپنی گرفتاری کا سن کر اس کا چہرہ اور زیادہ تاریک ہو گیا تھا۔ سر سلطان کی بات سن کر سوپر فیاض کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا وہ تیزی سے ڈاکٹر حشمت کی طرف بڑھا اور اس نے ڈاکٹر حشمت کا ایک بازو مضبوطی سے پکڑ لیا

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ میں نے سر قاسم جلال کا قتل نہیں کیا۔ میں نے انہیں زہریلا انجکشن نہیں لگایا ہے۔ میں نے تو انہیں صرف بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والا انجکشن لگایا تھا''...... ڈاکٹر حشمت نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ جب سر کہہ رہے ہیں کہ تم نے ان کے سامنے سر قاسم جلال کو زہریلا انجکشن لگایا ہے تو تم کیسے جھوٹ بول سکتے ہو۔ بولو''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے''...... ڈاکٹر حشمت نے خوف سے کہا۔

''تو کیا سچ ہے۔ بولو''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں۔ میں......'' ڈاکٹر حشمت نے بری طرح سے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا جواب دے۔ عمران نے جھک کر ڈاکٹر حشمت کے لگائے ہوئے انجکشن کی شیشی اور سرنج اٹھا لی تھی اور اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

''سرنج میں کالسومی زہر تھا۔ یہ زہر افریقی کالسومی نامی ایک مکڑی سے حاصل ہوتا ہے جو اگر کسی جاندار کو کاٹ لے تو اس سے جاندار چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا جسم سیاہ پڑ جاتا ہے''......عمران نے کہا۔

''تو کیا یہ ڈاکٹر حشمت نہیں سی گال ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ سی گال نہیں اصلی ڈاکٹر حشمت ہے''......عمران نے کہا۔

''تو پھر اس نے سر قاسم جلال کو زہریلا انجکشن لگا کر ہلاک کیوں کیا ہے''......صفدر نے پوچھا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ میں نے سر قاسم جلال کو زہریلا انجکشن نہیں لگایا ہے''...... صفدر کی بات سن کر ڈاکٹر حشمت نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس نے سر قاسم جلال کو انجکشن ضرور لگایا ہے لیکن یہ زہر کی شیشی اپنے ساتھ نہیں لایا تھا"...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔ اگر اس نے سر قاسم جلال کو انجکشن لگایا ہے تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ زہریلا انجکشن اپنے ساتھ نہیں لایا تھا۔ میں نے اسے خود اپنے باکس سے انجکشن کی شیشی نکالتے دیکھا تھا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اس کے باکس میں جان بوجھ کر زہریلی شیشی رکھی گئی تھی"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جان بوجھ کر رکھی گئی تھی۔ کیا مطلب۔ کس نے رکھی تھی اس کے باکس میں زہریلے انجکشن کی شیشی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی نے جو راہداری میں ہمارے ساتھ موجود تھا اور جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اسے باکس میں زہریلا انجکشن رکھنے کی مہلت کیسے ملی تھی"...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یاد کرو اس کی موجودگی کا احساس ہمیں بعد میں ہوا تھا۔ پہلے ہمیں ڈاکٹر حشمت کے گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے گرتے ہی اس کے ہاتھ میں موجود میڈیکل باکس بھی گر گیا تھا۔ ڈاکٹر حشمت کا کہنا تھا کہ اس کی ٹانگوں کے سامنے کسی کی ٹانگ آ

گئی تھی۔ مطلب یہ کہ کسی نے ان کی ٹانگوں کے سامنے ٹانگ کر کے انہیں جان بوجھ کر گرایا تھا۔ جتنی دیر میں ہم ڈاکٹر حشمت سے اس کے گرنے کی وجہ دریافت کرتے رہے سی گال نے اپنا کام کر دیا۔ اس نے میڈیکل باکس کھول کر اس میں بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والے انجکشن کی جگہ زہریلا انجکشن رکھ دیا۔ شاید اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر حشمت، سر قاسم جلال کو بلڈ پریشر کنٹرول کرنے والا انجکشن ضرور لگائیں گے اس لئے اس نے شیشی بدل دی اور ہم اس بات سے مطمئن ہو گئے تھے کہ وہ ناکام ہو کر راہداری سے ہی بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو وہ ناکام نہیں ہوا ہے بلکہ وہ کامیاب ہو گیا ہے اور اس نے سر قاسم جلال کو چوبیس گھنٹوں میں ہلاک کرنے کا جو چیلنج کیا تھا اس میں اس نے کامیابی حاصل کر لی ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے پہلے ہی شک تھا کہ سی گال اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا واقعی ڈاکٹر حشمت قاتل نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"نہیں۔ اگر یہ قاتل ہوتا تو اب تک میں اس کی گردن توڑ چکا ہوتا اور سر قاسم جلال کی طرح یہاں اس کی بھی لاش پڑی ہوتی"۔ عمران نے کہا۔

''یہ تو برا ہوا ہے کہ تمہارے موجود ہونے کے باوجود سی گال اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری موجودگی میں سی گال یہاں آنے سے پہلے ہزار بار سوچے گا۔ لیکن افسوس کہ وہ یہاں پہلے سے ہی موجود تھا اور اس نے انتہائی چالاکی سے کام ہوتے ہوئے سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کا چیلنج بھی پورا کر لیا ہے اور مجھے اس بات پر بھی دکھ ہو رہا ہے کہ سی گال تم سے ٹکرانے کے باوجود بھی یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... سر سلطان نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''ہمیں یہاں آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے جناب۔ ابھی ہم حالات کا جائزہ لے رہے تھے اور ہم رہائش گاہ کی چیکنگ کرنے میں مصروف تھے۔ میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ ہم ابھی رہائش گاہ کے افراد اور سوپر فیاض کے ساتھ آنے والی فورس کی چیکنگ کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ لائٹ آف ہو گئی اور سی گال کو موقع مل گیا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ ممبران اور سوپر فیاض کی موجودگی میں سر سلطان سے تلخ لہجے میں بات کرنے سے گریز کر رہا تھا حالانکہ اسے سر سلطان کی بات سن کر غصہ آ رہا تھا جو سر قاسم جلال کی ہلاکت کا مورد الزام انہیں ٹھہرا رہے تھے۔

''بہرحال جو بھی ہوا ہے اچھا نہیں ہوا ہے۔ تم سب کے ساتھ میں بھی یہاں موجود تھا اور میں بھی سر قاسم جلال کو بچانے کے لئے

کچھ نہیں کر سکا ہوں۔ اگر اس معاملے میں تم مجرم ہو تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ اس جرم میں برابر کا شریک ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''نہ آپ مجرم ہیں جناب اور نہ ہم۔ سر قاسم جلال کا وقت پورا ہو چکا تھا اور جب کسی کا وقت ختم ہو جائے تو پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت لاکھ زور لگا لے نہیں بچا سکتی''...... عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا تو سر سلطان خاموش ہو گئے۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے سر جھٹک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ نمبر دیکھ کر عمران نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس علی عمران سپیکنگ''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے اپنا پورا نام لیتے ہوئے کہا۔

''سی گال سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران سی گال کا نام سن کر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے سر پر ہینڈ گرنیڈ آن پھٹا ہو۔

"کیا نام بتایا تم نے اپنا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے اچھلتے اور اس کا حیرت بھرا لہجہ سن کر سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"تمہارے پاس یقیناً تمہارے ساتھی یا پھر کوئی آفیسر موجود ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سیل فون کا اسپیکر آن کر دو تا کہ سب میری باتیں سن سکیں"...... دوسری طرف سے سی گال نے کہا تو عمران کے چہرے پر موجود حیرت اور بڑھ گئی۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

"کس کا فون ہے اور تم اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ خود ہی سن لیں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سیل فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

"میں نے اسپیکر آن کر دیا ہے۔ اب بولو کون ہو تم اور تم نے

مجھے فون کیوں کیا ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"میرا نام سی گال ہے"...... اسپیکر سے بھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو سی گال کا نام سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

"وہی سی گال جو دنیا بھر میں ٹارگٹ کلر کے نام سے مشہور ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں وہی ٹارگٹ کلر ہوں"...... سی گال کی آواز سنائی دی۔

"تو تم نے ہی سر قاسم جلال کو ہلاک کیا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا سر قاسم جلال ہلاک ہو چکا ہے"...... دوسری طرف سے سی گال نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"اداکاری مت کرو سی گال۔ تم نے ہی سر قاسم جلال کو فون کر کے انہیں ہلاک کرنے کی دھمکی دی تھی۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہو اور اب تم ایسے حیران ہو رہے ہو جیسے تم نے یہ قتل کیا ہی نہیں ہے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اداکاری نہیں کر رہا ہوں نانسنس۔ میں جو کہہ رہا ہوں میری بات دھیان سے سنو"...... سی گال نے غرا کر کہا۔

"بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے جواب میں غرا کر کہا۔

"سر قاسم جلال کے بارے میں مجھے رپورٹ ملی تھی کہ اسے کوئی ہلاک کرنا چاہتا ہے اور اس کا الزام مجھ پر عائد کرنا چاہتا ہے لیکن

ایسا نہیں ہے۔ میں انٹرنیشنل ٹارگٹ کلر ضرور ہوں اور یہ بھی درست ہے کہ میں جو بھی قتل کرتا ہوں وہ علی الاعلانیہ کرتا ہوں لیکن یہ سچ ہے کہ میں نے نہ تو سر قاسم جلال کو کوئی چیلنج کیا تھا اور نہ ہی میرا اس کے قتل میں کوئی ہاتھ ہے''...... سی گال نے کہا۔

''میں کیسے مان لوں کہ اس قتل میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں تمہیں احمق نہیں سمجھتا۔ تم نے شاید نمبر غور سے نہیں دیکھا۔ یہ فارن نمبر ہے۔ اگر میں نے سر قاسم جلال کو قتل کیا ہوتا تو کیا میں اتنے کم وقت میں پاکیشیا سے نکل سکتا تھا''...... سی گال نے غرا کر کہا تو عمران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ واقعی اس کے سیل فون پر جو نمبر ڈسپلے ہوا تھا وہ انٹرنیشنل تھا۔

''اگر تم اس قتل میں ملوث نہیں ہو تو پھر تمہارا نام کیوں لیا گیا تھا اور جس فون بوتھ سے کال کی گئی تھی وہاں تمہارا مخصوص کارڈ بھی ملا تھا اور میں اس کارڈ کو پہچانتا ہوں۔ قتل کے بعد تم جان بوجھ کر اپنا کارڈ پھینک جاتے ہو تاکہ خفیہ اداروں کو پتہ چل جائے کہ یہ قتل تم نے کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میرا کارڈ فون بوتھ سے ملا ہے جس سے میرے نام سے سر قاسم جلال کو فون کیا گیا تھا۔ یہ بتاؤ کہ کیا سر قاسم جلال کی لاش کے پاس بھی تمہیں میرا کارڈ ملا ہے۔ اگر ملا ہے تو دیکھو اس پر میرے

مخصوص دستخط موجود ہیں یا نہیں۔ میں جسے قتل کرتا ہوں اس کے قریب میں اپنا جو کارڈ بھی پھینکتا ہوں اس پر اپنے دستخط ضرور کرتا ہوں''...... سی گال نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں تمہارا کوئی کارڈ نہیں ملا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ قتل میں نے کیا ہے''...... سی گال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اگر یہ قتل تم نے نہیں تو پھر کس نے کیا ہے''...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اگر میں نے یہ قتل کیا ہوتا تو میں تمہیں اپنی صفائی دینے کے لئے اس طرح سے فون نہ کرتا نانسنس''...... سی گال نے کہا۔

''تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا ہے اور تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا ہے کہ سر قاسم جلال کی حفاظت میں کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سر قاسم جلال کوئی عام آدمی نہیں تھا۔ وہ سیکرٹری داخلہ تھا۔ اگر کوئی عام آدمی ہوتا تو اس کی حفاظت کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس یا کوئی اور خفیہ ادارہ کام کرتا وہ بھی اس وجہ سے کہ اس قتل کے سلسلے میں میرا نام لیا گیا تھا اور چونکہ میرا نام لے کر سیکرٹری داخلہ کو قتل کیا جانا تھا اس لئے میرا اندازہ تھا کہ میرا نام سن کر اس معاملے میں تم ضرور کودو گے اور تمہارا نمبر حاصل کرنا میرے لئے کیا مشکل ہو سکتا تھا۔ اس کے لئے مجھے ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے رابطہ کرنا

پڑا تھا جو معاوضے پر معلومات فروخت کرتی ہے‘‘۔ سی گال نے کہا۔

’’ہونہہ۔ چلو میں مان لیتا ہوں کہ اس قتل میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے لیکن سیکرٹری داخلہ کو خاص طور پر تمہارا نام لے کر ہی کیوں قتل کیا گیا ہے اور پھر فون بوتھ سے ملنے والا تمہارا کارڈ۔ وہ کارڈ قاتل کے پاس کیسے آ گیا‘‘...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’ہوسکتا ہے کہ میرے کارڈ کی کاپی کی گئی ہو۔ آج کے دور میں کیا نہیں ہوسکتا۔ میں اب تک سینکڑوں قتل کر چکا ہوں اور ہر لاش کے پاس میرا کارڈ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کسی کے ہاتھ میرا کارڈ لگ گیا ہو اور اس نے سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کے لئے اس کارڈ کا استعمال کیا ہو تا کہ سر قاسم جلال کی ہلاکت میرے سر منڈھ دی جائے اور تم سب میرے پیچھے بھاگتے پھرو اور اصل قاتل بچ جائے‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’ہوسکتا ہے کہ ایسا ہی ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایسا ہی ہے۔ یہ کام تمہارے ملک میں ہوا ہے اور کسی مقامی نے ہی کیا ہے جس کی سر قاسم جلال سے کوئی دشمنی ہو گی۔ بہرحال میں نے تمہیں کلیئر کر دیا ہے کہ یہ کام میرا نہیں ہے اور نہ ہی میں تمہارے ملک میں موجود ہوں۔ یقین کرتے ہو تو ٹھیک ہے نہیں کرتے تو تمہاری مرضی‘‘...... سی گال نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’اب تم نے فون کر کے خود ہی صفائی دے دی ہے بھائی تو

پھر میں تمہاری بات پر کیسے یقین نہ کروں۔ سر قاسم جلال کو قتل ہوئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی ہے۔ اتنی دیر میں تو کوئی اس علاقے سے ہی نہیں نکل سکتا جہاں سر قاسم جلال کی رہائش گاہ موجود ہے اور تم تو کسی دوسرے ملک سے بات کر رہے ہو۔ تم جادوگر تو ہو نہیں کہ ادھر قتل کرو اور ادھر منتر پڑھ کر اڑنچھو ہو کر دوسرے ملک پہنچ جاؤ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تھینکس کہ تم نے میری بات پر یقین کیا۔ مجھے اس بات پر شدید غصہ آ رہا تھا کہ جس قتل میں، میں ملوث ہی نہیں ہوں تو کیوں بلا وجہ میرا نام لیا جا رہا ہے‘‘...... سی گال نے کہا۔

’’شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے کہ تم نے مجھے فون کر کے اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا ورنہ میں نے تو تمہارے خلاف کمر کس لی تھی اور تمہاری تلاش میں نکلنے والا تھا۔ اگر اس قتل میں تمہارا ہاتھ ہوتا تو میں دنیا کے کسی بھی کونے میں پہنچ کر تمہاری گردن پکڑ لیتا۔ تمہاری کلیئرنس دینے کی وجہ سے میرا ملک ملک گھومنے کا کرایہ بھی بچ گیا ہے اور بھاگ دوڑ بھی جو میں نے تمہاری تلاش میں نجانے کہاں کہاں کی کرنی تھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوکے۔ اب میں فون بند کر رہا ہوں۔ تم اس قاتل کو تلاش کرو جس نے سر قاسم جلال کو ہلاک کیا ہے‘‘...... سی گال نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے مزید کوئی بات کرتا سی گال نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''حیرت ہے۔ اگر یہ قتل سی گال نے نہیں کیا تھا تو پھر سر قاسم جلال کا ایسا کون سا دشمن تھا جس نے سی گال کے نام کا استعمال بھی کیا اور اس کا انداز بھی اختیار کیا اور سر قاسم جلال کو ہلاک کر کے نکل بھی گیا ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا یہ کنفرم ہے کہ سی گال نے تمہیں جو کال کی تھی وہ فارن کال تھی''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ کال کرانس سے کی گئی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر تو واقعی ہمیں سی گال کی بات پر یقین کر لینا چاہئے کہ اس قتل میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن پھر سر قاسم جلال کا قاتل ہے کون''...... تنویر نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں یہاں انتہائی باریک بینی سے چھان بین کرنی پڑے گی۔ پہلے یہ دیکھنا پڑے گا کہ قاتل آخر یہاں آیا کیسے تھا اور پھر وہ اپنا کام کر کے یہاں سے نکل کیسے گیا''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ قاتل ابھی یہیں موجود ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس کے قدموں کی آوازیں زینے کی طرف جاتی ہوئی محسوس کی تھیں اور پھر ہم اس کے پیچھے چھت پر بھی تو گئے تھے۔ چھت خالی تھی وہ یقیناً چھت سے ہی

کہیں کود گیا ہو گا پھر بھلا وہ یہاں کیسے موجود ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس نے تمہیں زینے کی طرف جانے کا جھانسہ دیا ہو اور زینے کے آس پاس کہیں چھپ گیا ہو''...... عمران نے کہا تو وہ سب سوچ میں پڑ گئے۔

''اگر ایسا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ اسی رہائش گاہ میں ہی موجود ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے ضرور اس رہائش گاہ کے کسی شخص کا میک اپ کر رکھا ہو گا اور اسی میک اپ میں وہاں پہنچ گیا ہو گا جہاں سے وہ آیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں موجود ایک ایک فرد کو چیک کرتے ہیں۔ اگر قاتل یہاں کسی بھی حلیئے میں ہوا تو ہم اسے ڈھونڈ لیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب جا کر رہائش گاہ کے ملازمین اور یہاں پہلے سے موجود گارڈز کو چیک کرو میں سوپر فیاض کے ساتھ باہر جاتا ہوں اور اس کے آدمیوں کو چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میرے آدمیوں کو کیوں''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے کہ تم جنہیں اپنے ساتھ سیکورٹی کے لئے لائے ہو قاتل نے ان میں سے کسی کی جگہ لے لی ہو اور قتل کر کے پھر سے ان میں شامل ہو گیا ہو''...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ممکن ہے۔ میں اپنے ساتھ پچاس افراد کو لایا تھا۔ ان سب کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔ میں نے ان سب کو ریکارڈ کے مطابق کوڈز سمجھا دیئے تھے تاکہ یہ سب آپس میں کوڈز بتا کر ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ اگر ان سب کو کوڈز یاد ہوئے تو ٹھیک ہے۔ کوڈ نہ بتانے والا آسانی سے پکڑا جائے گا"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"گڈ شو۔ تم نے زندگی میں شاید پہلی اور آخری بار عقلمندی کا ثبوت دیا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو سوپر فیاض اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"تو کیا میں تمہاری نظر میں احمق ہوں"...... سوپر فیاض نے غرا کر کہا۔

"شکل سے تو ایسے ہی لگتے ہو"...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے جبکہ سوپر فیاض نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ وہ سر سلطان کی موجودگی میں عمران کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا ورنہ عمران کی اس بات پر وہ یقیناً بھڑک اٹھتا اور عمران کو بے لاگ سنانا شروع ہو جاتا۔

"مجھے تو بہت زیادہ پریشانی ہو رہی ہے۔ سر قاسم جلال کوئی عام آدمی نہیں تھے۔ ان کا تعلق صدر مملکت سے تھا۔ یہ صدر مملکت کے داماد تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں اب صدر مملکت کو کیا جواب دوں گا"...... سر سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ تو ایسے پریشان ہو رہے ہیں جیسے سر قاسم جلال کو آپ نے قتل کیا ہو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے تو ان کا قتل نہیں کیا لیکن یہ قتل میری موجودگی میں ہوا ہے اور مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا"...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ اکیلے نہیں تھے۔ آپ کے ساتھ میں بھی یہاں موجود تھا"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی۔ صدر مملکت اس بات کا سخت نوٹس لیں گے اور سارا ملبہ مجھ پر آ گرے گا۔ جب تک سر قاسم جلال کا قاتل پکڑا نہیں جاتا اس وقت تک اس کیس کی تلوار میرے ہی سر پر لٹکتی رہے گی"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم قاتل کو تلاش کر کے ہر ممکن طریقے سے پکڑنے کی کوشش کریں گے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"سر قاسم جلال کی لاش دیکھ کر میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ اگر تم کہو تو میں جاؤں یہاں سے"...... سر سلطان نے سر جھٹک کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ رکنا ہے تو رکیں جانا ہے تو چلے جائیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے آفیشل طور پر سر قاسم جلال کی ہلاکت کی خبر اعلیٰ حکام تک پہنچانی ہے۔ تم اپنی کوشش کر دیکھو اگر سر قاسم جلال کا قاتل

پکڑا جائے تو میری جان چھوٹ جائے گی ورنہ صدر مملکت کے ساتھ ساتھ میڈیا نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دینا ہے کہ سیکرٹری خارجہ کی موجودگی اور اس قدر حفاظت کے باوجود سیکرٹری داخلہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... سر سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ ہم ہر ممکن طریقے سے قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک بار ہمیں اس قتل کا کلیو مل جائے تو پھر ہمارے لئے قاتل تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس معاملے میں کوئی پیش رفت ہو تو مجھے ضرور آگاہ کرنا اور اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو اس کے بارے میں مجھے خصوصی طور پر بتانا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا''...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر سلطان نے حسرت بھری نظروں سے صوفے پر پڑی سر قاسم جلال کی لاش کی طرف دیکھا اور پھر سرد آہیں بھرتے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

''کک کک۔ کیا میں بھی جا سکتا ہوں''...... ڈاکٹر حشمت نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی آپ یہیں رکیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی معاملے میں ہمیں آپ سے بھی کچھ پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔ آپ اس بات کی فکر نہ کریں کہ آپ کو سر قاسم جلال کے قتل میں

دھر لیا جائے گا''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر حشمت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا میں سر قاسم جلال کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوا دوں''...... سوپر فیاض نے پوچھا۔

''ہاں۔ بھجوا دو''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اپنے سیل فون پر کسی کو کال کرنے لگا کہ فوری طور پر سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں ایمبولینس منگوائی جائے اور سر قاسم جلال کی لاش کو ہسپتال میں منتقل کیا جائے تاکہ اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا جا سکے۔

''تم اپنا کام کرو تب تک ہم ملازموں اور یہاں کے سیکورٹی گارڈز سے جا کر اپنی تحقیقات کا آغاز کرتے ہیں''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ''...... جولیا نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ عمران نے کچھ سوچ کر کیپٹن شکیل کو بھی ان کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد عمران آگے بڑھا اور اس نے غور سے سر قاسم جلال کی لاش دیکھنی شروع کر دی۔ کچھ خیال آنے پر وہ سر قاسم جلال کی لاش پر جھکا اور اس نے سر قاسم جلال کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

”ہمیں شروعات ملازمین سے کرنی چاہیئے۔ رہائش گاہ کے عقب میں سرونٹ کوارٹرز ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ قاتل ان میں ہی کہیں موجود ہو کیونکہ رہائش گاہ کے ہر حصے میں ملازمین تو جا سکتے ہیں گارڈز اور دوسرے افراد نہیں“...... جولیا نے کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں واقعی شروعات ملازمین سے ہی کرنی چاہیئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قاتل ابھی کسی ملازم کے روپ میں ہی موجود ہو“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں بے حد احتیاط سے کام لینا پڑے گا تاکہ مجرم کو فرار ہونے کا موقع نہ مل سکے“...... جولیا نے کہا۔

”ایک سرونٹ کوارٹر کا دروازہ رہائشی حصے کی طرف بھی کھلتا ہے۔ ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینی پڑے گی“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہ چاروں سرونٹ کوارٹرز پہنچے جہاں چار سرونٹ کوارٹرز بنے ہوئے تھے۔ سیکورٹی کے پیش نظر تمام ملازمین کو چونکہ اندر رہنے کے لئے کہا گیا تھا اس لئے تمام ملازمین نے خود کو سرونٹ کوارٹرز تک ہی محدود کر رکھا تھا اور وہ سرونٹ کوارٹرز کے اندر ہی موجود تھے۔ جولیا کے کہنے پر صفدر نے آگے بڑھ کر ایک سرونٹ کوارٹر کے دروازے پر دستک دی تو ایک بوڑھے ملازم نے دروازہ کھولا بوڑھے کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں ورم زدہ دکھائی دے رہی تھی جیسے وہ دیر تک روتا رہا ہو۔

”آپ کا نام کیا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”شریف الدین“...... ملازم نے رندھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”ہم معذرت خواہ ہیں جو آپ کو زحمت دے رہے ہیں۔ اور ہمیں آپ کے مالک سر قاسم جلال کی ہلاکت کا بھی بے حد دکھ ہے“...... جولیا نے کہا۔

”یہ دکھ تو اب ہمیں زندگی بھر جھیلنا پڑے گا“...... شریف الدین نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

”جی۔ ہم آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں صحیح صحیح جواب دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس مجرم کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں جس نے آپ کے مالک کو ہلاک کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

''جی ضرور۔ پوچھیں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں''...... شریف الدین نے کہا۔

''کیا آج آپ سے یہاں کوئی ملنے آیا تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھ سے تو کوئی ملنے نہیں آیا''...... شریف الدین نے جواب دیا۔

''جس وقت پولیس نے رہائش گاہ کو گھیرے میں لیا تھا اس وقت آپ کہاں تھے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''میری آج طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لئے میں صبح سے ہی اپنے کوارٹر میں تھا''...... شریف الدین نے کہا۔

''کیا آپ نے یہاں کسی غیر متعلق آدمی کو بھی آتے نہیں دیکھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اگر کوئی آیا بھی ہو تو مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میں صبح سے ہی کوارٹر کے اندر تھا''۔ شریف الدین نے کہا۔

''کیا آپ یہاں اکیلے رہتے ہیں یا آپ کے بیوی بچے بھی ساتھ ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں یہاں اکیلا ہی رہتا ہوں۔ ان دنوں چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں ہیں اس لئے میں نے اور یہاں رہنے والے دوسرے ملازمین نے اپنے اپنے بیوی بچوں کو اپنے اپنے گاؤں بھیج رکھا ہے۔ ان

دنوں یہاں صرف چار ملازم ہی موجود ہیں''...... شریف الدین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے کوارٹر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں''۔ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کیا آپ یہ سمجھ رہی ہیں کہ صاحب کو ہلاک کرنے کی سازش میں ہم ملازموں کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے''...... شریف الدین نے چونک کر کہا۔

''ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ مجرموں تک پہنچنے کے لئے ہمیں ہر پہلو دیکھنا پڑتا ہے جس میں کوئی بھی بری الزمہ نہیں ہوتا چاہے وہ گھر کا کوئی فرد ہو یا ملازم''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں کم از کم ہم ملازمین کا کوئی ہاتھ نہیں ہے کیونکہ یہاں کام کرنے والے افراد کئی سالوں سے صاحب کی خدمات سر انجام دے رہے تھے''۔ شریف الدین نے سر جھٹک کر کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے کہ مجرم رہائش گاہ میں داخل ہو کر کسی کے سرونٹ کوارٹر میں چھپ گیا ہو یا مجرم نے آپ میں سے کسی کو یرغمال بنا لیا ہو اور موقع ملتے ہی اس نے سر قاسم جلال کو ہلاک کر دیا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن''...... شریف الدین نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کا فیصلہ ہم سب ملازمین سے پوچھ گچھ کر کے اور ان کے کوارٹرز کی تلاشی لینے کے بعد کریں گے۔ آپ مہربانی کر کے ایک طرف ہٹ جائیں اور خاموشی سے کھڑے رہیں۔ ہم آپ کے کوارٹر کی چیکنگ کر کے ابھی آتے ہیں"۔ جولیا نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر اس طرح آپ کی تسلی ہو سکتی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے"...... شریف الدین نے کہا اور سائیڈ میں ہو گیا۔ جولیا نے صفدر اور تنویر کو اشارہ کیا تو وہ دونوں کوارٹر کے اندر داخل ہو گئے۔

"کیا آپ کے کوارٹر کے عقبی حصے میں پانی کا کوئی پائپ چھت تک جاتا ہے"...... جولیا نے شریف الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ ہمارے کوارٹر کے واٹر ٹینک چھتوں پر ہی ہیں اور سب کے الگ الگ ٹینک ہیں جن سے پائپ لگے ہوئے ہیں"۔ شریف الدین نے کہا۔

"تب تو مجرم کے لئے یہ بھی آسانی ہو سکتی ہے کہ وہ ان پائپوں سے کسی کوارٹر کی چھت پر چڑھ کر چھپ جائے۔ تنویر۔ تم اوپر جاؤ اور چاروں کوارٹرز کی چھتیں چیک کرو"...... جولیا نے پہلے شریف الدین سے اور پھر تنویر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور کوارٹر کے عقبی سمت چلا گیا۔

"لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ پولیس نے باہر ہر طرف سے

رہائش گاہ کو گھیر رکھا تھا پھر کوئی اندر داخل ہو کر ہماری چھتوں تک کیسے پہنچ سکتا ہے"...... شریف الدین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پولیس کے آنے سے پہلے ہی کوئی چھت پر چھپ گیا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے"...... شریف الدین نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی جھلاہٹ دیکھ کر جولیا خاموش ہو گئی۔ شریف الدین بوڑھا اور خاصا لاغر انسان تھا۔ اس کے چہرے پر کسی میک اپ کے کوئی اثرات نہیں تھے۔ وہ واقعی اس معاملے میں بے گناہ معلوم ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد صفدر اور کیپٹن شکیل کوارٹر سے باہر آ گئے۔

"نہیں۔ اندر کچھ نہیں ہے۔ کم از کم قاتل اس کوارٹر کے اندر موجود نہیں تھا"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر وہ دوسرے ملازم کے دروازے پر پہنچے۔ جولیا نے دوسرے ملازم سے بھی کئی سوال پوچھے اس کے جواب شریف الدین کے جوابوں سے ملتے جلتے تھے۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے اس کے کوارٹر کی بھی تلاشی لی اور پھر وہ اس ملازم کو بھی کلیئر کر کے تیسرے ملازم کے کوارٹر کے پاس پہنچ گئے۔ اسی طرح انہوں نے اس سے اور پھر چوتھے ملازم سے بھی بات چیت کی لیکن انہیں ایسا کوئی کلیو نہیں ملا جس سے اس بات کا پتہ چل سکتا ہو کہ قاتل ان میں سے کوئی تھا یا

کوئی ان کے کوارٹر میں چھپا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں تنویر بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے چاروں کوارٹرز کی چھتوں کا معائنہ کیا تھا لیکن اسے بھی ان چھتوں سے کوئی کلیو نہیں ملا تھا۔

''ہونہہ۔ اس معاملے میں واقعی ملازموں کا تو کوئی ہاتھ معلوم نہیں ہو رہا ہے اور نہ ہمیں ان کے کوارٹرز اور کوارٹرز کی چھتوں سے کوئی ایسا کلیو ملا ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ قاتل ان کے آس پاس بھی آیا ہو''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بات تو طے کہ قاتل پہلے سے ہی یہاں موجود تھا۔ اور وہ حفاظتی انتظامات ہونے سے پہلے ہی پہنچ گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر قاسم جلال کو قتل کی دھمکی دینے کے بعد یہاں کی سیکورٹی سخت کر دی جائے گی اور اس کا پکڑا جانا یقینی ہو جائے گا اور وہ کسی بھی صورت میں رہائش گاہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اس لئے اس نے پہلے ہی یہاں آ کر تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے تاکہ سیکورٹی ٹائٹ ہونے کے باوجود وہ اپنا چیلنج پورا کر سکے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہی تو پریشانی کی بات ہے کہ آخر وہ اتنی دیر چھپا کہاں رہا تھا اور کس کے میک اپ میں تھا''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''میرے خیال میں ہم ایک بات کی طرف بالکل بھی دھیان نہیں دے رہے ہیں''...... تنویر نے کہا جو اتنی دیر سے خاموش کھڑا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کس بات کی طرف ہم نے دھیان نہیں دیا''...... جولیا نے س کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جب یہ کنفرم ہو چکا ہے کہ اس قتل میں انٹرنیشنل ٹارگٹ کلر کا ہاتھ نہیں تھا صرف اس کا نام استعمال کیا گیا تھا تو پھر یہ بھی طے ہے کہ یہ کام کسی اندر کے آدمی کا ہی ہے جو اس رہائش گاہ کے تمام راستوں اور کمروں کے بارے میں بخوبی جانتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سر قاسم جلال کی طبیعت کس طرح سے بگڑتی ہے اور جب ان کی طبیعت بگڑتی ہے تو انہیں کون سا انجکشن دیا جاتا ہے اسی لئے اس نے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ڈاکٹر حشمت کے میڈیکل باکس سے وہ انجکشن بدل دیا تھا جس کے لگتے ہی سر قاسم جلال ہلاک ہو گئے تھے۔ اگر وہ سر قاسم جلال اور رہائش گاہ کے بارے میں اتنا کچھ جانتا ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس رہائش گاہ میں کوئی خفیہ راستہ بھی ہو جس کا قاتل کو علم ہو اور وہ اسی راستے سے آیا ہو اور اپنا کام کر کے نکل گیا ہو''...... تنویر نے کہا۔

''گڈ شو۔ واقعی تم نے اہم پوائنٹ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس رہائش گاہ میں یقیناً کوئی نہ کوئی تہہ خانہ بھی ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ قاتل اسی تہہ خانے سے آیا ہو اور اپنا کام کر کے واپس وہیں چلا گیا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر ہمیں ایک بار پھر رہائش گاہ کی چیکنگ کرنی چاہئے اور یہ چیک کرنا چاہئے کہ اس عمارت میں کوئی تہہ خانہ یا خفیہ راستہ

ہے بھی یا نہیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’اس سے پہلے ہم گارڈز سے بات چیت کر لیں اگر ان سے بھی ہمیں کوئی معلومات نہ ملی تو پھر ہم یہی کام کریں گے‘‘...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گئے جہاں گارڈز کے لئے تین الگ الگ کیبن بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے گارڈز سے بات چیت کی لیکن گارڈز سے بھی انہیں کوئی ایسی معلومات حاصل نہ ہوسکی جو ان کے کسی کام آ سکتی ہو۔ وہ تھک ہار کر واپس آئے تو انہیں عمران، سوپر فیاض کے ساتھ باہر سے واپس آتا ہوا دکھائی دیا۔

’’کیوں کچھ معلوم ہوا‘‘...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’نہیں۔ ہم نے سب سے پوچھ گچھ کی ہے اور ہر پہلو کا جائزہ لیا ہے لیکن ہمیں ایسا کوئی کلیو نہیں ملا ہے جس سے پتہ چل سکتا ہو کہ قاتل پہلے سے ہی عمارت میں موجود تھا یا کسی نے اسے دیکھا ہو‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہونہہ۔ قاتل ضرورت سے زیادہ چالاک معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تک ہم اس بات کا بھی سراغ نہیں لگا سکے ہیں کہ وہ آخر عمارت میں آیا کہاں سے تھا‘‘...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

’’ہمارا خیال ہے کہ اس رہائش گاہ میں یا تو کوئی خفیہ راستہ ہے یا پھر ایسا تہہ خانہ جس کے بارے میں مجرم کو ضرور پتہ تھا۔ ہمیں

اس عمارت کا ایک بار پھر باریک بینی سے جائزہ لینا ہوگا تاکہ پتہ چل سکے کہ اس عمارت میں کوئی خفیہ راستہ یا تہہ خانہ ہے یا نہیں‘‘۔ جولیا نے کہا۔

’’مجھے بھی اس بات کا شک ہے کہ یہاں ضرور کوئی خفیہ راستہ ہے۔ ایک بار اس راستے کا پتہ چل جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح سے مجرم تک پہنچ ہی جائیں گے‘‘...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

’’اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ سر قاسم جلال کی ہلاکت سے سب سے زیادہ فائدہ کس کو ہوسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کام ان کے کسی عزیز یا رشتہ دار کا ہو جس کا ان سے تنازعہ چل رہا ہو۔ اس کے علاوہ ان کے دفتری معاملات کو بھی چیک کرنا پڑے گا تاکہ پتہ چل سکے کہ سر قاسم جلال کی ایکٹیوٹیز کیا تھیں اور ان کا کن افراد کے ساتھ لنک تھا۔ ان سب کاموں کے لئے ہمیں اپنی تفتیش کا دائرہ وسیع کرنا پڑے گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہاں۔ ہمیں ہر پہلو کا بغور جائزہ لینا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں اس قتل کا سراغ حاصل کرنے کے لئے سر قاسم جلال کے بیک گراؤنڈ کا بھی پتہ کرنا پڑے۔ اس کے لئے ہمیں ان کے ایک ایک رشتہ دار اور ایک ایک دوست سے مل کر ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی پڑیں گی۔ جب تک ہمارے پاس تمام معلومات جمع نہیں ہو جاتیں اس وقت تک شاید ہی ہم اصل قاتل

تک پہنچ سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''قتل کا تو ہمیں بہرحال سراغ لگانا ہے۔ سی گال کی صفائی دینے کے بعد یہ معاملہ بے حد پیچیدہ ہو گیا ہے اور ہمارے سامنے ایک نیا چیلنج آ گیا ہے کہ اس قتل میں کسی ٹارگٹ کلر کا ہاتھ نہیں تھا بلکہ سر قاسم جلال کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قتل کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کچھ بھی ہو مجرم لاکھ احتیاط کے باوجود اپنے پیچھے کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ جاتا ہے۔ ہمیں بس اس نشان تک پہنچنے کی دیر ہے پھر قاتل بھی ہمارے سامنے ہو گا اور اس کا مقصد بھی کہ اس نے آخر سیکرٹری داخلہ کو کس لئے قتل کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''سب سے پہلے ہمیں رہائش گاہ کے ایک ایک حصے کو چیک کرنا پڑے گا۔ اگر یہاں کوئی تہہ خانہ یا خفیہ راستہ ہوا تو مجھ امید ہے کہ وہاں سے ہمیں قاتل کا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر ایسا نہ ہوا تو''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر ہم سوائے ڈھول پیٹنے کے اور کیا کر سکتے ہیں''۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''ڈھول پیٹنے سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا تو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہم تنویر کا سر پیٹنا شروع کر دیں گے''...... عمران نے

مسکرا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''کچھ بھی ہو۔ یہ کیس ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اس چیلنج کو ہم نے ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ قاتل چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو ہم اس تک پہنچ کر رہیں گے''...... جولیا نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''تو پھر تیار ہو جاؤ بھاگ دوڑ کرنے کے لئے اور اب کیا بھی کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ظاہر ہے۔ یہ سب کرنا ہی پڑے گا اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے''...... جولیا نے کاندھے اچکا کر کہا تو عمران یوں منہ چلانے لگا جیسے وہ جگالی کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر سوچ و بچار کے گہرے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جیسے سر قاسم جلال کے قتل نے اسے واقعی بری طرح سے الجھا کر رکھ دیا ہو۔

خفیہ راستے اور تہہ خانے کی تلاش میں عمران ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے عمارت کے ایک ایک حصے کو ٹھونک بجا کر دیکھا تھا لیکن انہیں نہ تو وہاں کوئی خفیہ راستہ ملا تھا اور نہ ہی اس عمارت میں کوئی تہہ خانہ دکھائی دیا تھا۔

''یہ کیس عجیب و غریب صورت حال اختیار کرتا جا رہا ہے۔ مجرم نے اپنے پیچھے ایک معمولی سا کلیو بھی نہیں چھوڑا ہے اور اب تک ہم یہ بھی پتہ نہیں چلا سکے ہیں وہ آخر عمادت میں آیا کہاں سے تھا اور غائب کہاں ہو گیا''...... جولیا نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ قاتل ضرور کوئی جادوگر تھا۔ وہ جادو کے ذریعے ہی یہاں آیا تھا اور پھر اپنا کام کر کے جادو کے ذریعے سے ہی نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو۔ اگر اسے جادو کے ذریعے آنا ہوتا تو پھر راہداری میں اسے اندھیرے میں ڈاکٹر حشمت کی ٹانگوں میں ٹانگ اڑانے اور اسے گرانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے مجھ پر حملہ بھی کیا تھا اور تم سب نے اس کے دوڑتے قدموں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ اگر اسے جادو کے ذریعے ہی غائب ہونا تھا تو پھر اسے راہداری میں بھاگنے کی کیا ضرورت تھی''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہمیں ایک بار اس چھت کا بھی جا کر جائزہ لینا چاہئے۔ ہم نے باقاعدہ اس کے سیڑھیاں چڑھنے کی آوازیں سنی تھیں۔ وہ یقینی طور پر چھت پر ہی گیا تھا اور پھر اس نے چھت سے کسی طرف چھلانگ لگائی ہو گی اور وہ اتنی بلندی سے جہاں بھی کودا ہو گا مجھے یقین ہے کہ وہاں ضرور ہمیں اس کے قدموں کے کہیں نہ کہیں نشان مل جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چلو۔ ایک نظر چھت اور اس کے اردگرد بھی چیکنگ کر لیتے ہیں۔ اس کے سوا اور اب ہم کر بھی کیا سکتے ہیں''...... عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا اور پھر وہ سب چھت پر آ گئے۔ چھت سپاٹ تھی۔ سامنے ایک سائیڈ پر چھوٹا سا چبوترا بنا ہوا تھا جس پر ایک پلاسٹک کا کافی بڑا واٹر ٹینک رکھا ہوا تھا۔

''واٹر ٹینک کافی بڑا ہے۔ مجرم وقتی طور پر اس میں بھی تو چھپا رہ سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو جاؤ۔ چیک کرو اسے۔ میں نے تمہیں کب منع کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ارد گرد کا جائزہ لو میں اور صفدر اس واٹر ٹینک کو چیک کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا اور صفدر واٹر ٹینک کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران، تنویر اور کیپٹن شکیل چھت کا بغور جائزہ لینے لگے۔ چھت کافی صاف ستھری تھی۔ وہاں چونکہ ٹسو لگے ہوئے تھے اس لئے وہاں کسی کے قدموں کا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ چھت کے دائیں کنارے کے ساتھ دوسری رہائش گاہ تھی جس کی دیوار اس رہائش گاہ سے کافی بلندی پر تھی جس پر کسی کے چڑھنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اسی طرح دوسری سائیڈ پر بھی اونچی دیوار تھی۔ جبکہ عمارت کے عقبی حصے میں کوئی دیوار نہیں تھی۔ اس طرف چونکہ کوئی عمارت نہیں تھی اس لئے وہاں کوئی دیوار بنی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران نے کنارے پر آ کر دیکھا تو اسے دوسری طرف خالی پلاٹوں کا طویل سلسلہ دکھائی دیا۔ ان پلاٹوں میں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جو بے حد گھنی تھیں اور زمین سے چھت کی بلندی بھی بارہ تیرہ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔

''چھت کی بلندی زیادہ نہیں ہے اور نیچے گھنی جھاڑیاں بھی موجود ہیں۔ یہاں سے کوئی بھی آسانی سے کود کر نیچے جا سکتا ہے۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ مجرم نے فرار ہونے کے لئے یہی

راستہ اختیار کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے نیچے موجود جھاڑیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پلاٹ کا رقبہ زیادہ نہیں ہے اور پلاٹ کو محفوظ کرنے کے لئے ان کے گرد اونچی دیواریں بنی ہوئی ہیں جو ہمیں اندھیرے میں دکھائی نہیں دی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ قاتل نے ان جھاڑیوں میں چھلانگ لگائی ہو اور یہیں دبک کر بیٹھ گیا ہو۔ پھر جب عقبی حصے سے پولیس کو ہٹایا گیا ہو تو اسے یہاں سے نکلنے کا موقع مل گیا ہو''...... تنویر نے کہا۔

''کیوں عمران صاحب۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ کیا واقعی قاتل نے اسی پلاٹ کو اپنے لئے محفوظ ٹھکانہ بنایا تھا''...... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ قاتل اس پلاٹ میں نہیں تھا''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف کیپٹن شکیل بلکہ تنویر بھی چونک پڑا۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اس پلاٹ میں نہیں چھپا ہوا تھا۔ میرے خیال میں اس کے لئے اس پلاٹ سے محفوظ کوئی اور ٹھکانہ ہو ہی نہیں سکتا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''ایک کام کرو۔ تم ان جھاڑیوں پر چھلانگ لگاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میں چھلانگ لگاؤں۔ لیکن کیوں''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم چھلانگ تو لگاؤ پھر میں تمہیں ایک ثبوت دوں گا جس سے تم بھی میری بات پر متفق ہو جاؤ گے کہ قاتل نے چھپنے کے لئے اور یہاں سے فرار ہونے کے لئے کم از کم یہاں سے چھلانگ نہیں لگائی تھی''...... عمران نے کہا۔

''تو ویسے ہی بتا دو۔ مجھ سے چھلانگ کیوں لگوا رہے ہو''۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''تم نہیں لگانا چاہتے تو نہ سہی۔ کیپٹن شکیل۔ تم لگاؤ چھلانگ''۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کی طرف دیکھا پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے پلاٹ میں چھلانگ لگا دی۔ نیچے جاتے ہوئے اس نے اپنے جسم کو اس انداز میں موڑ لیا تھا کہ وہ سیدھا گھنی جھاڑیوں پر گرے اور اسے گرتے ہوئے کوئی چوٹ نہ آئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ جھاڑیوں میں کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ تو آسانی سے نیچے پہنچ گیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ مجھے چھلانگ لگانے اور نیچے آنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے''...... نیچے سے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اوکے۔ اب تم گھوم کر گیٹ کے راستے واپس آ جاؤ''۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ جھاڑیوں میں راستہ بناتا ہوا ایک دیوار کی طرف بڑھا اور پھر وہ دیوار پر

چڑھتا نظر آیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود چکا تھا۔

''جب کیپٹن شکیل کو یہاں سے چھلانگ لگانے اور دیوار کی دوسری طرف جانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تو پھر قاتل کے لئے یہاں سے نکلنا کیا مشکل ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل کو آنے دو پھر بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور صفدر واٹر ٹینک کی چیکنگ کر کے واپس آ گئے۔

''کچھ ملا واٹر ٹینک میں''...... تنویر نے صفدر اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجرم اس ٹینک میں نہیں چھپا تھا۔ یہ بتاؤ کہ کیپٹن شکیل نیچے کیوں کودا تھا اور کہاں ہے وہ اب''...... جولیا نے کہا۔ اس نے شاید کیپٹن شکیل کو کودتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ تنویر نے اسے ساری بات بتا دی۔

''یہ ٹھیک تو کہہ رہا ہے۔ جب کیپٹن شکیل آسانی سے یہاں سے چھلانگ لگا کر نیچے پہنچ سکتا ہے اور دیوار پھلانگ کر پلاٹ سے نکل سکتا ہے تو پھر تم اس بات کو کیوں نہیں مان رہے ہو کہ مجرم نے فرار ہونے کے لئے یہ راستہ اختیار کیا تھا''...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ چند ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل رہائش گاہ کا چکر کاٹ کر گیٹ پر پہنچ گیا اور پھر اسے دوبارہ

چھت پر آنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

''کیپٹن شکیل آ گیا ہے۔ اب بتاؤ''...... تنویر نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا بتاؤں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ قاتل نے اس پلاٹ میں چھلانگ نہیں لگائی تھی اور اس نے فرار ہونے کے لئے یہ راستہ اختیار نہیں کیا تھا''...... تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''ہاں تو خود دیکھ لو۔ اللہ نے میری طرح تمہیں بھی دیکھنے کے لئے دو آنکھیں دی ہیں''...... عمران نے کہا تو تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے زچ آ کر کہا۔

''پلاٹ اور وہاں موجود جھاڑیوں کی طرف غور سے دیکھو''۔ عمران نے کہا تو وہ سب پلاٹ اور وہاں موجود جھاڑیوں کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ عمران صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا۔ مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آنکھیں کھلی ہوں گی تو کچھ دکھائی دے گا نا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تھی کہ تنویر سمیت

سب نے آسانی سے سن لی تھی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا میری آنکھیں بند ہیں''...... تنویر نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

''عقل کی آنکھیں۔ یہ تو دیدے ہیں ندیدوں کی گھومتے رہتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سوائے تنویر کے باقی سب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں آ گئیں۔

''اور تم گرگٹ، کبھی بھکاری بن جاتے ہو اور کبھی نوسر باز، بلاؤں سوپر فیاض کو۔ ابھی سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دے گا۔ تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''نوسر تم باز میں۔ نوسروں کے باوجود تمہاری عقل بند ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے باز کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے کیوں جولیا''...... عمران نے نوسرباز کو نئے معنی پہناتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''فضول باتیں مت کرو اور بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے۔ تمہیں سمجھ آ گیا ہے اور کیپٹن شکیل بھی سمجھ گیا ہے لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا ہے اور میں اب بھی اس بات پر قائم ہوں کہ تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ قاتل نے فرار ہونے کے لئے اس طرف چھلانگ نہیں لگائی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''تم کیا کہتے ہو صفدر۔ کیا تمہیں بھی کچھ سمجھ آ رہا ہے یا تم بھی عقل بند ہی ہو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم نے صفدر کا سہارا لے کر مجھے طعنہ کیوں دیا ہے"...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

"اتنی بڑی بڑی اور ہرنی جیسی آنکھیں ہونے کے باوجود تمہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تو باز کی آنکھیں لے لو"...... عمران نے کہا تو جولیا مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی اور پھر خیالوں میں کھو گئی کہ عمران اسے اپنی آنکھیں بھی دے سکتا ہے۔

"میں بھی سمجھ گیا ہوں اور اب مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ قاتل نے اس طرف چھلانگ نہیں لگائی تھی"...... صفدر نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"حیرت ہے۔ تم بھی سمجھ گئے ہو تو پھر مجھے سمجھنے میں کیوں مشکل پیش آ رہی ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بھی کیپٹن شکیل کی طرح ان جھاڑیوں پر کود جاؤ تو پھر یقیناً تمہاری عقل کا خانہ بھی کھل جائے گا"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا نے ایک نظر عمران کی طرف دیکھا اور پھر وہ غور سے پلاٹ اور وہاں موجود جھاڑیوں کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ اچانک بری طرح سے چونک پڑی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مطلب۔ آپ بھی سمجھ گئی ہیں"...... تنویر نے جولیا کی بات سن کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب صرف تم ہی رہ گئے ہو عقل بند"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔ اس نے بھی آگے بڑھ کر غور سے پلاٹ اور جھاڑیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"ہونہہ۔ کیپٹن شکیل نے جس جگہ چھلانگ لگائی تھی وہاں جھاڑیوں کافی حد تک دب گئی ہیں اور اس جگہ کیپٹن شکیل کے جسم کا واضح نشان دکھائی دے رہا ہے جبکہ باقی جھاڑیوں اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر قاتل نے ان جھاڑیوں پر چھلانگ لگائی ہوتی تو اس جگہ کی جھاڑیاں بھی اسی طرح دب جاتیں جس طرح کیپٹن شکیل کے چھلانگ لگانے سے دبی ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"گڈ شو۔ اب کھلی ہیں تمہاری عقل کی آنکھیں اور یہی بات ہے جس کا میں تم سب کو پروف دینا چاہتا تھا کہ قاتل نے اس طرف چھلانگ نہیں لگائی تھی"...... عمران نے کہا۔

"حیرت ہے۔ دو اطراف دوسری عمارتوں کی اونچی دیواریں ہیں اور ایک طرف یہ پلاٹ۔ قاتل چھت پر آیا تھا اور اس نے پلاٹ کی طرف چھلانگ نہیں لگائی تھی تو پھر وہ گیا کہاں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر میں کہوں کہ وہ چھت پر آیا ہی نہیں تھا تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم سب نے اس کے قدموں کی سیڑھیوں

پر چڑھنے کی آوازیں سنی تھیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’صرف آوازیں سنی تھیں اسے چھت پر جاتے تو نہیں دیکھا تھا تم نے‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’اندھیرے کی وجہ سے وہ ہمیں دکھائی نہیں دیا تھا‘‘...... کیپٹن شکیل نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

’’اسی اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اس نے تمہیں یہ بھی ڈاج دیا تھا کہ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا چھت پر جا رہا ہے‘‘...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

’’ڈاج۔ لیکن کیسے۔ اوہ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ اس نے سیڑھیوں کے پاس آ کر زمین پر اس انداز میں پاؤں مارنے شروع کر دیئے تھے جیسے وہ سیڑھیاں چڑھ رہا ہو‘‘...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ اس نے تمہیں چھت کی طرف جانے کا ڈاج دیا اور پھر وہ نیچے سے ہی کسی اور طرف نکل گیا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن کہاں۔ ہم نے تو رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ چھان مارا ہے اور خفیہ راستے اور تہہ خانے کی تلاش میں تو تم ہمارے ساتھ ہی تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے رہائش گاہ کے تمام افراد کو چیک کیا ہے اور تم نے سوپر فیاض کے ساتھ آنے والے تمام افراد کی چیکنگ کی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی قاتل نہیں تھا تو پھر آخر قاتل تھا کون

اور وہ رہائش گاہ سے نکل جانے میں کامیاب کیسے ہو گیا۔

’’وہ رہائش گاہ سے نکلنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوا ہے‘‘۔ عمران نے بڑے سسپنس بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

’’کیا مطلب۔ اگر وہ رہائش گاہ سے ابھی تک نہیں نکلا ہے تو پھر وہ کہاں ہے اور کیا تم جانتے ہو کہ قاتل ہے کون‘‘...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ ابھی تک میں قاتل تک تو نہیں پہنچ سکا لیکن مجھے اس بات کا اندازہ ضرور ہو رہا ہے کہ قاتل ابھی اسی عمارت میں ہی موجود ہے اور کسی ایسی جگہ چھپا ہوا ہے جو ہمارے سامنے ہوتے ہوئے بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نظروں سے پوشیدہ جگہ۔ اب ہماری نظروں سے پوشیدہ جگہ کون سی ہو سکتی ہے‘‘...... صفدر نے سر جھٹک کر کہا۔

’’اسے ڈھونڈو۔ جلد ہی وہ پوشیدہ جگہ تمہیں مل جائے گی‘‘۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے انہیں نیچے ہر طرف بھاگنے دوڑنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

"نیچے کیا ہوا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں۔ آؤ دیکھتے ہیں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے آ گئے اور سب تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے پہنچ گئے۔ نیچے ہر طرف انٹیلی جنس کے مسلح افراد دوڑتے بھاگتے دکھائی دے رہے تھے اور ایک طرف سوپر فیاض کھڑا ان پر بری طرح سے چیخ رہا تھا۔

"ڈھونڈو۔ اسے ہر حال میں ڈھونڈو۔ وہ یہیں کہیں ہو گی جلدی ڈھونڈو اسے ورنہ میں تم سب کو برطرف کر دوں گا"۔ سوپر فیاض اپنے ساتھ آئے ہوئے آفیسرز پر بری طرح سے گرج رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے تو سوپر فیاض چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"عمران۔ غضب ہو گیا"...... سوپر فیاض نے عمران کی طرف

بڑھتے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"سر قاسم جلال کا قتل پہلے ہی کسی غضب سے کم نہیں تھا اب دوسرا کون سا غضب ہو گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ وہ۔ وہ۔ سر قاسم جلال کی لاش"...... سوپر فیاض نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سر قاسم جلال کی لاش۔ کیا ہوا ان کی لاش کو۔ کیا وہ بھوت بن کر اٹھ کر بیٹھ گئی ہے جو تم اس قدر بوکھلائے ہوئے دکھائی دے رہے ہو"...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"نن نن۔ نہیں۔ یہ بات نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تو پھر"...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"کمرے سے سر قاسم جلال کی لاش غائب ہو گئی ہے"...... سوپر فیاض نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

"کیا کہا۔ سر قاسم جلال کی لاش غائب ہو گئی ہے۔ لیکن کیسے اور کہاں غائب ہوئی ہے لاش"...... عمران نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں نے اس کمرے سے، جس میں سر قاسم جلال کی لاش تھی سب کو نکال کر بند کرا دیا تھا اور دروازے کے

باہر دو سپاہیوں کو تعینات کر دیا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر قبل ایمبولینس آئی تو میں سر قاسم جلال کی لاش اپنی نگرانی میں اٹھانے کے لئے ایمبولینس کے افراد کے ساتھ اندر گیا تو وہاں سے سر قاسم جلال کی لاش غائب تھی''...... سوپر فیاض نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض کے ساتھ تیز تیز چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سر قاسم جلال کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ممبران بھی اس کے ساتھ ہو لئے۔ جب وہ کمرے کے پاس پہنچے تو انہیں کمرے سے باہر دو مسلح افراد کھڑے دکھائی دیئے۔ وہ دونوں بھی بے حد پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ صوفے پر سے واقعی سر قاسم جلال کی لاش غائب تھی۔ عمران کی نظریں تیزی سے کمرے کا جائزہ لینے لگیں اور پھر اس کی نظریں سائیڈ میں موجود ایک کھڑکی پر جم گئیں۔

''یہ کھڑکی کس نے کھولی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پتہ نہیں''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران تیزی سے کھلی کھڑکی کی طرف بڑھا اور پھر وہ اس کھڑکی کا بغور جائزہ لینے لگا۔ کھڑکی عمارت کی عقبی راہداری کی طرف کھلتی تھی۔ عمران نے کھڑکی سے سر نکال کر باہر دیکھا تو اسے باہر راہداری خالی دکھائی دی۔

''کیا مطلب۔ یہاں سیکورٹی کا کوئی اہلکار کیوں دکھائی نہیں

دے رہا ہے''...... عمران نے پلٹ کر سوپر فیاض کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہاں سیکورٹی نہیں رکھی تھی''...... سوپر فیاض نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیوں۔ وجہ''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''جب میں پہلی بار یہاں آیا تھا تو میں نے کمرے کی پائیں باغ والی کھڑکی کو چھوڑ کر باقی تمام کھڑکیاں خود بند کر کے انہیں لاکڈ کر دیا تھا۔ ان کھڑکیوں کے لاک چونکہ اندر سے ہی کھولے اور بند کئے جا سکتے تھے اس لئے میں نے کھڑکیوں پر سیکورٹی رکھنی مناسب نہیں سمجھا تھا''...... سوپر فیاض نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

''اگر یہ کھڑکی اندر سے لاک تھی تو اب کیسے کھل گئی''...... عمران نے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... سوپر فیاض نے بے بسی سے کہا۔

''تم نہیں جانتے تو کون جانتا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران پلیز۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ سر قاسم جلال ایک تو ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور اوپر سے اب ان کی لاش بھی غائب ہو گئی ہے۔ میری جان تو ویسے ہی عذاب میں آ گئی ہے۔ میری سمجھ

میں نہیں آ رہا کہ میں اوپر والوں کو اب کیا جواب دوں گا“۔ سوپر فیاض نے عمران کو غصے میں دیکھ احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تمہاری ذمہ داری تھی قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سوپر فیاض کہ تم سر قاسم جلال کی لاش کی حفاظت کا مناسب بندوبست کرتے۔ تم سے کس نے کہا تھا کہ سر قاسم جلال کی لاش کمرے میں چھوڑ کر کمرے کا دروازہ بند کر دو“...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا میں لاش کے پاس خود کھڑا رہتا۔ جب سر قاسم جلال ہلاک ہو چکے تھے تو پھر ان کی لاش کی حفاظت کی کیا تک بنتی تھی“...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”کیوں تک کیوں نہیں بنتی تھی۔ انہیں ہلاک کرنے والا ان کی لاش غائب بھی تو کر سکتا تھا اور دیکھ لو اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ اب یہ سب تمہیں خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں تمہاری میں کوئی مدد نہیں کروں گا اور اگر تمہیں اپنی وردی اور جان پیاری ہے تو جاؤ اور جا کر سر قاسم جلال کی لاش تلاش کرو۔ اگر وہ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اپنے کورٹ مارشل کے لئے تیار رہنا“...... عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی باتیں سن کر سوپر فیاض کا رنگ اُڑتا چلا گیا۔ وہ عمران کی جانب ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی ہونے کا مطلب ہے کہ سر قاسم

جلال کی لاش یہیں سے لے جائی گئی ہے لیکن ان کی لاش کو یہاں سے لے کر کون جا سکتا ہے اور کیوں“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تا کہ ان کی لاش کا پوسٹ مارٹم نہ کرایا جا سکے اور اس بات کا پتہ نہ چل سکے کہ سر قاسم جلال کو کس زہر سے ہلاک کیا گیا ہے“۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ تو تم نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ انہیں کس زہر سے ہلاک کیا گیا ہے۔ کیا نام تھا اس زہر کا۔ ہاں یاد آیا۔ کالسومی زہر جس کے بارے میں تم نے بتایا تھا کہ یہ کسی مخصوص افریقی کالسومی نامی مکڑی کا زہر ہوتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”قانون زبانی باتوں کو نہیں مانتا مس جولیانا فٹز واٹر۔ اپنی بات ثابت کرنے کے لئے قانون کو ٹھوس ثبوتوں کی ضرورت پڑتی ہے“۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ڈاکٹر حشمت نے جس شیشی سے سرنج میں زہر بھر کر سر قاسم جلال کو لگایا تھا وہ شیشی تو تمہارے پاس محفوظ ہے۔ اس شیشی سے زہر کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور اگر اس شیشی سے فنگر پرنٹس اٹھا لئے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ اس سے قاتل کی انگلیوں کے نشان بھی مل جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”وہ شیشی اور سرنج میں نے سوپر فیاض کو دی تھی تا کہ ان کی فرانسک لیبارٹری میں چیکنگ کرائی جا سکے اور میرا خیال ہے کہ سوپر

فیاض نے شیشی اور سرنج اب تک بھیج دی ہو گی''...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''نہیں۔ ابھی مجھے اس کا موقع نہیں مل سکا ہے۔ سرنج اور انجکشن کی شیشی میرے پاس محفوظ ہے اور......'' سوپر فیاض کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے سرنج اور شیشی کے بارے میں بتاتے ہوئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا جیسے وہ سرنج اور شیشی نکال کر عمران کو دکھانا چاہتا ہو لیکن پھر اس کا ہاتھ جیسے اس کی جیب سے ہی چپک کر رہ گیا تھا۔

''کیا ہوا۔ بولتے بولتے تم گونگے کیوں ہو گئے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ وہ''...... سوپر فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پریشانی کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے اپنی تمام جیبوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے پریشانی کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ اس کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا تھا۔

''لگتا ہے سوپر فیاض سرنج اور زہر کی شیشی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہوا ہے تو پھر سر قاسم جلال کی لاش غائب ہونے کی وجہ سے جو پھندہ پہلے سے ہی سوپر فیاض کی گردن میں پڑا ہوا تھا وہ اور تنگ ہو جائے گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ میں کیا کروں۔ میں نے دونوں چیزیں انتہائی احتیاط

سے اپنی جیب میں رکھی تھیں''...... سوپر فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اگر اتنی ہی احتیاط برتی تھی تو پھر کہاں گئی سرنج اور کہاں گئی زہریلے انجکشن والی شیشی''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''شاید بھاگ دوڑ میں دونوں چیزیں کہیں گر گئیں ہیں۔ میں ابھی تلاش کر کے لاتا ہوں''...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ بھاگتے ہوئے انداز میں کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''یہ سب آخر ہو کیا رہا ہے۔ ایک تو ہمیں پہلے ہی قاتل کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ اب یہاں سے سر قاسم جلال کی لاش بھی غائب ہو گئی ہے اور سوپر فیاض کی جیب سے سرنج اور زہریلے انجکشن والی شیشی بھی غائب ہے۔ کون کر رہا ہے یہ سب''...... جولیا نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے قاتل ابھی اسی رہائش گاہ میں موجود ہے اور وہ ہمیں مسلسل الجھائے رکھنے کے لئے یہ گیم کھیل رہا ہے''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ ہے کہاں اور کس روپ میں ہے۔ ہم نے ہر ایک کو چیک کر لیا ہے۔ اگر یہاں کوئی میک اپ میں ہوتا تو اب تک وہ ہماری گرفت میں ہوتا۔ اور مجھے تو اس بات پر شدید حیرت ہو رہی ہے کہ سوائے رہائشی حصے کے باہر ہر طرف مسلح افراد موجود ہیں اور

ہم بھی یہیں پر ہیں۔ اس کے باوجود سر قاسم جلال کی لاش غائب ہوگئی ہے جیسے سر قاسم جلال کی لاش خود ہی چل کر کہیں روپوش ہو گئی ہو“...... صفدر نے بھی پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آپ کیا کہتے ہی عمران صاحب۔ آخر سر قاسم جلال کی لاش یہاں سے کیسے غائب ہو سکتی ہے“...... کیپٹن شکیل نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو تم سب کے ساتھ ہی تھا“۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ جولیا آگے بڑھی اور اس نے غور سے کھڑکی اور اس کے اردگرد دیکھنا شروع کر دیا۔

”یہاں بھی ایسا کوئی نشان نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ سر قاسم جلال کی لاش اس کھڑکی سے ہی نکال کر لے جائی گئی ہے“۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”پہلے تو یہ چیک کرنا پڑے گا کہ اس کھڑکی کا لاک جو اندر تھا کھولا کس نے تھا“...... صفدر نے کہا اور پھر وہ آگے آ کر غور سے کھڑکی کا لاک چیک کرنے لگا۔

”لاک تو مضبوط ہے۔ اسے توڑا نہیں بلکہ باقاعدہ کھولا گیا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”باہر راہداری میں چلو اور ہر جگہ کا باریک بینی سے معائنہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہاں ہمیں کچھ مل جائے“...... جولیا نے خالصتاً سراغ رساں جیسے انداز میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور کھڑکی

سے دوسری طرف کود گیا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل اور تنویر بھی کھڑکی سے کود کر دوسری طرف موجود راہداری میں آ گئے۔ آخر میں جولیا اس طرف پہنچی۔

”کیا تم نہیں آؤ گے“...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو ابھی تک کمرے میں ہی موجود تھا۔

”نہیں۔ تم اس طرف چیک کرو۔ میں اس کمرے کو دیکھتا ہوں“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جولیا کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو جولیا نے چونک کر جیکٹ کی جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کے ڈسپلے پر ایکسٹو کا کوڈ دیکھ کر وہ چونک پڑی۔ ابھی سیل فون کی دو تین گھنٹیاں ہی بجی ہوں گی کہ اچانک جولیا کا سیل فون آف ہو گیا۔

”اوہ۔ سیل فون کی بیٹری ڈاؤن تھی۔ یہ آف ہو گیا ہے۔ اب میں کیا کروں“...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”میرے سیل فون سے بات کر لو“...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”چیف نے اگر یہاں کی رپورٹ مانگی تو میں کیا رپورٹ دوں گی اسے“...... جولیا نے عمران سے سیل فون لیتے ہوئے کہا۔

”جو سچ ہے وہ بتا دینا۔ اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور چیف کو کال کرنے میں مصروف ہو گئی اور عمران ایک بار پھر باریک

بینی سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ وہ خاص طور پر اس جگہ کا جائزہ لے رہا تھا جہاں صوفے پر سر قاسم جلال کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

''یہ اپنا سیل فون لے لو۔ میں نے چیف کو رپورٹ دے دی ہے''...... جولیا نے کہا جو کھڑکی کی دوسری طرف کھڑی تھی تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور اس نے جولیا سے اپنا سیل فون لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''کیا کہا ہے چیف نے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف نے رپورٹ مانگی تھی تو میں نے انہیں ساری بات بتا دی ہے۔ یہ سن کر چیف کو بھی بے حد تشویش ہو رہی ہے کہ اتنی سیکورٹی کے باوجود سر قاسم جلال کی لاش کہاں اور کیسے غائب ہوئی ہے۔ چیف نے حکم دیا ہے کہ ہم سر قاسم جلال کی لاش ہر صورت میں تلاش کریں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لاش اگر اس رہائش گاہ میں ہوئی تو ضرور مل جائے گی''۔ عمران نے کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا مطلب۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ لاش کو رہائش گاہ سے باہر لے جایا گیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس قدر سیکورٹی اور ہمارے ہونے کے باوجود اگر کوئی کمرۂ واردات تک پہنچ سکتا ہے تو پھر وہ لاش یہاں سے باہر بھی نکال کر لے جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ اگر کوئی باہر سے آیا تھا تو پھر وہ کسی کو نظر کیوں نہیں آیا''...... جولیا نے کہا۔

''ہو سکتا ہے اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہو۔ وہ غیبی حالت میں یہاں آیا ہو اور غیبی حالت میں ہی سر قاسم جلال کی لاش اٹھا کر یہاں سے لے گیا ہو''...... عمران نے کہا تو جولیا اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔

''اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ویسے ہی''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''مجھے تو اس کمرے سے کچھ نہیں ملا ہے۔ تم یہاں اپنے طور پر کوشش کرو تب تک میں سر قاسم جلال کے آفس میں جا کر چیکنگ کرتا ہوں۔ نجانے کیوں یہ کیس سلجھنے کی بجائے مسلسل الجھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ ابھی تک اس کیس کا کوئی سر پیر ہی سامنے نہیں آ رہا ہے کہ سر قاسم جلال کو کس نے اور کیوں ہلاک کیا ہے''...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''تم سے ایک بات پوچھوں''...... جولیا نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پوچھو''...... عمران نے کہا۔

''قتل کے اس کیس میں تم اس قدر دلچسپی کیوں لے رہے ہو اور کیا یہ کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ اختیار میں آتا ہے''...... جولیا

نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اور نہ ہی اس کیس پر سیکرٹ سروس کام کرنے کی پابند ہے۔ اس کیس کی تحقیقات یا تو مقامی پولیس کا کام ہے یا پھر سنٹرل انٹیلی جنس کا لیکن سر قاسم جلال چونکہ سیکرٹری داخلہ تھے اور سیکرٹری داخلہ کا تعلق اعلیٰ منصب سے تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ سر قاسم جلال، پاکیشیا کے صدر کے داماد اور سر سلطان کے دوست تھے اس لئے سر سلطان نے خاص طور پر چیف سے استدعا کی تھی کہ وہ ہمیں سر قاسم جلال کی حفاظت کے لئے بھیج دیں اور چونکہ سر قاسم جلال کو قتل کی دھمکی ایک بین الاقوامی مجرم سی گال کی طرف سے دی گئی تھی اس لئے میں بھی اس کیس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا اور پھر جو کچھ ہوا ہے ہماری موجودگی میں ہوا ہے اور میں قاتل کی دیدہ دلیری اور اس کی منصوبہ بندی سے حیران ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ سر قاسم جلال کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی چیلنج کر رہا ہے کہ ہم اس تک نہیں پہنچ سکیں گے اس لئے میں اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا ہوں۔ اگر تمہیں میری یہ سنجیدگی کھٹک رہی ہے تو بتا دو اور اگر تم اس کیس میں دلچسپی نہیں لینا چاہتی تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ سوپر فیاض یہاں موجود ہے وہ خود ہی اس کیس کی تحقیقات کرتا رہے گا اور اب جبکہ سر قاسم جلال کی لاش بھی غائب ہو چکی ہے تو

اس کا جوابدہ بھی سوپر فیاض ہو گا ہم نہیں“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ کیس ہمارے لئے بھی چیلنجنگ حیثیت اختیار کر گیا ہے اس لئے جب تک ہم اصل قاتل تک نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک ہم یہاں سے نہیں جائیں گے اور اصل قاتل کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں کچھ بھی کرنا پڑا ہم کریں گے“۔ جولیا نے پختہ لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ پھر تم اپنا کام کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔ دیکھتے ہیں کہ قاتل ہم سے کب تک چھپتا ہے اور کہاں تک بھاگتا ہے“۔ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جولیا کو چند ہدایات دیں اور اپنے جانے کا بتایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران کے جانے کے بعد جولیا نے سر جھٹکا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گئی جو راہداری کی چیکنگ کر رہے تھے۔

''کچھ ملا''...... جولیا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ قاتل واقعی بہت چالاک ہے۔ وہ اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑ رہا ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ راہداری باہر لان کی طرف جاتی تھی جہاں چھت پر جانے کے لئے زینہ بنا ہوا تھا۔

''یہ راہداری تو اس زینے کی طرف جا رہی ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہم نے بھی جب اندھیرے میں قاتل کا تعاقب کیا تھا تو اس کے قدموں کی آوازیں سن کر ہم اسی طرف آئے تھے اور ہم یہی

سمجھے تھے کہ وہ چھت پر گیا ہے لیکن عمران صاحب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قاتل نہ تو زینے چڑھا تھا اور نہ چھت پر گیا تھا۔ اس نے یہیں کہیں کھڑے ہو کر اپنے پیر زمین پر اس انداز میں مارے تھے جیسے وہ زینے چڑھ رہا ہو اور ہم اس کے ڈاج میں آ کر چھت پر چلے گئے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اور قاتل نیچے سے ہی کسی اور طرف نکل گیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے صفدر کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن وہ گیا کس طرف تھا۔ ایک راستہ تو اس راہداری کی طرف جاتا ہے جہاں سے ہم اس طرف آئے ہیں اور دوسرا راستہ لان میں ہے۔ اور یہاں اس وقت کوئی سیکورٹی والا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اگر قاتل سر قاسم جلال کی لاش لے کر اس طرف آیا تھا تو وہ لان سے آگے نہیں جا سکتا تھا کیونکہ آگے بہت سے افراد موجود ہیں اور یہاں تیز روشنی بھی ہے جس کی وجہ سے وہ آسانی سے کسی کی بھی نظروں میں آ سکتا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''پھر وہ لاش لے کر کس طرف جا سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور فرش کو غور سے دیکھنا شروع ہو گئی۔ زینوں کے پاس چونکہ کھلا لان تھا اس لئے وہاں ہوا سے تھوڑی بہت گرد اکٹھی ہو جاتی تھی۔ فرش پر پڑی ہوئی گرد پر قدموں کے چند نشان دکھائی دے رہے تھے۔ جولیا جھک کر ان نشانات کو غور سے دیکھنا شروع ہو گئی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ ہم میں سے کسی کے قدموں کے نشان ہو ہیں"...... جولیا نے کہا تو وہ سب آگے بڑھ کر غور سے قدموں کے ان نشانات کی طرف دیکھنے لگے جو فرش کی گرد پر دکھائی دے رہے تھے۔

"جی ہاں۔ یہ ہم میں سے کسی کے جوتوں کے نشان نہیں ہیں"......صفدر نے جواب دیا۔

"قدموں کے نشان قدرے دبے ہوئے ہیں۔ جبکہ اسی طرف تمہارے قدموں کے نشانات اس قدر دبے ہوئے نہیں بن رہے اور یہ نشان عام آدمیوں کے قدموں کے نشانوں سے کافی بڑے بھی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اس طرف آنے والے آدمی کا قد کاٹھ کافی بڑا تھا اور اس کے پیر بھی عام انسانوں سے بڑے تھے اور اس نے سر قاسم جلال کی لاش اٹھا رکھی تھی اس لئے یہاں اس کے پیروں کے نشان سے زیادہ دباؤ آ گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ نشان جا کس طرف رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"نشان تو زینوں کی طرف ہی جاتے دکھائی دے رہے ہیں۔ دیکھو شاید ایسے اور نشان بھی دکھائی دے جائیں"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ فرش پر بڑے اور دبے ہوئے قدموں کے نشانات چیک کرنا شروع ہو گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... اچانک صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ صفدر زینوں کی سائیڈ کی دیوار کے پاس کھڑا تھا اور نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا جیسے اسے دیوار کے پاس کچھ دکھائی دیا ہو۔ وہ سب تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

"کیا ہوا۔ کچھ دکھائی دیا ہے تمہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ بڑے اور بھاری قدموں کے دو نشان اس دیوار کی جڑ کے پاس بھی موجود ہیں۔ جیسے وہ شخص اس دیوار کے پاس آ کر کھڑا ہوا ہو اور پھر......" صفدر کہتے کہتے رک گیا۔

"اور پھر۔ اور پھر کیا"......تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور پھر وہ اس دیوار میں سما گیا ہو"......صفدر نے اپنی بات پوری کرتے ہوئے کہا تو وہ سب بری طرح سے چونک پڑے اور غور سے دیوار کی جڑ کے پاس بنے ہوئے قدموں کے نشان دیکھنے لگے۔

"ہونہہ۔ تو عمران کی یہ بات غلط ہے کہ اس عمارت میں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب نے ہمارے ساتھ عمارت کے ہر حصے کو چیک کیا تھا لیکن شاید ان کے بھی گمان میں نہیں ہو گا کہ چھت پر جانے والے زینے کے پاس کوئی خفیہ راستہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے شاید انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی اور یہاں موجود قدموں

کے نشان ثابت کر رہے ہیں کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور کوئی خفیہ راستہ موجود ہے''...... صفدر نے عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

''اگر یہاں خفیہ راستہ ہے تو پھر اسے کھولنے کا بھی کوئی نہ کوئی خفیہ بٹن یہاں ضرور ہوگا۔ تلاش کرو اسے۔ ایک بار یہ راستہ کھل جائے تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قاتل کس طرح سے ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکلتا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ مخصوص انداز میں دیوار پر پھیرنے شروع کر دیئے۔ پھر اچانک اس کا ایک ہاتھ ایک ابھری ہوئی جگہ پر پڑا تو اس نے اس ابھری ہوئی جگہ کو ہتھیلی سے پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے ابھری ہوئی جگہ پریس کی اسی لمحے بغیر کسی آواز کے ان کے سامنے دیوار میں ایک دروازے جیسا خلاء بنتا چلا گیا۔ خلاء دیکھ کر وہ سب حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ خلاء کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''تو ہم نے اندھیرے میں قاتل کے قدموں کی جو آوازیں سنی تھیں وہ زینے چڑھنے کی نہیں بلکہ زینے اترنے کی تھیں''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ اسی طرف آیا تھا اور اس نے یہ راستہ کھولا تھا اور تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا تھا اور ہم یہی سمجھے تھے کہ وہ سیڑھیاں چڑھ رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب ہمیں احتیاط سے نیچے جانا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قاتل ابھی نیچے ہی موجود ہو''...... صفدر نے کہا۔

''نیچے اندھیرا ہے۔ ہمیں نیچے جانے سے پہلے اسلحہ اور روشنی کا بندوبست کرنا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''میں سوپر فیاض سے پوچھتا ہوں۔ اس کے آدمیوں کے پاس یقیناً ٹارچیں ہوں گی اور اسلحہ بھی ہمیں ان سے ہی مل جائے گا''۔ صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ۔ ہم یہیں رکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے دیوار خود بخود برابر ہو گئی اور ان کے سامنے ایک بار پھر سپاٹ دیوار آ گئی۔

''یہ کیا ہوا''...... تنویر نے کہا۔

''آٹو میٹک دروازہ تھا جو خود بخود بند ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم جاؤ اور جلدی واپس آؤ''...... جولیا نے صفدر سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیز تیز چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''عمران صاحب کہاں ہیں۔ وہ نہیں آئے اس طرف''۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ سر قاسم جلال کا آفس چیک کرنے گیا ہے''۔ جولیا نے جواب دیا۔

"رات کے اس وقت۔ رات کے ڈھائی بج رہے ہیں اس وقت اسے کون سا آفس کھلا ملے گا"...... تنویر نے ریسٹ واچ دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے دن اور رات کوئی معنی نہیں رکھتے۔ وہ کبھی بھی اور کہیں بھی جا سکتا ہے اور کسی کے آفس میں جانا اس کے لئے کیا مشکل ہوسکتا ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو تنویر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں صفدر چار مشین پسٹل اور چار ہیوی ٹارچیں لے کر واپس آ گیا اور اس نے ایک ایک گن اور ایک ایک ٹارچ انہیں دے دی۔

"کیا تمہیں یہ سب سوپر فیاض نے آسانی سے دے دیں ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ فورس کے ساتھ ایک انسپکٹر بھی ہے۔ انسپکٹر سرفراز۔ وہ میرا دوست ہے اور اسے معلوم ہے کہ میرا تعلق کسی خفیہ ادارے سے ہے اس لئے میں نے اس سے یہ سب چیزیں لی ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"پھر سے کھولو دروازہ"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے دیوار کے اسی ابھار پر ہاتھ رکھا اور اسے اندر کی طرف پریس کر دیا۔ ابھار پریس ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر کھل گیا۔

"پہلے میں نیچے جاؤں گی۔ تم میرے پیچھے آ جانا"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھی اور ایک ہاتھ میں مشین پسٹل اور

دوسرے ہاتھ میں ٹارچ روشن کر کے سیڑھیاں اترنا شروع ہو گئی۔ صفدر اور تنویر کی نظریں سیڑھیوں کے نیچے اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ان دونوں نے بھی ٹارچیں آن کر کے ان کی روشنی نیچے ڈالنی شروع کر دی تھی تاکہ سیڑھیوں کے اردگرد کوئی موجود ہو تو وہ آسانی سے انہیں دکھائی دے سکے۔

جولیا جب تین چار سیڑھیاں اتر کر نیچے گئی تو اس کے پیچھے تنویر بھی سیڑھیاں اتر گیا پھر صفدر اور پھر کیپٹن شکیل بھی فوراً سیڑھیوں پر آ گیا کیونکہ کسی بھی لمحے دروازہ آٹو میٹک طریقے سے بند ہوسکتا تھا۔ اور پھر یہی ہوا۔ جیسے ہی کیپٹن شکیل سیڑھیوں پر آیا اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ تہہ خانہ زیادہ چوڑا تو نہیں تھا لیکن کسی سرنگ کی طرح دور تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ احتیاط سے ادھر ادھر روشنی ڈالتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ آگے بڑھتے ہوئے وہ فرش پر بھی روشنی ڈال کر دیکھ رہے تھے تاکہ اگر قاتل نے وہاں کوئی کلیو چھوڑا ہو تو وہ انہیں دکھائی دے سکے۔ انہیں فرش پر ویسے ہی قدموں کے نشان دکھائی دے رہے تھے جیسے انہوں نے باہر دیوار کے پاس دیکھے تھے جو عام انسانوں کے قدموں سے کافی بڑے اور گہرے تھے۔

"یہ تو کوئی سرنگ معلوم ہو رہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ قاتل اسی راستے سے آتا جاتا رہا ہے"...... تنویر نے

کہا۔ ٹارچوں کی روشنی کی وجہ سے انہیں سرنگ دور دور تک دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی جس سے انہیں اس بات کا صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ پندرہ منٹ تک آگے بڑھنے کے بعد انہیں سرنگ ختم ہوتی دکھائی دی۔ ان کے سامنے پھر سیڑھیاں تھیں جو اوپر ایک سپاٹ دیوار کی طرف جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں دیوار کے بالکل سنٹر میں تھیں اس کے دائیں بائیں ٹھوس دیوار تھی۔

''شاید یہ سرنگ سے نکلنے کا راستہ ہے''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ سیڑھیوں کے دائیں طرف دیوار کے پاس آ گیا اور اس دیوار پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ یہ دیکھ کر تنویر دوسری سائیڈ کی دیوار کے پاس آ گیا اور وہ بھی صفدر کے انداز میں دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے سیڑھیوں کے اوپر انہیں ایک اور دروازہ کھلتا دکھائی دیا۔ دروازہ کھلتے ہی جولیا اور کیپٹن شکیل جو سیڑھیوں کے بالکل سامنے تھے فوراً احتیاط کے پیش نظر سائیڈ میں ہو گئے۔ انہیں اوپر کھلا آسمان دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحے وہ سیڑھیوں کی سائیڈوں سے سر نکالے اوپر دیکھتے رہے پھر جولیا سیڑھیاں کی طرف آئی اور اس نے سیڑھیاں چڑھنی شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ دروازے کے پاس تھی۔ اس نے احتیاط سے باہر جھانکا پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں دروازے سے باہر نکل گئی۔

''آ جاؤ۔ یہاں کوئی نہیں ہے''...... جولیا نے اوپر سے کہا تو وہ تینوں تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے اور پھر دروازے سے نکلتے چلے گئے اور یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کہ وہ ایک خالی پلاٹ میں موجود تھے۔ اس پلاٹ میں بھی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں جو کافی بڑی بڑی تھیں اور پلاٹ کو چاروں اطراف اونچی اونچی دیواریں بنا کر بند کر دیا گیا تھا۔ ایک دیوار میں ایک بڑا سا لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا جو بند تھا۔

سرنگ کے دروازے سے لے کر سامنے دیوار کے دروازے تک جھاڑیاں کٹی ہوئی تھیں۔ انہیں باقاعدہ کسی تیز دھار آلے سے کاٹ کر دروازے تک جانے کا راستہ بنایا گیا تھا۔ وہ سب تیز تیز چلتے ہوئے دوسرے دروازے کے پاس آ گئے۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ آسانی سے باہر کی طرف کھلتا چلا گیا جسے باہر سے بند نہیں کیا گیا تھا۔

دروازے کی دوسری طرف ایک کچی سڑک تھی جو خالی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سب باہر آ گئے اور پھر ان کی نظریں دروازے کے سامنے کچی سڑک پر جم گئیں جہاں کسی گاڑی کے ٹائروں کے نشانات صاف دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ تو کسی لیموسین کار کے ٹائر کے نشان لگ رہے ہیں۔ بڑی اور فور سلنڈر والی لیموسین کار کے''...... صفدر نے ان نشانات کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ قاتل شاید اسی کار میں آیا تھا اور وہ اس خفیہ راستے سے سرنگ میں داخل ہو کر چھپ گیا تھا۔ اس نے پہلے سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کے منصوبے پر عمل کیا اور پھر وہ واپس سرنگ میں جا کر چھپ گیا اور پھر موقع ملتے ہی وہ دوبارہ سرنگ سے نکلا اور کمرے سے سر قاسم جلال کی لاش نکال کر پھر سرنگ میں آیا اور پھر وہ اس راستے سے نکل کر یہاں آ گیا اور سر قاسم جلال کی لاش اپنی گاڑی میں ڈال کر لے گیا“...... کیپٹن شکیل نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

”جب قاتل سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا تو پھر اسے یہاں سے ان کی لاش لے جانے کی کیا ضرورت تھی“۔ تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

”اس بات کا عمران صاحب نے جواب دیا تو تھا“...... صفدر نے کہا۔

”کیا جواب دیا تھا اس نے“...... تنویر نے پوچھا۔

”اگر سر قاسم جلال کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا جاتا تو اس بات کا پتہ چل جاتا کہ انہیں کس زہر سے ہلاک کیا گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ قاتل کو اس بات کا ڈر ہو کہ اگر ہمیں اس زہر کا علم ہو گیا تو ہم اس تک پہنچ جائیں گے اس ڈر سے اس نے نہ صرف سر قاسم جلال کی لاش غائب کر دی بلکہ سوپر فیاض کی جیب سے زہریلے انجکشن والی شیشی اور سرنج بھی نکال لی تا کہ اس کے خلاف کوئی بھی

ثبوت باقی نہ رہے اور ہم اس کی تلاش میں دیواروں سے سر ٹکراتے رہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ذرا گاڑی کے ان نشانات کو غور سے دیکھو۔ کیا تمہیں ایسا نہیں لگتا جیسے یہ نشان ہم پہلے بھی کہیں دیکھ چکے ہیں“...... اچانک جولیا نے کہا تو وہ سب جولیا کی طرف متوجہ ہو گئے جو سڑک پر بیٹھی غور سے ٹائروں کے نشانات دیکھ رہی تھی۔ وہ سب آگے بڑھے اور پھر انہوں نے بھی غور سے گاڑی کے نشانات دیکھنا شروع کر دیئے۔ اسی لمحے جولیا کی نظر اس پلاٹ کے دروازے کی دہلیز پر پڑی ہوئی ایک چیز پر پڑی جس سے وہ باہر نکلے تھے۔ جولیا تیزی سے اٹھی اور اس نے آگے بڑھ کر وہ چیز اٹھا لی۔ وہ چیز سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا سا نگینہ تھا۔ نگینے پر کراس کا نشان بنا ہوا تھا۔

”یہ کیا ہے“...... صفدر نے جولیا کے قریب آ کر کہا تو جولیا نے سیاہ نگینہ اس کی طرف کر دیا۔

”سیاہ نگینہ اور اس پر کراس کا نشان۔ یہ نگینہ تو میں نے کہیں دیکھا ہوا ہے“...... صفدر نے کہا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ان کے قریب آ گئے اور انہوں نے بھی اس نگینے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”میں نے بھی یہ نگینہ کہیں دیکھا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اور میں نے بھی لیکن یاد نہیں آ رہا کہ کہاں“...... تنویر نے کہا۔

”یہ کسی کی انگوٹھی کا نگینہ ہے اور جیسا کہ ہمیں قدموں کے نشانات سے اندازہ ہو رہا ہے کہ قاتل بھاری جثے والا آدمی ہے جبکہ پلاٹ کا دروازہ قدرے تنگ اور چھوٹا ہے اس لئے شاید وہ بھاری جثے والا شخص پھنستا ہوا اس دروازے سے نکلا ہو گا اور اس کے ہاتھ کی انگلی میں موجود انگوٹھی سے دروازے کی کوئی سائیڈ لگنے سے نگینہ نکل گیا ہو گا“......صفدر نے کہا۔

”یہ اس کیس کا پہلا کلیو ہے جو ہمیں ملا ہے اور کلیو بھی ایسا جو ہم چاروں کا دیکھا دیکھا سا محسوس ہو رہا ہے“......کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہ صرف یہ نگینہ بلکہ سڑک پر فور سلنڈر والی کار کے ٹائر کے جو نشان ہیں وہ بھی کچھ جانے پہچانے سے دکھائی دے رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر وہ کون ہے جسے ہم جانتے ہیں اور وہ سر قاسم جلال کا قاتل بھی ہے“......کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم صرف اس نگینے پر توجہ دے رہے ہو۔ اگر نگینے پر بنے ہوئے کراس کے مخصوص نشان کو دیکھو تو تمہیں فوراً یاد آ جائے گا کہ یہ نگینہ تم نے کس کی انگوٹھی پر دیکھا تھا اور وہ کار کس کی ہے جس کے یہاں ٹائروں کے نشان موجود ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اوہ۔ لگتا ہے آپ کو یاد آ گیا ہے کہ یہ نگینہ کس کا ہے اور لیموسین کار میں یہاں کون آیا تھا“......صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ وہ کون ہے لیکن وہ سر قاسم جلال کا قاتل ہو گا یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ اس کی سر قاسم جلال سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے جو اس نے سر قاسم جلال کو ان کی رہائش گاہ میں اور باقاعدہ پلاننگ کر کے ہلاک کیا ہے“۔ جولیا نے کہا۔

”لیکن وہ ہے کون۔ کیا آپ ہمیں اس کا نام بتائیں گی“۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ اگر وہ واقعی قاتل ہے تو پھر ہمیں پہلے اس کے بارے میں ٹھوس ثبوت حاصل کرنے ہوں گے اور یہ بھی جاننے کی کوشش کرنی ہو گی کہ اس نے آخر سر قاسم جلال کا قتل کیوں کیا ہے“......جولیا نے کہا تو وہ تینوں حیرت سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے جس کے چہرے پر سپاٹ پن تھا لیکن اس کی آنکھوں میں انتہائی حیرانی اور بے چینی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

”اس کے خلاف ٹھوس ثبوت ہمیں کہاں سے ملیں گے اور وہ ٹھوس ثبوت ہوں گے کیا“......صفدر نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”ایک سر قاسم جلال کی لاش جو وہ اپنے ساتھ لے گیا ہے اور دوسرا زہریلے انجکشن والی شیشی اور سرنج جو اس نے سوپر فیاض کی جیب سے پار کی تھی“...... جولیا نے کہا۔

''اور یہ چیزیں اب ہمیں کہاں ملیں گی''...... تنویر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''اس کے لئے تم سب کو میرے ساتھ چلنا ہو گا اور مجھ سے کوئی سوال پوچھے بغیر میری ہدایات پر عمل کرنا ہو گا۔ بولو۔ دو گے میرا ساتھ''...... جولیا نے پوچھا۔

''ضرور کیوں نہیں۔ اب تو ہم بھی یہ جاننے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں کہ آخر وہ قاتل ہے کون جس نے ہمیں اس کیس میں قدم قدم پر ڈاج دینے کی کوشش کی ہے اور کسی طرح ہمیں اپنے خلاف کوئی کلیو ہی ہاتھ نہیں آنے دے رہا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''تو آؤ واپس سر قاسم جلال کی رہائش گاہ چلتے ہیں اور اپنی کاریں لے کر سیدھے وہاں پہنچتے ہیں جہاں قاتل اور سر قاسم جلال کی لاش موجود ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد پراسرار تھا جسے دیکھ کر وہ تینوں واقعی تجسس میں مبتلا ہو گئے تھے کہ آخر قاتل کون ہو سکتا ہے جس کے بارے میں جولیا کو علم ہو گیا ہے اور وہ ابھی تک اس کا ذہن میں تصور تک نہیں لا سکے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ چلیں۔ ہم آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ وعدہ کرو جب تک ساری حقیقت میں خود نہ بتاؤں تم مجھ سے کوئی سوال نہیں پوچھو گے کہ میں کیا کر رہی ہوں اور تم سب

کو کہاں لے جا رہی ہوں''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا یہ ضروری ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ بہت ضروری ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم آپ سے اس وقت تک کچھ نہیں پوچھیں گے جب تک آپ خود ہمیں ساری حقیقت نہیں بتا دیتیں''...... کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ یہ تو بتا سکتی ہیں کہ آپ ہمیں لے کر کہاں جا رہی ہیں''...... صفدر نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں یہ بتا سکتی ہوں لیکن اس کے بعد کوئی سوال نہیں ہونا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے منظور ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اور مجھے بھی''...... تنویر نے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر سنو ہمیں قاتل کے پیچھے رانا ہاؤس جانا ہے''۔ جولیا نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا اور اس کے منہ سے رانا ہاؤس کا نام سن کر وہ تینوں بری طرح سے اچھل پڑے۔

''رانا ہاؤس۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ قاتل کا رانا ہاؤس سے کیا تعلق''...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نو سوال''...... جولیا نے مسکرا کر کہا تو صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل اور تنویر کے چہروں پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے جولیا نے رانا

ہاؤس کا نام لے کر انہیں انتہائی حیرت زدہ کر دیا ہو۔ پھر اچانک کیپٹن شکیل اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ کراس کے نشان والا سیاہ نگینہ کس کی انگوٹھی کا ہے اور ٹائروں کے یہ نشان کس کی کار کے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے بھی پتہ چل گیا ہے''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سمجھ تو میں بھی گیا ہوں لیکن یہ شخص سر قاسم جلال کا قاتل ہو سکتا ہے یہ بات مجھے کچھ ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ اس کا سر قاسم جلال سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو ہمیں رانا ہاؤس جا کر ہی پتہ چلے گا۔ اب چلو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لاش کے ساتھ ساتھ سرنج اور زہریلی شیشی ٹھکانے لگا دے اور ہمارے ہاتھ اس کے خلاف ثبوت آتے آتے رہ جائے اور ہاں۔ ہم وہاں خاموشی سے جائیں گے تاکہ قاتل کو وہاں ہماری آمد کا علم نہ ہو سکے۔ وہاں جانے سے پہلے ہمیں فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا تاکہ وہاں سے ہم کچھ مخصوص سامان لے سکیں''۔ جولیا نے کہا۔

''مطلب آپ، اسلحہ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر سے لینا چاہتی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا رانا ہاؤس میں ہمارے لئے اسلحہ لے جانا ضروری ہے''۔ صفدر نے قدرے پریشان انداز میں کہا۔

''ہاں۔ بہت ضروری ہے۔ وہاں ہمیں خاص طور پر ڈبل ایٹ کی ضرورت پڑے گی۔ ڈبل ایٹ کے بغیر ہم رانا ہاؤس میں داخل نہیں ہو سکیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں صدیقی کو کال کرنی ہو گی۔ اس کی اجازت کے بغیر نہ تو ہم فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی وہاں سے اسلحہ حاصل کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں راستے میں صدیقی سے بات کر لوں گی اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے صدیقی ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ مجھے یاد آیا۔ میرے سیل فون کی بیٹری ڈاؤن ہے۔ میری طرف سے تم صدیقی کو کال کر کے بتا دو اور اس سے کہو کہ وہ جلد سے جلد اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے۔ ہم بہت جلد وہاں پہنچ جائیں گے''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے مڑے اور واپس اس پلاٹ میں داخل ہو گئے جہاں سے نکل کر وہ سڑک پر آئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسی

سرنگ کے راستے واپس سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

رہائش گاہ میں آتے ہی صفدر نے ٹارچیں اور مشین پسٹل واپس اس انسپکٹر کو دے دیئے جس سے اس نے مستعار لئے تھے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کاروں میں سوار ایک دوسرے کے پیچھے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی جانب اُڑے جا رہے تھے۔

گیٹ کھلنے کی آواز سن کر جوانا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ کمرے میں اطمینان بھرے انداز میں سویا ہوا تھا۔ کمرے میں مدہم لائٹ جل رہی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر سامنے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا۔ کلاک پر رات کے سوا دو بج رہے تھے۔

اسی لمحے اسے کار کے انجن کی تیز آواز سنائی دی تو کار کے انجن کی مخصوص آواز سن کر وہ سمجھ گیا کہ یہ آواز جورف کی کار کی تھی۔

''کیا جوزف کہیں باہر جا رہا ہے''...... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسے جوزف کی کار کی آواز گیٹ کے اندر داخل ہوتی ہوئی محسوس ہوئی کیونکہ کار کے اندر آنے سے کار کے انجن کی آواز تیز ہو گئی تھی۔

''لگتا ہے جوزف اس وقت باہر سے آیا ہے۔ لیکن وہ گیا کہاں تھا اور رات کے اس وقت''...... جوانا نے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا

پھر وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ وہ لان کی طرف آیا تو اسے جوزف دکھائی دیا جو پورچ میں اپنی کار روک کر اس میں سے نکل کر گیٹ بند کرنے جا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر جوانا وہیں رک گیا۔ جوزف نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ ایک بار پھر اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کار کی طرف جا کر اس نے اپنی کار کا عقبی دروازہ کھولا اور پھر وہ اندر کی طرف جھک گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سیدھا ہوا تو جوانا کو اس کے ہاتھوں میں ایک انسان دکھائی دیا۔ انسان بالکل ساکت دکھائی دے رہا تھا۔ جوزف نے اسے اٹھا کر ایک جھٹکے سے اپنے کاندھے پر ڈالا اور کار کا دروازہ بند کر کے اس کی طرف بڑھا۔ جوانا اس کے کاندھے پر ساکت انسان دیکھ کر چونک پڑا تھا اور حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

جوزف اس انسان کو کاندھے پر ڈالے جیسے ہی لان کی طرف آیا تو جوانا کو اپنے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا دیکھ کر وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔

''تم کب جاگے''...... جوزف نے اسے دیکھ کر دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

''ابھی تمہاری کار کے انجن کی آواز سن کر''...... جوانا نے کہا۔

''اوہ۔ سوری کہ میری وجہ سے تمہاری آنکھ کھل گئی۔ جاؤ سو جاؤ

ابھی جا کر ابھی آدھی رات ہوئی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''میں سو جاؤں گا لیکن یہ کون ہے جسے تم کاندھے پر ڈال کر لا رہے ہو''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''لاش ہے''...... جوزف نے اسی طرح دانت نکوستے ہوئے کہا۔

''لاش۔ کس کی لاش''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''مجھے لاش کا نام معلوم نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر تم اس انسان کا نام نہیں جانتے تو پھر تم اس کی لاش یہاں کیوں لائے ہو''...... جوانا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ویسے ہی''...... جوزف نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہوا اس بات کا کہ ویسے ہی۔ کیا اسے تم نے ہلاک کیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تو پھر یہ کیسے ہلاک ہوا ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... جوزف نے اسی انداز میں کہا تو جوانا حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

''تم نہیں جانتے پھر آخر تم اس لاش کو یہاں لائے کیوں ہو۔ اگر یہ تمہارا کوئی دشمن ہے اور تم نے اسے ہلاک کیا ہے تو اس کی لاش کہیں ٹھکانے لگا دیتے یا راستے میں پھینک آتے۔ اسے اس

طرح یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہیں تم اسے رانا ہاؤس میں تو نہیں دفنانا چاہتے''...... جوانا حیرت بھرے انداز میں مسلسل بولتا چلا گیا۔

''نہیں۔ ابھی میرا اسے دفنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جب یہ مر جائے گا تو پھر میں اسے دفنا بھی دوں گا''...... جوزف نے کہا تو جوانا کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

''مر جائے گا تو پھر تم اسے دفناؤ گے۔ کیا یہ زندہ ہے۔ اگر یہ زندہ ہے تو پھر تم یہ کیوں کہہ رہے ہو کہ یہ لاش ہے''...... جوانا نے اسی انداز میں کہا۔

''اس وقت یہ لاش ہی ہے اور میں اسے یہاں زندہ کرنے کے لئے لایا ہوں''...... جوزف نے کہا تو جوانا بری طرح سے اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے جوزف کا دماغ کھسکا ہوا معلوم ہو رہا ہو۔

''کیا کہا۔ تم لاش کو یہاں زندہ کرنے کے لئے لائے ہو''۔ جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہی کہا ہے میں نے''...... جوزف نے ایک بار پھر دانت نکال کر کہا۔

''لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ لاش کو بھلا کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''میں کر سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن کیسے''...... جوانا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا سیکرٹ ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو''...... جوانا نے کہا۔

''کیوں۔ میں نے کون سی پاگلوں والی بات کی ہے''۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم لاش کو زندہ کر سکتے ہو''...... جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو اس میں پاگلوں والی کون سی بات ہے۔ میں نے وہی کہا ہے جو میں کر سکتا ہوں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''پلیز جوزف۔ مجھے بتاؤ کہ یہ سب کیا معاملہ ہے اور یہ ہے کون۔ کیا یہ واقعی مر چکا ہے یا ابھی اس میں جان باقی ہے''۔ جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ آدھا مر چکا ہے اور آدھا زندہ ہے۔ اس لئے میں اسے لاش بھی کہہ سکتا ہوں اور اسے زندہ بھی قرار دے سکتا ہوں''۔ جوزف نے مسکرا کر کہا۔

''نجانے تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ کبھی تم اسے مردہ لاش کہہ رہے ہو اور کبھی کہہ رہے ہو کہ یہ زندہ ہے''...... جوانا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے صرف لاش کہا تھا۔ مردہ لاش نہیں''...... جوزف نے تصحیح کرنے والے انداز میں کہا۔

''لاش اسی انسان کی ہوتی ہے جو مر چکا ہو۔ اگر یہ مر چکا ہے تو پھر یہ زندہ کیسے ہوسکتا ہے اور اگر یہ زندہ ہے تو پھر یہ لاش کیسے ہوسکتی ہے''...... جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں کہہ تو رہا ہوں۔ ابھی یہ آدھا ہلاک ہوا ہے اور آدھا زندہ ہے۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گے۔ اس لئے چھوڑو اور جاؤ جا کر آرام کرو۔ ابھی مجھے بہت کام کرنے ہیں۔ اگر میں نے جلد سے جلد اس کا علاج نہ کیا تو یہ مکمل لاش میں تبدیل ہو جائے گا اور مجھے اسے ہر حال میں زندہ رکھنا ہے''......جوزف نے کہا۔

''لگتا ہے یا تو میں نیند میں ہوں اور کوئی خواب دیکھ رہا ہوں جس میں تم میرے ساتھ الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو یا پھر شاید تم پاگل ہو گئے ہو جو ایک لاش کو زندہ کرنے کی بات کر رہے ہو''۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم یہی سمجھو کہ تم واقعی ابھی سو رہے ہو۔ زیادہ جاگنا تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔ اس لئے تم جاؤ اور جا کر اپنے بیڈ پر لیٹ جاؤ اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ مجھے یقین ہے جیسے ہی تم بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند کرو گے تمہیں فوراً نیند آ جائے گی''۔ جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب خاک نیند آئے گی مجھے۔ ایک بار میری کسی بھی وجہ سے آنکھ کھل جائے تو پھر دوبارہ آسانی سے نیند نہیں آتی''۔ جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو جاؤ۔ جا کر ہاتھ منہ دھو لو اور کچن میں جا کر اپنے لئے اور میرے لئے کافی بنا لاؤ۔ دونوں بھائی مل کر کافی پئیں گے اور پھر میں اپنے کام میں لگ جاؤں گا''...... جوزف نے کہا۔

''اپنے کام میں، مطلب لاش زندہ کرنے میں''...... جوانا نے اسے گھور کر کہا۔

''ہاں بالکل''...... جوزف نے مسکرا کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر جوانا نے اسے لاش اٹھائے بلیک روم میں داخل ہوتے دیکھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ کسی بے ہوش انسان کو اپنے ساتھ لایا ہے اور مجھے احمق بنانے کے لئے اسے لاش کہہ رہا تھا''...... جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ برے برے منہ بناتا ہوا واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

واش روم سے نہا دھو کر وہ کچن میں گیا اور پھر اپنے لئے اور جوزف کے لئے کافی بنانے میں مصروف ہو گیا۔ کافی کے دو مگ لے کر جب وہ کچن سے نکلا تو اس نے جوزف کو لان میں جاتے دیکھا۔ اس کے کاندھوں پر لکڑیوں کا بڑا ڈھیر تھا جو وہ سٹور سے نکال کر لایا تھا۔ جوزف نے لکڑیوں کا ڈھیر لان میں ڈال دیا اور پھر وہ مڑا اور جوانا کو دیکھ کر ایک بار پھر دانت نکالنے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو''...... جوانا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''لاش زندہ کرنے کا انتظام''...... جوزف نے جواب دیا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کیا اسے زندہ کرنے کے لئے تم اسے لکڑیوں کے ڈھیر پر لٹا کر جلاؤ گے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ جلنے کے بعد ہی وہ دوبارہ زندہ ہو گا ویسے نہیں''۔ جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور کافی کا مگ جوزف کو دے دیا۔

''بس بہت بنا لیا مجھے احمق۔ اب بتاؤ سچ کیا ہے اور تم یہ سب کیا کرتے پھر رہے ہو''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہی جو تمہیں بتایا ہے۔ میں واقعی لاش کو زندہ کرنے کے لئے لکڑیوں کے ڈھیر پر جلانا چاہتا ہوں''...... جوزف نے کہا تو جوانا اس بار اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''کیا تم واقعی پاگل ہو گئے ہو''...... جوانا نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے''۔ جوزف نے اسے خود کو گھورتے دیکھ کر کہا۔

''تم احمقانہ باتیں کرو گے تو کیا میں مان جاؤں گا''...... جوانا نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مت مانو۔ جب میں تمہارے سامنے لاش کو جلا کر زندہ کروں گا تو تمہیں میری باتوں پر خود ہی یقین آ جائے گا''...... جوزف

نے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''صاف کہو کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے تمہیں سب کچھ تو بتا دیا ہے۔ اس میں چھپانے والی کون سی بات ہے''...... جوزف نے کہا اور مزے سے کافی کے سپ لینا شروع ہو گیا۔

''اگر وہ اس آدمی کی لاش تھی تو پھر تم اسے بلیک روم میں کیوں چھوڑ آئے ہو''...... جوانا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جلنے سے پہلے مجھے اس کی لاش کو کولڈ کرنا تھا اور بلیک روم ہی کولڈ روم بن سکتا ہے جہاں ہیوی اے سی لگا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے اسے وہاں رکھا ہے تاکہ اس کے جسم میں موجود زہر کا پھیلاؤ رک جائے اور وہ ہلاک نہ ہو جائے''...... جوزف نے کہا۔

''زہر۔ تو کیا تم نے اسے زہر دے کر ہلاک کیا ہے''...... جوانا نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

''میں نے اسے ہلاک نہیں کیا''...... اس بار جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر کس نے کیا ہے اسے ہلاک''...... جوانا نے پوچھا۔

''مجھے کیا پتہ۔ جب وہ زندہ ہو گا تو تم خود پوچھ لینا اس سے''...... جوزف نے جیسے جوانا کے مسلسل سوال و جواب سے تنگ آتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

لئے۔ وہ جوزف کا انداز دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ جوزف اسے کچھ بتانے سے جان بوجھ کر گریز کر رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ اب میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا''۔ جوانا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات''...... جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو جوانا اسے گھور کر رہ گیا۔ جوزف نے جلدی جلدی کافی کا مگ ختم کیا اور پھر وہ لان کی طرف جا کر لکڑیوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھنا شروع ہو گیا۔ وہ لکڑیوں کو واقعی اس انداز میں ایک دوسرے پر رکھ رہا تھا جیسے کافرستانی اپنے مردوں کو جلانے کے لئے شمشان گھاٹ پر لکڑیاں جمع کرتے ہیں اور پھر وہ لکڑیوں کے ڈھیر پر لاش رکھ کر اسے جلا دیتے ہیں۔

جوزف نے وہاں لکڑیوں کا اچھا خاصا ڈھیر لگا دیا تھا لکڑیاں جل جل کر سائیڈوں میں نہ گر جائیں اس لئے اس نے چند نوکیلی لکڑیاں، لکڑیوں کے ڈھیر کے ساتھ زمین میں گاڑ دی تھیں جن سے لکڑیوں کے ڈھیر کو اچھا خاصا سہارا مل گیا تھا۔

لکڑیوں کا ڈھیر مخصوص انداز میں لگا کر جوزف ایک بار پھر سٹور میں گیا اور پھر وہ سٹور سے چند عجیب وغریب چیزیں لے کر واپس آ گیا۔ ان چیزوں میں شیشے کی ایک لمبے منہ والی بوتل تھی جس میں نیلے رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔ خشک جڑی بوٹیوں کا ڈھیر تھا اور ایک جگ تھا جس میں سبز رنگ کا سیال جیسا تیل بھرا ہوا تھا۔ اس کے

علاوہ وہ ایک بڑا سا تھال بھی لایا تھا۔ اس نے ساری چیزیں لکڑیوں کے ڈھیر کے پاس رکھ دی تھیں۔ ان چیزوں کے سٹور روم سے باہر آتے ہی ہر طرف عجیب اور ناگوار بو سی پھیل گئی تھی۔ جوانا چونکہ لکڑیوں کے ڈھیر کے پاس کھڑا جوزف کی حرکات وسکنات دیکھ رہا تھا اس لئے اس بو نے اس کا وہاں کھڑا رہنا مشکل کر دیا تھا۔ اس نے فوراً اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

''اوہ گاڈ۔ کس قدر بدبو دار سامان ہے تمہارا''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس بدبودار سامان سے ہی اس لاش کو نئی زندگی ملے گی''۔ جوزف نے مسکرا کر کہا تو جوانا سر جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جوزف نے پہلے نیلے رنگ کے سیال والی بوتل کا کارک نکالا اور پھر اس نے سیال لکڑیوں کے ڈھیر پر ڈالنا شروع کر دیا۔ اس نے ساری بوتل لکڑیوں کے ڈھیر پر الٹ دی تھی۔ پھر اس نے جڑی بوٹیوں والا تھیلا تھال میں الٹا اور پھر وہ تھال کے پاس بیٹھ کر ان بوٹیوں کو دونوں ہاتھوں سے مسلنا شروع ہو گیا۔ چونکہ جڑی بوٹیاں خشک تھیں اس لئے وہ آسانی سے چور چور ہوتی جا رہی تھیں اور پاؤڈر کی شکل اختیار کرتی جا رہی تھیں۔

''میری تھوڑی مدد ہی کر دو اور میرے ساتھ ان جڑی بوٹیوں کا پاؤڈر بنا دو''...... جوزف نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں اس قدر بدبو دار جڑی بوٹیوں کے پاس بھی نہیں

آ سکتا اور تم مجھے انہیں مسلنے کا کہہ رہے ہو''...... جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی''...... جوزف نے کاندھے اچکا کر کہا اور پھر وہ خود ہی بوٹیاں مسلتا رہا۔ دس سے پندرہ منٹوں میں اس نے بوٹیوں کو ہاتھوں سے مسل مسل کر ان کا پاؤڈر بنا دیا تھا۔ جب بوٹیاں مکمل طور پر پاؤڈر بن گئیں تو جوزف نے سائیڈ میں پڑے ہوئے سبز رنگ کے تیل والا جگ اٹھایا اور اس نے تیل تھال میں موجود جڑی بوٹیوں کے پاؤڈر میں ملانا شروع کر دیا۔ تیل ڈال کر وہ ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے پاؤڈر کو مسلنا شروع ہو گیا۔ وہ تیل کو پاؤڈر میں شامل کرنے کے لئے اس انداز میں ہاتھ چلا رہا تھا جیسے عورتیں آٹا گوندھتی ہیں۔

جوزف جیسے جیسے تیل ڈال کر جڑی بوٹیوں کے پاؤڈر کو گوندھتا جا رہا تھا پاؤڈر حیرت انگیز طور پر اپنا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ جڑی بوٹیوں اور تیل کا رنگ پہلے سبز تھا لیکن اب وہ تیزی سے سرخ ہو جا رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے تھال میں سرخ رنگ کا لیپ سا بن گیا ج زیادہ نرم بھی نہیں تھا اور زیادہ گاڑھا بھی نہیں لیکن اس کا رنگ خون کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔

''بس کافی ہے۔ اب تم ایک کام کرو''...... جوزف نے جوا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا''...... جوانا نے پوچھا۔

''لاش کو اٹھا کر یہاں لے آؤ''...... جوزف نے کہا تو جوانا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بلیک روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ بلیک روم سے نکلا تو اس کے ہاتھوں میں سیاہ رنگ کی لاش تھی جس کے جسم پر سیاہ رنگ کا جانگیہ تھا۔ شاید جوزف نے بلیک روم میں لے جا کر اس کا لباس اتار دیا تھا۔ لاش کا رنگ سیاہی مائل تھا۔

''یہ کیا تم نے اس کا لباس اتارا تھا''...... جوانا نے لاش لے کر جوزف کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''تاکہ اس کا جسم زیادہ سے زیادہ ٹھنڈا ہو جائے''...... جوزف نے جواب دیا۔ پھر اس نے جوزف کے کہنے پر لاش کو اس کے قریب زمین پر لٹا دیا۔ جوزف کے دونوں ہاتھ تھال کے مواد سے لتھڑے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھ لاش کے چہرے پر رکھے اور لیپ اس کے چہرے پر ملنا شروع ہو گیا پھر وہ ہاتھ بھر بھر کر لیپ نکالتا اور لاش پر ڈالنا شروع کر دیتا۔ لاش سرخ لیپ سے بھرتی جا رہی تھی۔ جوزف نے لاش کے ہونٹوں اور ناک کے نتھنوں کے ساتھ اس کے ہاتھوں اور پیروں کو چھوڑ اس کے ہر حصے کو سرخ رنگ کے لیپ سے بھر دیا تھا۔

''اب اسے میرے ساتھ اٹھا کر لکڑیوں کے اس ڈھیر پر رکھ دو''...... جوزف نے کہا۔

''میں اس غلیظ مواد سے بھری لاش کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا''۔ جوانا

نے کراہیت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کے ہاتھوں پر ابھی لاکون نہیں لگایا۔ تم اسے ہاتھوں سے پکڑو۔ میں اس کی ٹانگیں پکڑتا ہوں۔ اسے اٹھا کر صرف لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھنا ہے پھر تمہارا کام ختم"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے ایک طویل سانس اور پھر اس نے اپنا سانس روک کر لاش کے ہاتھ پکڑ لئے۔ جوزف نے لاش کی ٹانگیں پکڑیں اور پھر ان دونوں نے مل کر لاش کو اٹھا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھ دیا۔

"بس اب تم پیچھے ہٹ جاؤ"...... جوزف نے کہا تو جوانا سر ہلا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جوزف نے تھال سے مزید لیپ نکالا اور لاش کے دونوں ہاتھوں اور پھر اس کے پیروں پر ملنا شروع ہو گیا۔ اب لاش کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ لاش مکمل طور پر سرخ رنگ کے لیپ میں چھپ گئی تھی۔

"آخر تم یہ سب کر کیا رہے ہو"...... جوانا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"لاش زندہ کر رہا ہوں"...... جوزف نے مسکرا کر کہا تو جوانا نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"میں ابھی آتا ہوں"...... جوزف نے کہا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوانا اسے کچن میں جاتا دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ کچن سے ماچس لینے کے لئے گیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں

وزف کچن سے نکل کر باہر آ گیا اس کے ہاتھ میں واقعی ماچس کی بیہ دکھائی دے رہی تھی۔ جوزف لکڑیوں کے ڈھیر کے پاس آیا اور ر اس نے ماچس کی ڈبیہ سے ایک تیلی نکالی اور اسے جلا لیا۔ تیلی لاتے ہی اس نے لکڑیوں کے ڈھیر کی ایک سائیڈ پر پھینک دی۔ ے ہی اس نے لکڑیوں کے ڈھیر پر جلتی ہوئی تیلی پھینکی لکڑیاں ک سے یوں جل اٹھیں جیسے ان پر پٹرول ڈالا گیا ہو۔ دیکھتے ہی یکھتے آگ خود ہی لکڑیوں پر پھیلتی چلی گئی اور لکڑیوں کا ڈھیر جلنا روع ہو گیا۔ سرخ لیپ سے بھری ہوئی سیاہ لاش آگ میں چھپ ئی تھی۔ جوانا یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ لکڑیوں کے ڈھیر پر لگی ئی آگ سرخ، زرد اور نیلی ہونے کے بجائے ہلکے سبز رنگ کی ی۔ ایسی آگ جیسی عام طور پر پوٹاشیم کو ہوا لگنے سے پیدا ہوتی ہے۔

"یہ آگ کا رنگ سبز کیوں ہے"...... جوانا نے حیرت بھرے ے میں کہا۔

"یہ سرد آگ ہے اور سرد آگ سبز رنگ کی ہی ہوتی ہے"۔ ف نے کہا۔

"سرد آگ۔ کیا مطلب۔ کیا اس آگ سے کسی چیز کو جلایا ں جا سکتا"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ صرف ان لکڑیوں کو ہی جلائے گی جس پر میں نے ں ڈالا تھا۔ نیلاس کی وجہ سے آگ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے

اور اس سے آگ کی حدت ختم ہو گئی ہے۔ نیلا اس سے لکڑیاں تو
ضرور جلیں گی لیکن اس پر رکھی ہوئی لاش نہیں جلے گی۔ اس لاش کو
گرم کرنے کے لئے ہی میں نے اس پر لاکون کا لیپ لگایا ہے۔
لاکون کے لیپ کی وجہ سے سرد آگ ہونے کے باوجود لاش کو
گرماہٹ ملے گی اور اس کے جسم میں کالسومی مکڑی کا جو زہر ہے وہ
لاش کے مساموں سے پسینے کی شکل میں نکل آئے گا جسے لاکون کا
لیپ اپنے اندر جذب کر لے گا اور جسم میں مزید گرمی پہنچنے کے بعد
لاش کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون جس کی رفتار بے حد کم ہے مخصوص
رفتار سے دوڑنا شروع ہو جائے گا اور اس کے دل کی دھڑکن بھی
معمول پر آ جائے گی جس سے اس کا رکا ہوا سانس بھی بحال ہو
جائے گا اور یہ لاش پھر سے زندہ ہو جائے گی“...... جوزف نے کہا
تو جوانا حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ اسے جوزف کی بتائی
ہوئی باتوں کا ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

”لگتا ہے تمہیں میری باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی ہے“۔ جوزف
نے جوانا کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ عجیب و غریب باتیں واقعی
میری سمجھ سے بالا تر ہیں“...... جوانا نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔ کچھ دیر تک لکڑیوں پر سبز آگ جلتی رہی۔ اس آگ
میں تپش تو نہیں تھی لیکن اس کے باوجود لکڑیاں یوں غائب ہوتی
رہی تھیں جیسے جل جل کر راکھ بن رہی ہوں۔ لکڑیوں کی راکھ کا

رنگ بھی گہرا سبز تھا اور لکڑیوں کے ڈھیر پر پڑی لاش جسے جوزف
نے سرخ رنگ کے لیپ سے ڈھکا ہوا تھا اس کا رنگ ایک بار پھر
حیرت انگیز طور پر تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ لیپ کا رنگ مکمل طور پر
سفید ہو گیا تھا اور وہ خاصا سکڑ گیا تھا۔ اب لاش اہرام مصر کی ممی
جیسی دکھائی دے رہی تھی جسے پرانے زمانے میں مسالے لگا کر
محفوظ کیا جاتا تھا۔

جب لاش پر لگے ہوئے لیپ کا رنگ دودھ کی طرف سفید ہو
گیا تو جوزف آگے بڑھا اور اس نے بڑے اطمینان بھرے انداز
میں آگ میں جلتی ہوئی لاش کو اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر جوانا کی آنکھیں
ایک بار پھر پھیل گئی تھیں کہ جوزف کے ہاتھ نہ تو آگ میں ڈالنے
سے جلے تھے اور نہ ہی سفید لاش اٹھاتے ہوئے اسے کچھ محسوس ہوا
تھا۔ جوزف نے لاش کو بڑے نارمل انداز میں اٹھا کر سائیڈ میں
رکھ دیا تھا۔

”کیا آگ سے تمہارے ہاتھ نہیں جلے ہیں“...... جوانا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ صرف دیکھنے میں تمہیں آگ دکھائی دے رہی ہے جوانا،
اصل میں یہ آگ کا سایہ تھا جس میں، میں نے لاش کو آنچ دی
ہے تاکہ اس کے جسم میں موجود کالسومی مکڑی کا زہر نکل جائے۔ اگر
یہ اصل آگ ہوتی تو اب تک اس انسان کا جسم بھی جل کر راکھ ہو
چکا ہوتا“...... جوزف نے کہا۔

''لیکن لکڑیاں تو مکمل طور پر جل کر راکھ بن گئی ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''یہ راکھ نہیں بنی ہیں بلکہ پگھلی ہیں۔ میں نے ان پر نیلاس ڈالا تھا یہ لکڑیوں کو جلاتا نہیں پگھلاتا ہے اور لکڑیاں پگھل کر راکھ جیسی بن جاتی ہیں''...... جوزف نے جواب دیا تو جوانا نے ایک بار پھر جبڑے بھینچ لئے۔

جوزف سفید لیپ میں لپٹی ہوئی لاش کے قریب بیٹھ گیا۔ سفید لیپ لاش پر جم چکا تھا۔ جوزف نے سائیڈ میں پڑا ہوا ایک خنجر اٹھایا جو اس نے وہاں پہلے سے ہی لا کر رکھ دیا تھا اور اس کی مدد سے وہ لاش پر لگا ہوا لیپ اتارنا شروع ہو گیا۔ لیپ چونکہ بالکل سوکھا ہوا تھا اس لئے وہ خنجر کی مدد سے آسانی سے اترتا جا رہا تھا اور نیچے سے انسانی جسم نکلتا آ رہا تھا یہ دیکھ کر جوانا اور زیادہ حیران ہو رہا تھا کہ وہ بلیک روم سے سیاہ رنگ کی لاش نکال کر لایا تھا لیکن اب اس لاش پر سیاہ رنگ نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی بلکہ اس کی نارمل سکن دکھائی دے رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں جوزف نے لاش پر لگا ہوا سارا سفید لیپ کھرچ دیا۔ اب اس کے سامنے ایک نارمل انسان پڑا ہوا تھا اور اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ واقعی مرا ہوا نہ ہو بلکہ گہری نیند سویا ہوا ہو۔

''اس کا تو سانس چل رہا ہے۔ کیا یہ زندہ ہے''...... جوانا نے لاش کا سینہ پھولتے پچکتے دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لاش زندہ ہو چکی ہے اس لئے اب یہ سانس لے رہی ہے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب میں اسے بلیک روم سے اٹھا کر لایا تھا تو نہ اس کی سانس چل رہی تھی۔ نہ اس کے دل کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی اور نہ ہی اس کی نبض چل رہی تھی۔ میں تو اسے مردہ ہی سمجھ رہا تھا۔ پھر مردہ اس طرح سانس کیسے لے سکتا ہے اور وہ بھی آگ میں جلنے کے باوجود''...... جوانا نے کہا۔ اس کا چہرہ حیرت کی زیادتی سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔ اس کی حیرت دیکھ کر جوزف کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''دیکھ لو میں اس انسان کو موت کے منہ سے چھین کر واپس لے آیا ہوں۔ اب مانتے ہو نا مجھے''...... جوزف نے اسی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے اس پر کوئی جادو کیا ہے۔ کیا یہ انسان تمہارے کسی جادو سے زندہ ہوا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ اس میں جادو کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ میں جادو کے خلاف ہوں۔ میرے اس عمل کو تم جادو کا نام مت دو''...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر یہ سب کیسے ہو گیا اور یہ مرا ہوا انسان زندہ کیسے ہو گیا۔ بتاؤ مجھے۔ حیرت سے میرا دماغ ماؤف ہوتا جا رہا ہے''...... جوانا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”وقت آنے پر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ فی الحال تم اسے اٹھا کر کسی کمرے میں لے جاؤ اور اس کا جسم گرم رکھنے کے لئے اس پر لحاف ڈال دو۔ ابھی یہ بے ہوش ہے۔ چھ گھنٹوں کے بعد جب اسے خود ہوش آئے گا تو یہ مکمل نارمل ہو جائے گا“۔ جوزف نے کہا۔

”لیکن......“ جوانا نے کہنا چاہا۔

”لیکن ویکن کچھ نہیں۔ اگر اسے لے جا سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے خود لے جاتا ہوں“...... جوزف نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ جوزف کا ناگوار لہجہ سن کر جوانا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا لیکن پھر اس نے فوراً خود کو کنٹرول کر لیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے لے جاتا ہوں۔ لیکن مجھے ایک بات کا جواب دو“...... جوانا نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”کس بات کا“...... جوزف نے پوچھا۔

”تم یہ سب جو کر رہے ہو کیا اس کا ماسٹر کو علم ہے“...... جوانا نے پوچھا۔

”کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... جوزف نے اسے گھور کر کہا۔

”مجھے جواب دو“...... جوانا نے کہا۔

”اگر نہ دوں تو“...... جوزف نے اسے جواباً گھور کر کہا۔ اس سے پہلے کہ جوانا اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے گیٹ کی

سائیڈ کی دیوار سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور ان سے کچھ فاصلے پر گری۔ دونوں نے چونک کر ایک ساتھ اس چیز کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف سیاہ دھواں پھیلتا چلا گیا۔ دھواں اس قدر تیزی سے پھیلا تھا کہ جوزف اور جوانا کو کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ جوزف کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے سیاہ دھویں نے یکلخت اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے ساتھ دماغ پر بھی دھویں جیسی سیاہی چھا گئی تھی وہ لہرایا اور الٹ کر زمین پر گر گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جوانا کے بھی گرنے کی آواز سنی تھی۔

''تم نے جو کچھ کیا ہے کیا وہ سب ٹھیک تھا۔ کیا اس طرح ہم سر قاسم جلال کو مشکل سے نکال سکتے ہیں اور کیا اسے ایکریمیا کی غلامی سے نجات دلائی جا سکتی ہے''...... سر سلطان نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

سر سلطان اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہی تھے اور کچھ ہی دیر میں عمران وہاں پہنچ گیا تھا۔ وہ ابھی جاگ رہے تھے انہیں شاید عمران کا ہی انتظار تھا۔ عمران کے آتے ہی وہ اسے لے کر سٹنگ روم میں آ گئے تھے۔

''جی ہاں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ بس چند گھنٹوں کی اور بات ہے پھر سر قاسم جلال ہمیشہ کے لئے ایکریمی غلامی سے آزاد ہو جائے گا''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اور میجر فاسٹن، اس اسرائیل ایجنٹ کے بارے میں کیا کہتے

ہو جو پاکیشیا پہنچ رہا ہے''...... سر سلطان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کی بھی آپ کوئی فکر نہ کریں۔ ٹائیگر اس کے پیچھے ہے۔ وہ جیسے ہی پاکیشیا پہنچے گا ٹائیگر اس کا کام تمام کر دے گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا تمہاری ٹائیگر سے بات ہوئی ہے۔ کہاں ہے وہ اس وقت اور میجر فاسٹن کہاں تک پہنچ چکا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''وہ ابھی راستے میں ہے اور اس کے آنے میں ابھی دو تین گھنٹے باقی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی تمہیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔ تمہیں ٹائیگر کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہنا چاہئے تاکہ میجر فاسٹن اگر اسے ڈاج دے کر نکل جائے تو تم اسے قابو کر سکو''...... سر سلطان نے کہا۔

''میں نے آپ کو بے حد پریشان دیکھا تھا اس لئے آپ کی پریشانی دور کرنے کے لئے آپ کے پیچھے آ گیا تاکہ آپ کو تسلی دے سکوں اور آپ سکون سے سو سکیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ان باتوں نے تو واقعی میری نیند اُڑا دی ہے۔ جب تک سر قاسم جلال کی حالت سدھر نہیں جاتی اور اسرائیلی ایجنٹ میجر فاسٹن پکڑا نہیں جاتا اس وقت تک مجھے بھلا کیسے نیند آ سکتی ہے''۔ سر سلطان نے کہا۔

''دونوں کام ہو جائیں گے جناب۔میں آپ کے سامنے یونہی مطمئن نہیں بیٹھا ہوں''......عمران نے کہا۔

''اور سر قاسم جلال۔ اسے جو انجکشن لگایا گیا ہے کیا واقعی اس حالت میں تم اس کے دماغ کا آپریشن کر سکتے ہو اور اسے زندہ بچا سکتے ہو۔ کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گیا تو پھر حقیقتاً میری جان عذاب میں آ جائے گی۔ اگر وہ واقعی بے گناہ ہے تو پھر صدر مملکت تو کیا میں بھی نہیں چاہوں گا کہ اسے کچھ ہو اور وہ بے موت مارا جائے''......سر سلطان نے کہا۔

''سر قاسم جلال کی عارضی موت ہوئی ہے جناب۔ آپ مجھ پر بھروسہ کریں۔ اسے جوزف رہائش گاہ سے نکال کر لے گیا ہے۔ وہ جلد ہی سر قاسم جلال کے جسم سے زہر کے تمام اثرات زائل کر دے گا پھر میں خود سر قاسم جلال کے دماغ کا آپریشن کروں گا اور اس کی زندگی بچا لوں گا۔ انشاء اللہ''......عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''دیکھ لو۔ میں نے سب کچھ تم پر چھوڑ رکھا ہے۔ اگر سر قاسم جلال کو کچھ ہو گیا تو میں صدر مملکت کو دوبارہ منہ نہیں دکھا سکوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ پھر مجھے اپنے عہدے سے ہی سبکدوش ہونا پڑ جائے''......سر سلطان نے کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا جلد ہی سارا کھیل ختم ہو جائے گا اور سر قاسم جلال بھی صحیح سلامت آپ کے سامنے ہوں گے''......عمران نے کہا تو سر سلطان ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گئے۔ اسی

لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کا ڈسپلے دیکھ کر اس نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے''......عمران نے سنجیدگی سے کہا اور دوسری طرف سے ٹائیگر کا جواب سننے لگا۔

''گڈ شو۔ تمہیں ہر حال میں اس کے ساتھ سائے کی طرح لگا رہنا ہو گا۔ اسے بس ایک بار پاکیشیا پہنچ جانے دو پھر جیسے ہی وہ ایئر پورٹ سے باہر آئے تو تم اسے وہیں گولی مار کر ہلاک کر دینا۔ غیر ملکی ہونے کی وجہ سے اسے سڑک پر گولی مارنے سے واویلا تو مچے گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کی ہلاکت کی فوری خبر ایکریمیا اور اسرائیل پہنچ جائے تاکہ وہ دوبارہ پاکیشیا کے خلاف سازش کرنے کے لئے ایسے ایجنٹس بھیجنے کی جرأت نہ کر سکیں''......عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو چند ہدایات دے کر سیل فون آف کر دیا۔

''میجر فاسٹن کا طیارہ ایک گھنٹے میں ایئر پورٹ پر اتر جائے گا۔ اس کے بعد اس کا کیا ہو گا آپ نے سن ہی لیا ہو گا جو میں نے ٹائیگر کو ہدایات دی ہیں''......عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو کیا اب میں صدر مملکت کو اطلاع دے دوں''......سر سلطان نے پوچھا۔

''جب ان سے بالا ہی بالا سارا کھیل ایک ہی رات میں ختم ہونے والا ہے تو پھر انہیں کچھ بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ میجر فاسٹن کی ہلاکت اور خاص طور پر سر قاسم جلال کے دماغ کے آپریشن کے بعد جب وہ مکمل طور پر نارمل ہو جائیں گے تب انہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر دینا۔ سر قاسم جلال کی نئی زندگی کے بارے میں سن کر انہیں بھی خوشی ہو گی''۔ عمران نے کہا تو سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت عمران کے سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر سکرین دیکھی اور پھر سکرین پر جوزف کا نمبر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''جوزف کی کال ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران نے کال رسیونگ بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس جوزف''...... عمران نے کہا۔

''غضب ہو گیا باس''...... دوسری طرف سے جوزف کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا ہوا اور تم اس قدر بوکھلائے ہوئے کیوں ہو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس وہ۔ وہ''...... جوزف نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ وہ مت کرو نانسنس۔ بتاؤ کیا ہوا ہے''...... عمران نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

''لاش زندہ ہو کر غائب ہو گئی ہے باس''...... جوزف نے کہا تو عمران ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''لاش زندہ ہو کر غائب ہو گئی ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ بولو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ جس آدمی کی لاش میں زندہ کرنے کے لئے لایا تھا اسے میں نے لاکون کے مخصوص عمل سے گزارا تھا۔ اس کے جسم میں زندگی لوٹ آئی تھی لیکن وہ ابھی بے ہوش تھا۔ اسے ہوش میں آنے میں چند گھنٹے لگ سکتے تھے۔ میرے ساتھ جوانا تھا۔ میں نے جوانا سے اس آدمی کو اٹھا کر اندر لے جانے کا کہا تھا کہ اسی لمحے باہر سے کسی نے سموک بم پھینک دیا۔ بم گرتے ہی پھٹا اور ہر طرف سیاہ دھواں پھیل گیا جس سے میں اور جوانا دونوں بے ہوش ہو گئے تھے اور اب جب ہمیں ہوش آیا ہے تو وہ آدمی یہاں نہیں ہے باس''...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کی بتائی ہوئی تفصیل سن کر عمران کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''کون تھے وہ۔ کس نے رانا ہاؤس میں سموک بم گرایا تھا اور کیا تم نے رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آن نہیں کر رکھا تھا جو سموک بم کے اثر سے تم بے ہوش ہو گئے''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے غصے میں دیکھ کر سر سلطان بھی حیرت بھری نظروں

سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''نو باس۔ لاکون کے عمل کے لئے مجھے وقتی طور پر یہاں کا حفاظتی سسٹم آف کرنا پڑا تھا۔ حفاظتی سسٹم میں چونکہ الٹرا ساؤنڈ ریز کام کرتی ہیں جو لاکون کے عمل کو نقصان پہنچا سکتی تھیں اس لئے میں نے وقتی طور پر رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی سسٹم آف کر دیئے تھے''...... جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا جوزف۔ اس آدمی کے غائب ہونے کا بتا کر تم نے مجھے حقیقت میں پریشان کر دیا ہے۔ میں نے تمہیں سختی سے ہدایات دی تھیں کہ اس کی حفاظت کی تمام ذمہ داری تمہاری ہے۔ اس کے باوجود کوئی اسے تم سے چھین کر لے گیا ہے۔ کیا یہ ذمہ داری پوری کی ہے تم نے۔ بولو''...... عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے اس کی مکمل حفاظت کی تھی باس لیکن نجانے وہ کون تھا جو یہاں تک آ گیا تھا اور اس نے آتے ہی یہاں سموک بم پھینکا اور پھر وہ یہاں سے اس آدمی کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ میں نے اور جوانا نے ہوش میں آتے ہی ہر طرف حملہ آور کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن......'' جوزف نے پریشانی کے عالم میں جواب دیا۔

''اسے ڈھونڈو نانسنس۔ جہاں مرضی ڈھونڈو۔ اگر وہ ہاتھ سے نکل گیا تو بنا بنایا سارا کھیل ختم ہو جائے گا اور اس کا مجھے ہی نہیں

بلکہ پورے پاکیشیا کو شدید خمیازہ بھگتنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''میں اسے کہاں ڈھونڈوں باس''...... جوزف نے بے چارگی سے جواب دیا۔

''کیا تمہیں اس بات کا بھی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ رانا ہاؤس میں آیا کون تھا''...... عمران نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ جو کوئی بھی تھا اس نے پہلے گیٹ کھولا تھا باس۔ گیٹ کھول کر وہ اندر آیا پھر اس کے ساتھ مزید تین افراد آئے تھے۔ ان تین افراد میں ایک لڑکی بھی تھی۔ ان چاروں افراد کے لان میں قدموں کے نشانات موجود ہیں۔ میں نے اور جوانا نے باہر کا جائزہ لیا تھا تو ہمیں اس بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ آنے والے چاروں افراد الگ الگ کاروں میں آئے تھے۔ ان کاروں کی تعداد بھی چار تھی۔ چاروں کاریں گیٹ کے باہر کھڑی تھیں اور پھر ان چاروں نے اندر آ کر زندہ ہونے والی لاش کو اٹھایا اور یہاں سے نکل گئے''۔ جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران چونک پڑے۔

''چار افراد۔ چار کاریں اور ان میں ایک لڑکی بھی تھی''۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہاں ایک لڑکی کی جوتیوں کے نشانات بھی موجود ہیں''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

لئے۔

"ہونہہ۔ رانا ہاؤس میں جو سموک بم پھینکا گیا تھا۔ کیا اس سے نکلنے والا دھواں کثیف اور سیاہ رنگ کا تھا اور اس دھوئیں نے کیا تمہارے دماغ کو ایک لمحے میں جکڑ لیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ اس دھوئیں کی وجہ سے مجھے اور جوانا کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے خیال میں وہ ڈبل ایٹ بم ہو سکتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ڈبل ایٹ بم۔ اوہ اوہ۔ یس باس۔ وہ ڈبل ایٹ بم ہی تھا۔ اسی بم سے سیاہ دھواں نکلتا ہے جو ایک لمحے میں طاقتور سے طاقتور جاندار کا دماغ بھی ماؤف کر دیتا ہے اور وہ بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ اس بم کا اثر بیس سے پچیس منٹوں کے لئے ہوتا ہے اور پھر اس جاندار کو خود ہی ہوش آ جاتا ہے۔ مجھے اور جوانا کو بھی بیس سے پچیس منٹ کے وقفے کے بعد ہوش آیا تھا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا سیاہ لاش پر لاکون کا عمل پورا ہو گیا تھا یا ابھی کچھ کرنا باقی تھا"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ رانا ہاؤس میں داخل ہونے والے تین مرد اور ایک لڑکی کون ہو سکتی ہے۔

"یس باس۔ سارا عمل پورا ہو گیا تھا۔ اس کا سانس بھی چلنے لگا تھا اور اس کے خون میں موجود کالسومی مکڑی کا زہر بھی زائل ہو گیا تھا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب تم آرام کرو"...... عمران نے کہا۔

"آرام۔ لیکن باس......" جوزف نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم سے کہا ہے نا آرام کرو۔ مجھے سمجھ آ گیا ہے کہ رانا ہاؤس میں کون آئے تھے اور تم نے جس لاش کو زندہ کیا تھا وہ اب کہاں ہے۔ میں انہیں خود دیکھ لوں گا تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن وہ تھے کون اور وہ زندہ ہونے والی لاش کو کہاں لے گئے ہیں"...... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جہاں بھی لے گئے ہیں۔ میں انہیں خود تلاش کر لوں گا۔ آج تم نے بہت کام کیا ہے اور تم بے حد تھک بھی گئے ہو گے اس لئے اب تم آرام کرو اور جوانا کو بھی کہو کہ وہ آرام کرے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کا جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا مسئلہ ہے"...... سر سلطان نے اس کی طرف پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ابھی بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون پر ایک بار پھر نمبر پریس کئے اور سیل فون کان سے لگا

لیا۔

’’السلام علیکم۔ صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب‘‘...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

’’وعلیکم السلام۔ ابھی تک جاگ رہے ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم لمبی تان کر سو رہے ہو گے اور خواب میں پریوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ان سے لوریاں سن رہے ہو گے‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

’’میں سویا ہوا تھا لیکن مس جولیا کی کال آئی تھی جس کی وجہ سے مجھے جاگنا پڑا‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’اور اس نے تمہیں ہیڈ کوارٹر آنے کا کہا ہو گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’جی ہاں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی تھے‘‘...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اور وہ تم سے ڈبل ایٹ بم لے کر گئے ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا‘‘...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

’’اس بات کو چھوڑو کہ مجھے کیسے پتہ چلا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ڈبل ایٹ بم لینے کے لئے انہوں نے تمہیں کیا کہا تھا کہ وہ کس مقصد

کے لئے لے جا رہے ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’میں نے مس جولیا سے بہت پوچھا تھا لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایک خاص جگہ ریڈ کرنے جا رہی ہے جہاں اسے ڈبل ایٹ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ وہ بے حد سنجیدہ تھی اس لئے میں نے اسے ڈبل ایٹ بم اور کچھ اسلحہ فراہم کر دیا تھا‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’کیا جولیا نے تمہیں ہیڈ کوارٹر میں ہی رکنے کا کہا تھا‘‘۔ عمران نے پوچھا۔

’’پہلے تو نہیں کہا تھا اور میں ہیڈ کوارٹر سے اپنی رہائش گاہ کی طرف چلا گیا تھا لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے پھر سے مس جولیا کی کال آئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ وہ دوبارہ ہیڈ کوارٹر آ رہے ہیں۔ اس لئے میں بھی وہاں پہنچ جاؤں‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’اور کیا کہا تھا اس نے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’اور تو کچھ نہیں کہا۔ بس مس جولیا نے مجھے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا کہا تھا۔ اب وہ آئے گی تو پتہ چلے گا‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم انتظار کرو۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’او کے۔ لیکن یہ سب چکر کیا ہے‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’چکر نہیں۔ گھن چکر ہے پیارے۔ آ کر بتاؤں گا‘‘...... عمران نے کہا تو صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران نے رابطہ ختم کیا اور

پھر وہ جگالی کرنے والے انداز میں منہ چلاتا ہوا سر سلطان کی طرف دیکھنے لگا جو مسلسل اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''اب بتاؤ''...... سر سلطان نے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے ممبران نے رانا ہاؤس پر یورش کی تھی اور وہ وہاں سے سر قاسم جلال کو اٹھا کر لے گئے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن کیوں اور وہ سر قاسم جلال کو کہاں لے گئے ہیں''۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''شاید انہیں میرے کھیل کی سمجھ آ گئی ہے یا پھر وہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں موجود اس خفیہ راستے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے جو میں نے ان سے ہر ممکن طریقے سے چھپانے کی کوشش کی تھی۔ اس خفیہ راستے سے یقیناً انہیں جوزف کے بارے میں کوئی کلیو مل گیا ہو گا اس لئے وہ فوراً اس کے پیچھے رانا ہاؤس پہنچ گئے اور وہاں سے سر قاسم جلال کو اٹھا کر لے گئے''۔ عمران نے کہا۔

''کہیں وہ سر قاسم جلال کو نقصان نہ پہنچا دیں''...... سر سلطان نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسا نہیں کریں گے بلکہ وہ تو یہ سوچ سوچ کر حیران ہوتے رہیں گے کہ آخر مرنے والا انسان دوبارہ زندہ کیسے ہو گیا اور وہ سانس کیسے لے رہا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میرے خیال میں تم انہیں جا کر ساری حقیقت بتا دو تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ وہ سر قاسم جلال کو خود ہوش میں لا کر انہیں پھر سے ان کی رہائش گاہ پہنچا دیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اب واقعی انہیں سب کچھ بتانے کا وقت آ گیا ہے۔ اب راز سے پردہ اٹھا دینا چاہئے ورنہ وہ خواہ مخواہ پریشان ہوتے پھریں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیل فون سے جولیا کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس جولیا سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''ارے ارے۔ تمہارے لہجے میں غراہٹ۔ تم جولیا ہی ہو نا یا میں نے غلطی سے چڑیا گھر کے اس پنجرے میں کال کر دی ہے جہاں خونخوار شیرنی رہتی ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں جانتی تھی کہ تم مجھے ضرور کال کرو گے''...... جولیا نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی انداز میں کہا۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ ادھر تم نے سوچا ادھر میرے دل میں گھنٹی بج گئی اور جواب میں، میں نے تمہارے فون کی گھنٹی بجا دی''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں''۔

جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو کیا شادی کے موڈ میں ہو لیکن سوئٹ ہارٹ آدھی رات کا وقت ہے اس وقت تو نہ کوئی نکاح خواں ملے گا اور نہ ہی کوئی کورٹ کھلا ہو گا جہاں ہم کورٹ میرج کر سکیں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''عمران''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کون عمران۔ کیسا عمران۔ کہاں ہے عمران''۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... جولیا نے اسی انداز میں پوچھا۔

''تمہارے دل میں۔ بے شک جھانک کر دیکھ لو''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی جیسے جولیا نے عمران کی بات سن کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ہوں۔

''ہم فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر جا رہے ہیں۔ تم فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ میں تمہارا وہیں انتظار کر رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''اکیلی انتظار کر رہی ہو یا باراتی بھی ساتھ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''بارات تو تمہاری ضرور نکلے گی لیکن نئے اور نرالے رنگ میں تم پہنچو تو سہی''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''اوکے۔ سوئٹ ہارٹ تم باراتیوں کی سویٹس اور چائے سے

تواضع کرو میں تھوڑی ہی دیر تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ بس مجھے اتنا وقت لگے گا کہ مجھے دلہا بننے کے لئے شیروانی اور کُلہ لینے کے لئے کسی دکان کا تالا توڑنا پڑے گا لیکن پھر بھی میں جلد ہی پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جولیا نے اسے کوئی جواب دیئے بغیر فون بند کر دیا۔

''کہاں ہیں وہ''...... سر سلطان نے جو عمران کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے، عمران کو سیل فون کان سے ہٹاتے دیکھ کر پوچھا۔

''فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا میں تمہارے ساتھ چلوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''نہیں۔ آپ اب آرام کریں اور مجھے اپنا کام کرنے دیں۔ اب سیکرٹ سروس کے ممبران کے لئے اس سارے ڈرامے کے ڈراپ سین کا وقت آ گیا ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اٹھا اور پھر وہ سر سلطان سے اجازت لے کر انہیں سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں تیز رفتاری کے ساتھ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔

ہارن کی آواز سن کر صدیقی جو فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کے کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے موجود مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ہیڈ کوارٹر کا بیرونی منظر دکھائی دینے لگا جہاں چار گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے کھڑی تھیں۔ ان گاڑیوں میں جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔ انہیں دیکھ کر صدیقی نے فوراً مشین پر لگا ہوا ایک اور بٹن پریس کیا تو ہیڈ کوارٹر کا گیٹ خود کار طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی جولیا اور اس کے ساتھی اپنی گاڑیاں لے کر اندر آ گئے اور انہوں نے گاڑیاں پورچ میں لے جا کر روک دیں۔

کار رکتے ہی جولیا کار سے نکلی اور وہ دوسری کار سے نکلنے والے صفدر سے کچھ کہنے لگی اور پھر وہ تیز تیز چلتی ہوئی ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسی لمحے صدیقی نے صفدر کو اپنی کار کا پچھلا دروازہ

کھولتے اور اس میں سے ایک بے ہوش انسان کو نکالتے دیکھا۔ اس انسان نے صرف جانگیہ پہن رکھا تھا اور اس کے جسم پر سفید رنگ سا لگا ہوا تھا جو جگہ جگہ سے کھرچا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ کون ہے“...... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کنٹرول روم کا دروازہ کھلا اور جولیا تیز تیز چلتی ہوئی اندر آ گئی اور صدیقی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تو تم یہاں بیٹھے ہو“...... جولیا نے اسے دیکھ کر کہا اور اس کے قریب آ کر سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

”جی ہاں“...... صدیقی نے کہا۔

”عمران کی کال تو نہیں آئی“...... جولیا نے پوچھا۔

”آئی تھی“...... صدیقی نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”کیا کہا ہے اس نے“...... جولیا نے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اسے عمران سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آنے دو اسے۔ میں نے ہی اسے یہاں آنے کے لئے کہا تھا“...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”یہ سارا چکر کیا ہے اور یہ آدمی کون ہے جسے صفدر نے کار سے نکالا ہے“...... صدیقی نے پوچھا۔

”سر قاسم جلال کو جانتے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”سر قاسم جلال جو سیکرٹری داخلہ ہیں“...... صدیقی نے چونک کر

کہا۔

''ہاں۔ یہ وہی ہے''...... جولیا نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر تحیر کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''سر قاسم جلال اور اس حال میں۔ ان کے بدن پر تو لباس بھی نہیں ہے''......صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مر چکا تھا لیکن اب یہ زندہ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مر چکا تھا اور اب یہ زندہ ہے۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''......صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری طرح ہم بھی ابھی تک کچھ نہیں سمجھے ہیں۔ سب کچھ سمجھنے کے لئے ہی تو میں نے عمران کو یہاں بلایا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسے آپ لائے کہاں سے ہیں''......صدیقی نے اسی انداز میں پوچھا۔

''رانا ہاؤس سے''...... جولیا نے جواب دیا تو صدیقی اچھل پڑا۔

''رانا ہاؤس سے۔ تو کیا آپ ڈبل ایٹ بم لے کر رانا ہاؤس ریڈ کرنے گئی تھیں لیکن سر قاسم جلال رانا ہاؤس میں کیا کرنے گیا تھا''......صدیقی نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''سر قاسم جلال رانا ہاؤس خود نہیں گیا تھا بلکہ اسے لاش بنا کر

رانا ہاؤس لے جایا گیا تھا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''لاش بنا کر''......صدیقی نے کہا تو جولیا نے اسے ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔ اس کی باتیں سن کر صدیقی کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

''حیرت ہے۔ اگر سر قاسم جلال کو ہلاک کر دیا گیا تھا تو پھر وہ اب زندہ کیسے ہو گیا ہے''......صدیقی نے اسی طرح حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''اس بات کی مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ مجھے تو سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کے باہر سے ایسے شواہد ملے تھے جس سے مجھے پتہ چل گیا تھا کہ سر قاسم جلال کی لاش جوزف لے گیا ہے۔ مجھے تو اس بات کا بھی شک تھا کہ سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے میں جوزف کا ہاتھ ہے لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ سر قاسم جلال اور جوزف کی آپس میں کیا دشمنی ہے اور جوزف نے سر قاسم جلال کو کیوں ہلاک کیا ہے۔ جب جوزف سر قاسم جلال کی لاش لے گیا تو مجھے شک ہوا کہ شاید وہ سر قاسم جلال کی لاش کہیں ٹھکانے لگانے کے لئے لے گیا ہے۔ وہ عمران کا غلام ہے اور اس کی زبان کھلوانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا اس لئے میں نے اسے پہلے بے ہوش کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ بے ہوش کرنے کے بعد میں اسے سی سی ون تھری کا انجکشن لگا دیتی جس سے وہ نشے میں آ جاتا اور اس کا شعور لاشعور میں تبدیل ہو جاتا۔ ایسی حالت میں اس

سے جو بھی پوچھا جاتا وہ اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دے سکتا تھا لیکن جب میں اپنے ساتھیوں کو لے کر رانا ہاؤس پہنچی اور ہم نے وہاں ڈبل ایٹ بم پھینکا اور پھر ہم رانا ہاؤس کا ماسٹر کی سے گیٹ کھول کر اندر داخل ہوئے تو ہمیں جوزف اور جوانا لان میں پڑے دکھائی دیئے۔ وہاں سر قاسم جلال کی لاش بھی پڑی تھی۔ ہم نے جب قریب آ کر لاش غور سے دیکھی تو یہ دیکھ کر ہماری بھی حیرت بڑھ گئی تھی کہ سر قاسم جلال جسے ہم مردہ سمجھ رہے تھے ان کا سانس چل رہا تھا اور کالسوی مکڑی کے زہر کی وجہ سے ان کا جسم جو سیاہ ہو گیا تھا وہ بھی نارمل ہو گیا تھا۔ سر قاسم جلال کو زندہ دیکھ کر میں نے جوزف سے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور میں سر قاسم جلال کو اٹھا کر یہاں لے آئی۔ سر قاسم جلال کا زندہ ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اسے ہلاک کرنے کا محض ڈرامہ کیا گیا تھا اور یہ ڈرامہ کون کر سکتا ہے اس کے بارے میں تم خود اندازہ لگا سکتے ہو''...... جولیا نے اسے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے عمران صاحب''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس کے سوا اتنا بڑا ڈرامہ اور کون کر سکتا ہے''۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن عمران صاحب کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی اور وہ بھی سیکرٹری داخلہ کے ساتھ''...... صدیقی نے کہا۔

''یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ عمران یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں تو وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھی سر قاسم جلال کی ہلاکت پر پریشان ہو اور ہمارے ساتھ رہائش گاہ میں تحقیقات کرنے میں بھی پیش پیش تھا لیکن اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ یہ سب ہمیں دکھانے کے لئے کر رہا تھا۔ سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے میں اسی کا ہاتھ تھا۔ اس نے ہی ڈاکٹر حشمت کے بیگ میں زہریلا انجکشن ڈالا تھا۔ کیوں۔ یہ میں نہیں جانتی اور نہ مجھے اس بات کا پتہ ہے کہ مرنے والا انسان زندہ کیسے ہو گیا ہے۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ عمران نے یہ سب سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے سامنے کیا تھا کیا وہ سر سلطان کو گواہ بنانا چاہتا تھا کہ سر قاسم جلال واقعی ہلاک ہو چکا ہے اور اسے ہلاک کرنے والا سی گال ہے یا پھر اس کے پیچھے کوئی اور راز ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیسا راز''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کے بارے میں اب عمران ہی بتائے گا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر اس ڈرامے کے پیچھے عمران کا ہاتھ ہوا اور جب اسے پتہ چلے گا کہ رانا ہاؤس سے سر قاسم جلال کو ہم اٹھا کر لے گئے ہیں تو وہ مجھے کال ضرور کرے گا اور ایسا ہی ہوا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''کیا جوزف اور جوانا نے آپ کو وہاں ریڈ کرتے دیکھ لیا تھا''...... صدیقی نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن جوزف اور جوانا بے حد تیز ہیں۔ وہاں ہمارے قدموں کے نشان اور کاروں کے ٹائروں کے نشان ضرور موجود ہیں اور پھر ہم جس طرح ماسٹر کی سے گیٹ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے اس سے جوزف اور جوانا کو کوئی اندازہ ہو یا نہ ہو لیکن وہ جب بھی عمران سے بات کرتے تو عمران سمجھ جاتا کہ سر قاسم جلال کو کون لے گیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے کیا عمران صاحب یہاں آ کر سب باتیں کلیئر کر دیں گے“...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”اسے سب کچھ کلیئر کرنا پڑے گا۔ اس کی وجہ سے ہم نے اپنی نیند حرام کی ہے اور رات بھر اس کے ساتھ مارے مارے پھرتے رہے ہیں۔ اگر یہ سب اس نے کسی خاص پلاننگ کے لئے کرنا تھا تو پھر اسے چاہئے تھا کہ وہ ہمیں اعتماد میں لیتا اور سب کچھ بتا دیتا اس نے یہ سب خاموشی سے اور ہمیں بغیر کچھ بتائے کیا ہے جس کا مجھے بے حد غصہ ہے اور جب تک عمران ہر بات کی کلیئرنس نہیں دے گا میں اس کی جان نہیں چھوڑوں گی“...... جولیا نے کہا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میرے لئے سب سے بڑھ کر یہ بات تعجب خیز ہے کہ مرنے والا ایک انسان زندہ ہو گیا ہے جس کا جسم زہر کے اثر سے سیاہ ہو گیا تھا“...... صدیقی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔ حیرانی تو مجھے بھی ہے لیکن میں نے رانا ہاؤس میں جو ماحول دیکھا ہے اسے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ سر قاسم جلال کو کسی خصوصی زہر سے مصنوعی موت سے ہمکنار کیا گیا تھا اور پھر اس مصنوعی موت کو ختم کرنے کے لئے جوزف نے اپنا کوئی جنگلی نسخہ زمایا تھا۔ وہاں جلی ہوئی لکڑیوں کا ڈھیر بھی پڑا ہوا تھا اور عجیب و غریب بوٹیوں کا لیپ بھی۔ سر قاسم جلال کے جسم پر لباس بھی نہیں تھا اور اس کے جسم پر سفید رنگ تھا جسے کھرچ کر اتارا گیا ہے۔ یہ سب دیکھ کر لگتا ہے کہ جوزف نے کسی خاص عمل سے سر قاسم جلال کے جسم میں موجود زہر کو ختم کیا ہے اور اسے نئی سانسیں دی ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”جوزف واقعی ان معاملات میں بہت آگے ہے۔ اس کے جنگلی اور خاص طور پر قدیم نسخے مردہ ہوتے ہوئے انسانوں میں بھی نئی جان پھونک دیتے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اندر آ گئے۔

”میں نے سر قاسم جلال کو ایک کمرے میں لٹا دیا ہے اور اس کے جسم پر ایک کپڑا بھی ڈال دیا ہے“...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ سر قاسم جلال جو ہلاک ہو چکا تھا اور جس کا جسم زہر کے اثر سے سیاہ ہو چکا تھا وہ اب بھی زندہ ہے اور باقاعدہ سانسیں لے رہا ہے“...... تنویر نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کو جوزف پر شک اس نگینے سے ہوا تھا جو آپ کو خالی پلاٹ کے باہر دروازے کے پاس ملا تھا''...... کیپٹن شکیل نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے جوزف پر نہیں عمران پر شک تھا''...... جولیا نے کہا تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

''عمران صاحب پر۔ کیا مطلب۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ سر قاسم جلال کو عمران نے قتل کیا تھا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک تو میرا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں ضرور کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ ہے لیکن کوشش کے باوجود ہمیں اس راستے کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ عمران ہمیں ہر طرف لے جا رہا تھا لیکن ہم جیسے ہی زینوں کی طرف آتے تھے تو وہ جان بوجھ کر ہماری توجہ دوسری جانب مبذول کر دیتا تھا اور ہم اس کے پیچھے لگ جاتے تھے اور پھر عمران نے ہی یہ اعلان کیا تھا کہ اس رہائش گاہ میں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے۔ پھر لاش غائب ہونے کے بعد جب ہم کھڑکی سے کود کر دوسری راہداری کی طرف آئے تو میں نے سوچا کہ میں چیف کو کال کر کے اب تک کی رپورٹ دے دوں۔ جب میں نے اپنا سیل فون دیکھا تو اس کی بیٹری ڈاؤن ہو چکی تھی۔ عمران نے کال کرنے کے لئے مجھے اپنا سیل فون دے

دیا۔ جب میں نے اس کا سیل فون دیکھا تو تب مجھے پتہ چلا کہ عمران ہمارے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''سیل فون سے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ عمران صاحب کیا کھیل کھیل رہے ہیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سب کو یاد ہوگا کہ جب سر قاسم جلال کو ہلاک کیا گیا تھا تو عمران کو ایک کال موصول ہوئی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''انٹرنیشنل ٹارگٹ کلر سی گال کی کال''......تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ اور جب عمران نے اس سے بات ختم کی تو میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا اس کی کال فارن سے آئی تھی تو عمران نے کہا تھا کہ ہاں سی گال نے اسے کرانس سے کال کی ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہی کہا تھا عمران صاحب نے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن عمران کے سیل فون کے کال لاگ میں کوئی انٹرنیشنل نمبر موجود نہیں تھا۔ عمران کو جو آخری کال موصول ہوئی تھی وہ اس کے شاگرد ٹائیگر کے نمبر سے کی گئی تھی''...... جولیا نے انکشاف کرنے والے انداز میں کہا تو ان سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے ٹائیگر کو مخصوص وقت پر سی گال بن کر کال کرنے کی ہدایات دی تھیں تاکہ وہ سی

گال بن کر کال کرے اور ہم سب یہی سمجھیں کہ کال واقعی سی گال کی ہے اور وہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جب کال لاگ میں مجھے سی گال کی کال کا انٹرنیشنل نمبر دکھائی نہ دیا تو عمران کی شخصیت میری نظر میں پراسرار حیثیت اختیار کر گئی۔ میں نے جب غور کیا تو مجھے نجانے یہ احساس کیوں شدت کے ساتھ ہونا شروع ہو گیا کہ سر قاسم جلال کی ہلاکت کے پیچھے عمران کا ہاتھ ہے۔ اس نے ہی اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ڈاکٹر حشمت کے بیگ میں انجکشن بدلا تھا تاکہ ڈاکٹر حشمت جیسے ہی سر قاسم جلال کو انجکشن لگائے وہ ہلاک ہو جائے''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن وہ لائٹ کا بند ہونا اور اندھیرے میں عمران صاحب پر حملہ۔ ان باتوں کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کام میں جوزف عمران کی معاونت کر رہا تھا۔ اس نے ہی لائٹ آف کی ہو گی اور عمران کی ہدایات پر اس طرف آیا ہو گا تاکہ ہمیں یہ تاثر مل سکے کہ ہمارے درمیان کوئی اور بھی موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران نے اسے ہدایات دی ہوں کہ اگر وہ اسے پکڑنے کی کوشش کرے تو وہ عمران پر ہلکے پھلکے وار کر سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر یہ

سب انہوں نے ہی کیا تھا تو کیا وہ یہ سب ہمیں دکھانے کے لئے ہی کر رہے تھے یا کسی اور کو اور اگر کسی اور کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں سوپر فیاض اور سر سلطان ہی موجود تھے۔ اگر عمران صاحب نے سر قاسم جلال کو ہلاک یا اغوا کرنا ہوتا تو یہ کام ان کے لئے کون سا مشکل تھا۔ پھر انہوں نے اس کام کو اس قدر پراسرار اور پیچیدہ انداز میں کیوں کیا ہے''۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جو ان کی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا۔

''ان سب باتوں کا جواب عمران خود دے گا۔ یہ سارا ڈرامہ اسی کا کھیلا ہوا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ڈرامے کے پیچھے اس کا ضرور کوئی نہ کوئی خاص مقصد پوشیدہ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا خاص مقصد ہو سکتا ہے اس سارے کھیل کے پیچھے اس کا''......تنویر نے کہا۔

''اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ عمران کا کوئی بھی کام بے مقصد نہیں بلکہ بامقصد ہوتا ہے جس کا تعلق پاکیشیا کے مفاد کے لئے ہوتا ہے''...... جولیا نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

''بڑا عجیب و غریب کھیل ہے یہ۔ پہلے ایک شخص کو حیرت انگیز طریقے سے ہلاک کرنا اور پھر اس کی لاش غائب کر کے اس دوبارہ زندہ کر دینا۔ میرے خیال میں اس سے بڑا حیرت انگیز اور سسپنس

سے بھرپور کھیل اور کیا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمارا یہ سسپنس اس وقت تک ختم نہیں ہو گا جب تک عمران آ کر ہمیں ہر بات تفصیل سے نہیں بتائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''آپ کا کیا خیال ہے کیا وہ اب ہمیں ساری تفصیل بتا دے گا اور وہ بھی آسانی سے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اسے بتانا ہی پڑے گا اگر اس نے نہ بتایا تو......'' جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور ادھوری بات کر کے خاموش ہو گئی۔

''تو......'' تنویر نے کہا۔

''تو میں اس سے زندگی بھر بات نہیں کروں گی''...... جولیا نے کہا تو تنویر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب یہاں آ کر ساری باتیں کلیئر ضرور کر دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ تمہارا اندازہ ہے یا تم یقین سے کہہ رہے ہو''...... تنویر نے اسے گھور کر کہا۔

''اندازہ بھی ہے اور یقین بھی''...... صفدر نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد گیٹ پر ہارن کی آواز سنائی دی تو صدیقی نے فوراً سکرین آن کر دی۔ سکرین پر گیٹ کا بیرونی منظر ابھر آیا۔ گیٹ پر عمران کی کار کھڑی تھی۔

''آ گئے عمران صاحب''...... صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی اس

نے مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا جس سے گیٹ خود کار طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی عمران کار اندر لے آیا۔ عمران نے کار پورچ میں پارک کی اور پھر وہ کار سے نکل آیا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں کنٹرول روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد کنٹرول روم کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

''السلام علیکم یا حاضرانِ کنٹرول روم''...... عمران نے کنٹرول روم میں داخل ہوتے ہی زور دار انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''آئیں عمران صاحب۔ ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کرو نہ کرو دلہن والوں کو ہمیشہ ہی دولہے کا انتظار کرنا ہی پڑتا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں اور عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کون دلہا''...... صدیقی نے جان بوجھ کر عمران کو چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

''اسے کہتے ہیں آنکھوں والا اندھا۔ ارے بھائی۔ تم سب میرا انتظار کر رہے تھے تو میں ہی ہوا نا دولہا۔ یہ اب میری مجبوری ہے کہ رات کے وقت مجھے کہیں سے دولہا والی شیروانی اور کُلہ نہیں مل سکا تھا اس لئے میں جس لباس میں تھا اسی میں آ گیا ہوں۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ میں اسی لباس میں نکاح پڑھوا لوں گا۔ تم بس جولیا

کی رخصتی کی تیاری کرو۔ مجھے یقین ہے کہ تم سب بھائیوں نے مل کر شادی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہوں گے۔ بس مجھے اتنا بتا دو کہ ہمارا نکاح کون پڑھوائے گا اور مجھے جولیا کے ساتھ جہیز میں کیا ملے گا“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم سے شادی کرتی ہے میری جوتی“...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے باپ رے۔ یہ کیا دلہن تو نکاح ہونے سے پہلے ہی مجھ سے ناراض بیٹھی ہے۔ کیا کہہ دیا ہے تم نے اس سے جو یہ مجھ سے شادی کرنے کے بجائے اپنی جوتی سے کرانا چاہتی ہے“۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم نے تو انہیں کچھ نہیں کہا۔ ہاں آپ نے ہی انہیں غصہ دلایا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے، لیکن کب۔ میں نے تو اس کے پیارے بھائی کو کچھ نہیں کہا“...... عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران“...... جولیا نے عمران کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”شادی کی تیاری سوئٹ ہارٹ“...... عمران نے بڑے بھولپن سے کہا۔

”میں شادی کی بات نہیں کر رہی“...... جولیا نے جھلا کر کہا۔

”تو کیا ولیمے کی بات کر رہی ہو لیکن ولیمے سے پہلے تو شادی ہی ہوتی ہے۔ کیوں تنویر“...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو تنویر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

”مس جولیا، سر قاسم جلال کے بارے میں بات کر رہی ہیں“۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سر قاسم جلال۔ کیا مطلب۔ جولیا اس بوڑھے پاکھنڈی سے شادی کرنا چاہتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ میں تمہارے اس کھیل کے بارے میں پوچھ رہی ہوں جو تم ہمارے ساتھ کھیل رہے تھے“...... جولیا نے غرا کر کہا۔

”کھیل۔ کون سا کھیل۔ میں سمجھا نہیں“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

”تم نے سر قاسم جلال کو کیوں ہلاک کیا تھا“...... جولیا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”کک کک۔ کیا کہہ رہے ہو سس سس۔ سوئٹ ہارٹ۔ میں اور قاتل۔ توبہ توبہ۔ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاؤ فوراً“...... عمران نے کہا۔

”میں کیوں لگاؤں اپنے کانوں کو ہاتھ۔ تم سیدھی طرح بتاؤ یہ سارا چکر کیا ہے اور سر قاسم جلال جسے تم مردہ قرار دے چکے تھے وہ دوبارہ کیسے زندہ ہو گیا“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر قاسم جلال زندہ ہو گیا ہے۔ ارے باپ رے۔ اگر وہ زندہ ہو گیا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اس کے جسم میں کوئی بھوت سرایت کر گیا ہے۔ اس سے دور رہو ورنہ یہ سچ مچ تم سے چمٹ جائے گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''پلیز عمران صاحب۔ اب سنجیدہ بھی ہو جائیں''...... صفدر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو کیا میں تمہیں رنجیدہ دکھائی دے رہا ہوں۔ دیکھ لو سنجیدگی میرے چہرے پر لٹکتی۔ میرا مطلب ہے ٹپکتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے''...... عمران نے عجیب سا چہرہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''تو تم نہیں بتاؤ گے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''بتاؤں گا۔ کیوں نہیں بتاؤں گا۔ تم پوچھو گی تو میں ضرور بتاؤں گا''...... عمران نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''کیا بتاؤں۔ تم نے کچھ پوچھا ہی نہیں۔ جب تک تم کچھ پوچھو گی نہیں تب تک میں کیا بتا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سر قاسم جلال کو ہلاک کرنے کا ڈرامہ اور اس کے قاتل کی تلاش کا ڈھونگ یہ سب کس لئے تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو بتاؤں گا ورنہ......'' عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا''...... جولیا نے اس گھور کر کہا۔

''ورنہ۔ نہیں بتاؤں گا''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے شادی کروں گی مگر......'' جولیا نے بھی اپنا فقرہ جان بوجھ کر ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''اگر شادی کرنے کے لئے تیار ہو تو پھر یہ مگر کیوں''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جس طرح تم نے ورنہ کہا تھا اسی طرح سے میں نے مگر کہہ دیا''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''میں نے ورنہ کا مطلب بتا دیا تھا اب تم بھی مگر کے بارے میں بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''اماں بی اور اپنے ڈیڈی کو لے آؤ اور تم ان کے سامنے ایک بار مجھے اسی انداز میں پرپوز کرو تو میں فوراً ہاں کر دوں گی''۔ جولیا نے کہا اور اس کا جواب سن کر وہ سب مسکرا دیئے جبکہ عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

''یعنی تم چاہتی ہو کہ اماں بی اپنی جوتیوں اور ڈیڈی اپنے جوتوں سے تمہارے اور ان سب کے سامنے میرا سر گنجا کر دیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب بس کرو اور بتاؤ اصل معاملہ کیا ہے۔ پلیز اب پھر سے ادھر ادھر کی نہ ہانکنا شروع کر دینا''...... جولیا نے اس بار عمران کی

طرف دیکھ کر بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ تم میری منت کیوں کر رہی ہو۔ تم ویسے ہی پوچھ لیتی تو میں تمہیں ہر بات بتا دیتا''...... عمران نے کہا۔

''تو بتاؤ''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیا بتاؤں''...... عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا۔ اس کی بات سن کر جولیا ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اوکے۔ مت بتاؤ۔ میں جا رہی ہوں۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے''...... جولیا نے کہا اور اسے اٹھتے دیکھ کر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''ارے ارے۔ کہاں جا رہی ہو تمہارے ساتھ یہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کیا تم سب نے میرا گھیراؤ کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جب تم نے ہمیں کچھ بتانا ہی نہیں تو پھر ہمارا یہاں رکنے کا کیا فائدہ۔ تم سے ہر بات پوچھنے کے لئے تمہاری منتیں کرنی پڑتی ہیں لیکن تم تو ہو اپنی مرضی کے مالک۔ جب مرضی ہوتی ہے تو بتا دیتے ہو اور جب مرضی نہ ہو تو جان بوجھ کر ہمیں زچ کرتے رہتے ہو۔ اگر ایسا ہی کرنا ہوتا ہے تو پھر ہمیں اپنے ساتھ کسی معاملے میں شامل نہ کیا کرو اور جو کرنا ہوتا ہے اکیلے ہی کر لیا کرو''...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

''یہ تم سچ مچ سنجیدگی سے کہہ رہی ہو یا میرے پیروں تلے سے

زمین نکال رہی ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں کون ہوتی ہوں تمہارے پیروں کے نیچے سے زمین نکالنے والی۔ جب تم ہو ہی اپنی مرضی کے مالک تو کون کیا کر سکتا ہے''...... جولیا نے بجھے بجھے سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تم تو ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گئی ہو۔ چلو بیٹھ جاؤ تم سب۔ میں تمہیں ون سائیڈ سٹوری سنا ہی دیتا ہوں''...... عمران نے جولیا کا بجھا ہوا لہجہ سن کر کہا۔

''ون سائیڈ سٹوری۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''عام طور پر ہر کیس میں ہم ہوتے ہیں اور ہمارے پیچھے دشمن اور کبھی دشمن ہمارے آگے ہوتے ہیں اور ان کے پیچھے ہم۔ ایک طرف مجرم اپنا کام کرتے ہیں اور ہمارے خلاف چالیں چلتے ہیں اور دوسری طرف ہم مجرموں کی چالوں کا نہ صرف توڑ کرتے ہیں بلکہ ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کیس میں صرف ایک ہی مجرم ہے اور وہ بھی ابھی پاکیشیا میں نہیں پہنچا ہے۔ ساری گیم ہماری تھی جس کی وجہ سے یہ ون سائیڈ سٹوری بن گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور وہ ایک مجرم کیا سر قاسم جلال ہے''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ صرف مجرم کا آلہ کار ہے اور وہ جان بوجھ کر

ایکریمیا کا آلہ کار نہیں بنا تھا ایکریمیا نے اسے اپنا آلہ کار بننے پر مجبور کر رکھا ہے“...... عمران نے جواب دیا تو جولیا اور اس کے ساتھی واپس اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”کیا مطلب۔ سر قاسم جلال کو ایکریمیا اپنا آلہ کار بننے پر کیسے مجبور کر سکتا ہے اور اگر سر قاسم جلال مجرم کا آلہ کار ہے تو پھر مجرم کون ہے اور اس کا سر قاسم جلال سے کیا تعلق ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”سارا چکر ہی سر قاسم جلال کی وجہ سے چلا ہے۔ اگر وہ مجرم کا آلہ کار نہ بنتا تو مجھے ون سائیڈ سٹوری کی ضرورت نہ پڑتی۔ رہی مجرم کی بات تو اس کا تعلق اسرائیل سے ہے وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے اور اس کا نام میجر فاسٹن ہے جو اسرائیل سے پاکیشیا پہنچ رہا ہے تاکہ پاکیشیا کی منتخب حکومت کا تختہ الٹا جا سکے“...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا اسرائیلی ایجنٹ پاکیشیا کی منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے آ رہا ہے“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”ہاں۔ سر قاسم جلال جو کہ پاکیشیائی صدر کے داماد ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے لاڈلے داماد ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ سر قاسم جلال کو صدر مملکت نے ہی سیکرٹری داخلہ کا منصب دیا تھا۔ سر قاسم جلال نے اعلیٰ تعلیم ایکریمیا سے حاصل کی تھی اور ان کی دوہری

شہریت ہے۔ ایک ایکریمیا کی اور دوسری پاکیشیا کی۔ پاکیشیائی صدر کے قریبی عزیز ہونے کی وجہ سے ایکریمیا کی نظر میں سر قاسم جلال کی بہت اہمیت تھی اور جب سے سر قاسم جلال کو صدر مملکت نے سیکرٹری داخلہ بنایا تھا اس وقت سے ایکریمیا کی نظر میں ان کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ سر قاسم جلال اکثر ایکریمیا جاتے رہتے تھے۔ وہ جب بھی ایکریمیا جاتے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام ان سے کسی نہ کسی بہانے ملاقات کرتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایکریمین سر قاسم جلال سے وزارت داخلہ کے راز لینے کے درپے ہو گئے۔ سر قاسم جلال پہلے تو اپنا دامن بچاتا رہا پھر جب ایکریمیا نے اسے بڑے بڑے لالچ دینا اور ایکریمیا میں اعلیٰ مقام دینے کا کہا تو سر قاسم جلال نے ملک سے غداری کرنے کی حامی بھر لی اور وہ لالچ میں آ کر ملک کے راز فروخت کرنا شروع ہو گیا۔ یہ سب وہ انتہائی خاموشی اور راز داری سے کر رہا تھا۔ پاکیشیا میں وہ محب وطن اور انتہائی دین دار قسم کا انسان بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے کردار پر شک بھی نہیں کیا جا سکتا تھا پھر وہ صدر مملکت کا داماد تھا اس لئے اس پر شک کرنا ایسے تھا جیسے برگزیدہ ہستی پر کیچڑ اچھالنا۔ اس کی اصلیت کا شاید کبھی پتہ نہ چلتا اگر ٹائیگر اپنی نئی ایجاد برڈ ٹرانسمیٹر کا استعمال نہ کرتا۔ ٹائیگر فارغ اوقات میں نئی نئی ایجادات کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ ان دنوں وہ ایک ایسا ٹرانسمیٹر بنا رہا تھا جو نئے اور جدید سے جدید

ٹرانسمیٹروں کی کالز بھی چیک کر سکتا تھا۔ اس کے بنائے ہوئے ٹرانسمیٹر سے نہ صرف کسی بھی ملک سے آنے والی کال سنی جا سکتی تھی بلکہ اس کال کو ٹریس بھی کیا جا سکتا تھا کہ کال کس ملک اور کس علاقے سے کی جا رہی ہے۔ ٹائیگر اپنے بنائے ہوئے ٹرانسمیٹر کو چیک کرنے کے لئے اس کا ٹیسٹ کرتا رہتا تھا۔ ایک دن اس نے ٹرانسمیٹر کا ٹیسٹ کرنے کے لئے اسے آن کیا تو اسے ایکریمیا کی ڈولفن ایجنسی کے ایجنٹ کرنل ڈیوسن کی آواز سنائی دی۔ کرنل ڈیوسن کی آواز سن کر ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کا چونکہ ایک مشن میں کرنل ڈیوسن سے ٹکراؤ ہو چکا تھا اس لئے وہ اس کا نام اور اس کی آواز بخوبی پہچان سکتا تھا۔ کرنل ڈیوسن پاکیشیا کے سیکرٹری داخلہ سے بات کر رہا تھا۔ کرنل ڈیوسن اسرائیل کے ایک ایجنٹ کے بارے میں سر قاسم جلال کو بتا رہا تھا کہ وہ بہت جلد اس کے پاس پاکیشیا پہنچ جائے گا۔ اس کے پہنچتے ہی سر قاسم جلال کو اس کے ساتھ اس پروگرام پر عمل کرنا ہے جس کے لئے اس سے ڈیلنگ کی گئی ہے۔ ٹائیگر خاموشی سے ان کی بات چیت سننے لگا۔ سر قاسم جلال اور کرنل ڈیوسن جس انداز میں بات کر رہے تھے اور کرنل ڈیوسن جس طرح سر قاسم جلال کو اسرائیلی ایجنٹ میجر فاسٹن سے تعاون کرنے اور پروگرام پر عمل کرنے کا کہہ رہا تھا اس سے ٹائیگر پریشان ہو گیا تھا۔ سر قاسم جلال نے کرنل ڈیوسن کو اپنے تعاون کی مکمل یقین دہانی کرا دی تھی۔ چونکہ ان کے درمیان صرف اتنی ہی باتیں ہوئی تھیں اس

لئے ٹائیگر کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا تھا کہ ایکریمیا اور اسرائیل پاکیشیا کے خلاف کیا سازش کرنا چاہتا ہے جس میں سر قاسم جلال جو ایک اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھا آلہ کار بننے کے لئے رضا مند ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے مجھ سے ملاقات کی اور یہ ساری تفصیل مجھے بتا دی۔ سر قاسم جلال کے حوالے سے یہ بات میرے لئے بھی باعث تشویش تھی کہ اس کا ایکریمین ایجنٹوں سے رابطہ ہے تو میں نے سر سلطان سے بات کی اور پھر سر سلطان نے چیف سے بات کی تو چیف نے مجھے سر قاسم جلال اور خاص طور پر کرنل ڈیوسن کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کا حکم دے دیا۔ میرے علاوہ چیف نے ایکریمیا اور اسرائیل میں موجود فارن ایجنٹوں کو بھی متحرک کر دیا تاکہ وہ بھی پتہ چلا سکیں کہ ایکریمیا اور اسرائیل مل کر پاکیشیا کے خلاف کس سازش میں مصروف ہیں۔ میں نے سر قاسم جلال پر نظر رکھنی اور اس کی مانیٹرنگ کرنی شروع کر دی اور اس کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ اس کے آفس میں بھی چکر لگانے لگا۔ میں نے سر قاسم جلال سے مل کر اسے ایک دو بار کریدنے کی کوشش کی لیکن سر قاسم جلال انتہائی تیز اور کائیاں ثابت ہو رہا تھا۔ میں نے جب سر قاسم جلال پر زیادہ توجہ دی اور اس کا جسم اسکین کیا تو مجھ پر اس حقیقت کا راز کھلا کہ سر قاسم جلال کے سر میں ایک ایسی چپ لگی ہوئی ہے جو اسے باقاعدہ کنٹرول کرتی ہے۔ اس چپ کے ذریعے اسے جو بھی حکم دیا جاتا ہے وہ اسی پر عمل کرتا ہے۔ میں نے اس

چپ کا پتہ کیا تو پتہ چلا کہ ایکریمیا میں سر قاسم جلال کا ایک بار کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے سر میں خاصی چوٹیں آئی تھیں اور اس کی کھوپڑی بھی کھل گئی تھی۔ اسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا تھا جہاں اس کا انتہائی کامیاب علاج کیا گیا تھا اور اسے یقینی موت کے منہ سے نکالا گیا تھا۔ اس کے سر کا چونکہ آپریشن کیا گیا تھا۔ اسی دوران اس کے دماغ میں کنٹرولڈ چپ لگا دی گئی تھی۔ اس چپ کی وجہ سے سر قاسم جلال مکمل طور پر ایکریمیا کے کنٹرول میں آ گیا تھا اور ان کا غلام بن کر رہ گیا تھا اور وہ انہیں آسانی سے ملکی راز دے دیتا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''پھر''...... جولیا نے اسے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔

''پھر کیا۔ جب مجھ پر اس چپ کا انکشاف ہوا تو میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس چپ کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ اس چپ کی وجہ سے نہ صرف سر قاسم جلال کا شعور کنٹرول کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کے لاشعور کے ذریعے بھی اس سے ہر حکم پر عمل کرایا جا سکتا ہے اور اگر کسی طریقے سے اس کے سر میں موجود اس چپ کو نکالنے کی کوشش کی جائے تو سر قاسم جلال کی ہلاکت یقینی تھی''...... عمران نے کہا۔

''مطلب یہ کہ سر قاسم جلال پاکیشیا کے خلاف جو کچھ بھی کر رہا تھا اس میں اس کا اپنا عمل دخل نہیں تھا وہ سب اس چپ کی وجہ

سے کر رہا تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اور یہ بہت خطرناک بات تھی کہ سر قاسم جلال ایکریمیا کا غلام بن کر اسے پاکیشیا کے اہم اور سیکرٹ راز فراہم کر رہا تھا۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ میں اس غدار کو ہلاک کر دوں لیکن جب مجھے اس بات کا پتہ چلا کہ سر قاسم جلال کنٹرولڈ ہے تو پھر میں نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ ترک کر دیا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ سر قاسم جلال کے سر سے نہ تو وہ چپ نکالی جا سکتی تھی اور نہ ہی اسے ایکریمی غلامی سے نجات دلائی جا سکتی تھی۔ ادھر فارن ایجنٹوں کی رپورٹس کے مطابق ایکریمیا اور اسرائیل مسلسل پاکیشیا کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ ان کی سازشوں کی وجہ یہ تھی کہ پاکیشیا کے حکام ان دنوں ایکریمیا اور اسرائیل کے خلاف بیانات دے رہے ہیں۔ خاص طور پر پاکیشیا نے اعلان کیا ہے کہ قبائلی علاقوں میں جو جاسوس طیاروں سے ڈرون حملے کئے جا رہے ہیں اگر اب ان طیاروں نے پاکیشیائی حدود کی خلاف ورزی کی تو وہ پاکیشیائی فضائیہ کو حکم دے کر ان طیاروں کو مار گرائیں گے۔ اس کے علاوہ پاکیشیا کے منتخب نمائندوں نے ایکریمیا سے ہر قسم کی امداد لینے اور ان کے کسی بھی عمل میں حصہ لینے سے سختی سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے ایکریمیا اور پاکیشیا میں شدید اختلافات اور کشیدگی پھیل گئی تھی۔ پاکیشیا نے ایکریمیا کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سمیت بہت سے ایکریمیوں کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک

سے نکال دیا تھا۔ ان افراد کو ملک بدر کرنے کی وجہ سے پاکیشیا اور
ایکریمیا کی کشیدگی اور زیادہ شدت اختیار کر گئی۔ پاکیشیائی صدر اور
نئی منتخب شدہ حکومت نے ایکریمیا کی کسی بھی بات یہاں تک کہ
ان کی طرف سے دی گئی دھمکیوں پر بھی دھیان دینا چھوڑ دیا تھا اور
تم جانتے ہی ہو کہ ایکریمیا، پاکیشیا پر معاشی اور اقتصادی پابندیاں
عائد کرنے کی ہی دھمکیاں دیتا ہے اور پاکیشیا کو دی جانے والی ہر
قسم کی امداد روک دی جاتی ہے۔ ان سب دھمکیوں اور امداد کے
رکنے کے باوجود پاکیشیائی صدر اور منتخب وزیر اعظم نے کسی بھی
طرح ایکریمیا کے سامنے سر نہ جھکانے کی قسم کھا لی تھی اور اپنے ہی
وسائل کو بروئے کار لا کر پاکیشیا کو کامیابیوں کی منزل کی طرف
گامزن کر دیا تھا جس کا پاکیشیا کے دشمن ممالک اور خاص طور پر
ایکریمیا کو شدید غصہ تھا اس لئے ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر
پاکیشیا کے خلاف ایک خطرناک سازش کو عملی جامہ پہنانے کا
پروگرام بنا لیا۔ ان کی سازش کا محور پاکیشیائی صدر اور منتخب حکومت
تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی سازش سے صدر مملکت کو اپنے جال
میں پھنسائیں اور ان کے ذریعے منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیں۔
اس کے لئے ظاہر ہے صدر مملکت پاکیشیائی آئین کی شق نمبر
اٹھاون بی ٹو کا استعمال کرتے اور منتخب حکومت کو برطرف کر دیتے
لیکن چونکہ صدر بھی منتخب حکومت اور ان کی پالیسیوں کے حامی تھے
اس لئے وہ بھلا آرٹیکل ففٹی ایٹ ٹو بی کا استعمال کیوں کرتے۔ لہٰذا

ایکریمیا اور اسرائیل نے اپنی اس سازش کو کامیاب بنانے کے لئے
سر قاسم جلال کا سہارا لینے کا فیصلہ کر لیا“...... عمران نے کہا اور پھر
وہ خاموش ہو گیا۔ وہ سب خاموشی اور حیرت سے اس کی باتیں سن
رہے تھے۔

”سر قاسم جلال سے وہ کیا کرانا چاہتے تھے اور اس کام میں سر
قاسم جلال بھلا ان کی کیا مدد کر سکتا تھا“...... جولیا نے پوچھا۔

”سر قاسم جلال چونکہ صدر مملکت کا داماد ہے اس لئے اس کا
صدر مملکت کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے وہ بغیر پروٹوکول اور بغیر
کسی اجازت کے کبھی بھی صدر سے ملنے جا سکتا تھا اس لئے
ایکریمیا نے صدر کے خلاف یہ گیم کھیلی تھی کہ صدر مملکت کو ہی
سب سے پہلے راستے سے ہٹایا جائے اور ان کی جگہ کوئی ایسا صدر آ
جائے جو منتخب حکومت کو آرٹیکل ففٹی ایٹ ٹو بی کے اطلاق سے
برطرف کر دے اور نئے الیکشن کا اعلان کر دے۔ اس کام کے لئے
انہوں نے ایک انوکھی پلاننگ کی۔ ان کی پلاننگ یہ تھی کہ میجر
فاسٹن جو اسرائیلی ایجنٹ ہے اس کا قد کاٹھ پاکیشیائی صدر جیسا ہے
اور وہ ہر آواز کی آسانی سے نقل کر سکتا ہے اس لئے ایکریمیا نے
اسے خاص طور پر ہائر کر کے پاکیشیا بھیجنے کا منصوبہ بنایا تھا جو پاکیشیا
آتے ہی سر قاسم جلال سے ملتا اور پھر اس کی مدد سے وہ ایوان
صدر پہنچ جاتا۔ ایوان صدر میں صدر مملکت کو یا تو ہلاک کر دیا جاتا یا
پھر انہیں کہیں غائب کر دیا جاتا اور پھر اس کی جگہ میجر فاسٹن میک

اپ کر کے صدر مملکت کی جگہ سنبھال لیتا اور صدر مملکت بنتے ہی وہ فوراً آرٹیکل ففٹی ایٹ ٹو بی کا اطلاق کر کے منتخب حکومت پر نام نہاد کرپشن اور بدعنوانیوں کا الزام لگا کر حکومت ختم کر کے نوے روز کے اندر اندر نئے الیکشن کے انعقاد کا اعلان کر دیتا۔ چونکہ صدر کے میک اپ میں اسرائیلی ایجنٹ ہوتا اس لئے وہ ایسی حکومت کی بنیاد رکھ سکتا تھا جس میں ایکریمی اور اسرائیلی نواز زیادہ ہوتے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو سمجھو کہ پاکیشیا مکمل طور پر ایکریمیا اور اسرائیل کی جاگیر بن جاتا۔ یہ سارا کھیل چونکہ فوری طور پر سبوتاژ نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے میں نے اس سازش کو سبوتاژ کرنے کے لئے یہاں ایک کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ میں نے سر سلطان کے ساتھ مل کر صدر مملکت کو اعتماد میں لیا اور انہیں ساری حقیقت بیان کر دی۔ پاکیشیا کے خلاف ہونے والی انوکھی اور انتہائی حیرت انگیز سازش کا احوال سن کر صدر صاحب بھی بھونچکے رہ گئے تھے اور انہیں اس بات کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس سازش میں ان کا داماد بھی شامل ہے لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ سر قاسم جلال کس وجہ سے سازش کا ساتھ دے رہے ہیں تو وہ قدرے مطمئن ہو گئے لیکن یہ بات ان کے لئے بھی پریشان کن تھی کہ سر قاسم جلال کے دماغ میں جو چپ لگی ہوئی ہے اس کی وجہ سے وہ ایکریمی غلام بنے ہوئے ہیں اور اگر اس چپ کو ان کے دماغ سے نکالا جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسری صورت میں وہ چپ کی وجہ سے ہمیشہ ایکریمیا

کے غلام ہی رہیں گے۔ صدر مملکت کو جب میں نے اپنی پلاننگ بتائی تو انہوں نے اس پر فوراً رضا مندی ظاہر کر دی اس طرح میں نے ون سائیڈ سٹوری شروع کر دی''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''اور یہ ون سائیڈ سٹوری کیا تھی۔ میرا مطلب ہے کہ تم نے پہلے سر قاسم جلال کو ہلاک کیا پھر انہیں نئی زندگی دی اور پھر یہ سب کچھ''...... جولیا نے کہا۔

''سر قاسم جلال کو چپ کی وجہ سے نہ تو کسی بے ہوشی کی دوا سے بے ہوش کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی ان پر بے ہوشی کی کوئی گیس اثر کر سکتی تھی۔ ان کے ساتھ اگر زور زبردستی کی جاتی تو ان کے دماغ میں جو چپ لگی ہوئی تھی اس میں لگی ہوئی ایک بلاسٹنگ ڈیوائس فوراً چارج ہو جاتی جس سے وہ ہلاک ہو سکتے تھے۔ یہ بلاسٹنگ ڈیوائس ایکریمیا نے جان بوجھ کر لگائی تھی تاکہ اگر ہمیں سر قاسم جلال کے دماغ میں لگی ہوئی چپ کا پتہ چل جائے تو ہم اس چپ کے بارے میں کچھ نہ جان سکیں اور وہ سر قاسم جلال کے دماغ میں ہی بلاسٹ ہو جائے جس سے ظاہر ہے سر قاسم جلال بھی ہلاک ہو جاتا۔ اب چونکہ اس ڈیوائس کی وجہ سے سر قاسم جلال سے سختی بھی نہیں برتی جا سکتی تھی اس لئے انہیں کسی ایسے طریقے سے بے ہوش کرنا تھا کہ ان کے شعور کے ساتھ ان کا لاشعور بھی سو جائے اور پھر ان کے دماغ کا آپریشن کر کے انتہائی احتیاط کے

ساتھ یا تو اس ڈیوائس کو ڈی فیوز کر دیا جائے یا پھر اسے نکال دیا جائے اور اسے نکالنا چونکہ ناممکن تھا اس لئے میں نے ان کے دماغ میں لگی ہوئی ڈیوائس کو ڈی فیوز کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سر قاسم جلال کے شعور اور لاشعور کو سلانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ انہیں کالسومی مکڑی کا زہر دے دیا جائے یا اس کا انجکشن لگا دیا جائے اور میں یہ سارا کام پلاننگ سے کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس بات کا شک تھا کہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو سر قاسم جلال کی نگرانی کرتا ہو یا ان کی رہائش گاہ میں ان پر نظر رکھنے کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے سائنسی آلات نہ لگا رکھے ہوں۔ یہ سب کچھ چیک کرنے کے لئے مجھے چونکہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں گھسنا تھا اس لئے میں نے یہ سارا کھیل کھیلا۔ اس کھیل سے ایک تو سر قاسم جلال وقتی اور عارضی موت مر جاتا اور میں تم سب کے ساتھ مل کر اس رہائش گاہ کے ایک ایک شخص اور پوری رہائش گاہ کو چیک کر سکتے تھے اور میں نے ایسا ہی کیا تھا۔ سب سے پہلے میں نے سر قاسم جلال کی رہائش گاہ کا نقشہ حاصل کیا تھا جس سے مجھے اس رہائش گاہ کے اس خفیہ راستے کا پتہ چل گیا تھا۔ میں نے اس خفیہ راستے کو اپنی پلاننگ کا حصہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ مجھے اسرائیلی ایجنٹ میجر فاسٹن کا انتظار تھا کیونکہ جب تک وہ نہ آ جاتا اس وقت تک ایکریمیا اپنی سازش پر عمل نہیں کرا سکتا تھا۔ کل مجھے اطلاع ملی کہ میجر فاسٹن پاکیشیا روانہ ہونے کے لئے نکل چکا ہے وہ

سازش پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایکریمیا پہنچا تھا اور اس نے سب سے پہلی ملاقات کرنل ڈیوسن سے ہی کی تھی۔ جب مجھے اس کے ایکریمیا پہنچنے کا پتہ چلا تو میں نے فوری طور پر ٹائیگر کو ایکریمیا بھجوا دیا تاکہ جب میجر فاسٹن ایکریمیا سے پاکیشیا کے لئے روانہ ہو تو وہ اس کے پیچھے لگ سکے اور اس پر مسلسل نظر رکھ سکے اور میں نے یہاں اپنی پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے سر قاسم جلال کو سی گال بن کر اسے چوبیس گھنٹوں میں ہلاک کرنے کی دھمکی دے دی۔ مجھے یقین تھا کہ سر قاسم جلال موت کی دھمکی کا سن کر اپنی رہائش گاہ میں منتقل ہو جائے گا اور اس کے چونکہ سر سلطان سے بھی گہرے مراسم تھے اس لئے وہ مدد کے لئے سر سلطان کو ضرور سی گال کی دھمکی کے بارے میں بتائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سر قاسم جلال، سر سلطان کے ساتھ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ میں جانتا تھا کہ سر قاسم جلال بلڈ پریشر کے مریض ہیں اور فرسٹریشن کی وجہ سے ان کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے جس سے ان کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے اور وہ اپنے فیملی ڈاکٹر حشمت کو بلاتا ہے جو اسے فرسٹریشن سے بچنے کا انجکشن لگاتا ہے۔ مجھے چونکہ خدشہ تھا کہ رہائش گاہ میں کوئی ایکریمین ایجنٹ موجود ہو سکتا ہے یا وہاں سائنسی آلات نصب ہو سکتے ہیں اس لئے میں نے سر قاسم جلال کو خود وہ انجکشن لگانے کی کوشش نہیں کی تھی اور پلاننگ کے تحت کام کرنا مناسب سمجھا تھا۔ اس کام کے لئے میں نے خفیہ

راستے سے جوزف کو بلا لیا تھا جس نے میرا کاشن ملتے ہی لائٹ
آف کر دی تھی اور فوراً اس طرف آ گیا تھا جہاں ہم ڈاکٹر حشمت
کے ساتھ موجود تھے تاکہ یہ تاثر پیدا ہو سکے کہ سر قاسم جلال کو جس
نے فون پر قتل کی دھمکی دی تھی وہ رہائش گاہ میں پہنچ چکا ہے۔ میں
نے جوزف کے قدموں کی آواز سنتے ہی ڈاکٹر حشمت کے پیروں
کے سامنے اپنا پیر کر کے اسے گرا دیا تھا اور پھر میں نے اس کے
بیگ میں زہریلا انجکشن رکھ کر وہ انجکشن نکال لیا جو ڈاکٹر حشمت،
سر قاسم جلال کو لگانا چاہتا تھا۔ میں نے چونکہ آنکھوں پر کراس
ویژنل لینز لگا رکھے تھے اس لئے مجھے بیگ کھولنے اور اس میں
انجکشن بدلنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ میں جوزف کو بھی دیکھ سکتا
تھا اور میں نے جان بوجھ کر اسے پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ میں
نے جوزف کو ہدایات دی تھیں کہ وہ وہاں سے نکلنے کے لئے مجھ پر
ہلکا پھلکا وار بھی کر سکتا ہے۔ اس نے ایسا ہی کیا تھا اور پھر جو کچھ
ہوا تمہارے سامنے ہی تھا۔ میں نے یہ سب ڈرامہ تمہارے لئے
نہیں کیا تھا۔ یہ سب مجھے ان خفیہ آنکھوں سے بچنے کے لئے کرنا
پڑا جو سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں موجود ہو سکتی تھیں۔ اگر خفیہ
آنکھیں یہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتیں تو انہیں وہی نظر آتا جو میں
انہیں دکھانا چاہتا تھا۔ لیکن پھر جب میں نے سر قاسم جلال کی
رہائش گاہ کی چیکنگ مکمل کی اور وہاں موجود ہر شخص کو چیک کر لیا تو
میری تسلی ہو گئی۔ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ میں کوئی بھی غیر متعلق

شخص نہیں تھا اور نہ ہی اس کی رہائش گاہ میں خفیہ آنکھیں تھیں جو
یہ سب کچھ دیکھ سکتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے سارا چکر جو تمہارا اپنا چلایا ہوا ہے اور اب
مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مجرم کون ہے''...... جولیا نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

''چکر نہیں سوئٹ ہارٹ۔ ون سائیڈ سٹوری کہو اور مجرم تمہارے
سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے''...... عمران نے جولیا کے سامنے اپنا سر
تھوڑا سا خم کرتے ہوئے کہا تو جولیا سمیت سب مسکرا دیئے۔

''جب آپ کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ سر قاسم جلال کی رہائش گاہ
میں کوئی سائنسی خفیہ آنکھیں نہیں ہیں اور نہ ہی سر قاسم جلال پر نظر
رکھنے والا کوئی غیر متعلق آدمی وہاں ہے تو پھر آپ کو چاہئے تھا کہ
اسی وقت آپ یہ سب ہمیں بتا دیتے۔ کم از کم ہمیں آپ کے
بارے میں غلط فہمی تو نہ ہوتی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم سب کو خالصتاً سراغ رساؤں کے انداز میں کام کرتے
دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی تھی اور میں چاہتا تھا کہ تم اس معاملے میں
اپنے دماغ لڑاؤ اور اس ساری گیم کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھے یقین
تھا کہ اگر تم تھوڑا سا دماغ استعمال کرو گے تو تم مجھ تک نہ سہی لیکن
جوزف تک ضرور پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے''...... عمران نے مسکرا
کر کہا۔

''تو تم ہمارا امتحان لے رہے تھے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ آغا سلیمان پاشا جیسے کچھ ذہین دوستوں کا کہنا ہے کہ ہم میں جاسوسیانہ صلاحیتیں نہیں ہیں۔ ہم صرف ایکشن، تھرل اور ایڈونچر کرنا ہی جانتے ہیں اور جاسوسی کیا ہوتی ہے ہم اس کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں“...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران کن دوستوں کی بات کر رہا ہے۔ جو ظاہر ہے ان سب کے چاہنے والوں میں سے ہی تھے۔

”تو کیا اس زہر کو نکالنے کے لئے جوزف، سر قاسم جلال کو رانا ہاؤس لے گیا تھا“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ خاص قسم کا زہر ہے جو واقعی کالسومی مکڑی سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ زہر رگوں میں موجود خون میں سرایت کرنے کی بجائے جلد پر اثر کرتا ہے۔ اس سے جلد ہارڈ اور سیاہ ہو جاتی ہے۔ اس کے ہارڈ پن کی وجہ سے نہ تو نبض چلنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ دل کی دھڑکن محسوس ہوتی ہے۔ اگر دل کی دھڑکن اسٹیتھوسکوپ سے بھی چیک کی جائے تب بھی اس کا پتہ نہیں چلتا اور یہ زہر وقتی طور پھیپھڑوں میں سانس کی نالیوں کو بھی سکیڑ دیتی ہے جس سے سانس چلنے کی رفتار انتہائی کم ہو جاتی ہے لیکن بہرحال سانس چلتا رہتا ہے اور اس سے فوری طور پر کسی انسان کی موت واقع نہیں ہوتی۔ کالسومی مکڑی کا زہر انسانی جسم سے نکالنے کے لئے ایک مخصوص قسم کے لاکون نامی جڑی بوٹیوں اور ایک درخت کے گوند سے لیپ بنا

کر انسانی جسم پر لگایا جاتا ہے اور پھر اس انسانی جسم کو ایک خاص قسم کی لکڑی اور خاص قسم کے تیل سے جلایا جاتا ہے۔ اس خاص قسم کی لکڑی اور تیل سے جلنے والی آگ میں تپش نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور اس آگ کا رنگ بھی سبزی مائل ہوتا ہے اس لئے اسے سرد آگ کہا جاتا ہے۔ اگر لاکون میں لپٹے انسان کو سرد آگ کے ڈھیر پر رکھ دیا جائے تو اس سے لاکون کے خول میں موجود انسان کو مخصوص حرارت ملتی ہے جس سے انسانی جسم کے مسام کھل جاتے ہیں اور لاکون کا خول سخت ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ انسانی جلد میں موجود کالسومی مکڑی کے زہر کو کھینچ لیتا ہے جس سے انسان کو ایک لحاظ سے نئی زندگی مل جاتی ہے اور اس کا سیاہ پن بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ جوزف جیسا انسان ہی کر سکتا تھا اس لئے اس معاملے میں مجھے اس کی مدد کی ضرورت تھی اور کالسومی مکڑی کا زہر بھی مجھے جوزف نے ہی مہیا کیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا اب تم سر قاسم جلال کے سر سے وہ چپ نکال لو گے“۔ جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ سر قاسم جلال کے جسم سے کالسومی مکڑی کے زہر کا اثر تو زائل ہو چکا ہے لیکن اس کا دماغ ابھی تک سویا ہوا ہے جسے جاگنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ اس دوران میں اس کے دماغ کا آپریشن کروں گا اور پھر اس کے دماغ میں لگی ہوئی چپ کو ڈی فیوز

کر کے سر قاسم جلال کو ہمیشہ کے لئے ایکریمیا کی غلامی سے نجات
دلا دوں گا“...... عمران نے کہا۔
”کب تک اس کے ہوش میں آنے کے امکان ہیں“...... جولیا
نے پوچھا۔
”اسے ہوش میں آنے کے لئے ابھی چار پانچ گھنٹے لگ سکتے
ہیں“...... عمران نے کہا۔
”اور میجر فاسٹن جو اسرائیل ایجنٹ ہے وہ کب تک پہنچ جائے
گا اور اس کا کیا کرنا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔
”جلد ہی وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ سفر کر رہا
ہے اس لئے وہ اس کی نظروں سے نہیں بچ سکے گا۔ جیسے ہی وہ
پاکیشیا پہنچے گا ٹائیگر اسے کسی مقام پر گولی مار کر ہلاک کر دے گا۔
پھر کھیل ختم“...... عمران نے کہا۔
”تو کیا تم اب سر قاسم جلال کے دماغ کا آپریشن کرو گے“۔
جولیا نے پوچھا۔
”ہاں۔ جوزف نے اس کے دماغ کا آپریشن کرنے کے لئے
رانا ہاؤس میں تمام انتظامات مکمل کر رکھے ہیں اور تم اسے اٹھا کر
یہاں لے آئے ہو“...... عمران نے کہا۔
”تو کیا ہوا۔ کون سا رانا ہاؤس ملک سے باہر ہے جہاں جاتے
ہوئے ہمیں وقت لگے گا“...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔
”مجھ سے اکیلے میں مسکرا کر بات کیا کرو تا کہ کسی طرف سے

دل کے جلنے کی بو نہ آئے“...... عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ
باقی سب مسکرا دیئے تھے۔
”اب بس سر قاسم جلال کے دماغ کا آپریشن ہی باقی ہے باقی
سارا کیس تو ختم ہو گیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
”ہاں۔ اسرائیلی ایجنٹ کے پیچھے ٹائیگر لگا ہوا ہے وہ ایئر پورٹ
سے باہر آتے ہی اسے گولی مار کر ہلاک کر دے گا پھر سارا کھیل ختم
شد“...... عمران نے کہا۔ ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اس
کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا
اور سکرین پر ڈسپلے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔
”ٹائیگر کی کال ہے۔ شاید اس نے ایجنٹ کا خاتمہ کر دیا
ہے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون
کان سے لگا لیا۔
”یس ٹائیگر دی گریٹ۔ کیا رپورٹ ہے“...... عمران نے
مخصوص لہجے میں کہا۔
”میجر فاسٹن کو میں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے باس“۔
ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”گڈ شو۔ اسے گولیاں لگنے سے زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی
تھی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”نو باس۔ وہ ایئر پورٹ سے نکل کر ایک ٹیکسی میں سوار ہوا

تھا۔ ایئر پورٹ پر پہلے سے ہی میری کار موجود تھی۔ میں نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ ایک فائیو سٹار ہوٹل میں گیا تھا جہاں اس نے ایک نئے نام سے اپنے لئے کمرہ بک کرا رکھا تھا۔ ٹیکسی سے نکل کر وہ جیسے ہی ہوٹل کی طرف بڑھا میں نے سائیلنسر لگے ریوالور سے اس کے سر کا نشانہ لے کر اسے گولی مار دی تھی“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ پھر تو واقعی اسے مرتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہو گی اور نہ ہی اس بے چارے کو تڑپنے کا موقع ملا ہو گا“.... عمران نے کہا۔

”لیس باس“...... ٹائیگر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے اس سے چند مزید باتیں کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

”ہو گیا خاتمہ میجر فاسٹن کا“...... جولیا نے اسے سیل فون بند کر کے اپنی جیب میں ڈالتے دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں۔ ٹائیگر نے بڑی بے رحمی کا ثبوت دیا ہے اور اس بے چارے کو ہوٹل میں جا کر ریسٹ کرنے کا موقع بھی نہیں دیا اور اس کے سر میں گولی مار کر اسے ہلاک کر دیا ہے“...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے میجر فاسٹن کی ہلاکت کا بہت افسوس ہوا ہو۔ اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”تو آؤ پھر ہم سر قاسم جلال کو لے کر رانا ہاؤس چلتے ہیں تاکہ اس کی جان بچائی جا سکے“...... جولیا نے کہا۔

”سر قاسم جلال کو یہ سب رانا ہاؤس لے جائیں گے۔ اب دن نکلنے والا ہے میں تو کہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ لوئر کورٹ چلو۔ ہم دونوں مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو کر کورٹ میرج کر لیں۔ جس طرح راتوں رات یہ کیس ختم ہوا ہے۔ ہمارا کیس بھی کسی کنارے سے لگ ہی جائے“...... عمران نے کہا۔

”میں تیار ہوں۔ چلو“...... جولیا نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”ارے مجھے یاد آیا۔ سر قاسم جلال کے دماغ کا آپریشن تو مجھے ہی کرنا ہے۔ اگر ہم ہنی مون کے لئے نکل گئے تو اس کا آپریشن کون کرے گا اور اگر یہ ہلاک ہو گیا تو پریذیڈنٹ صاحب میرا کورٹ مارشل کر دیں گے اور پھر مجھے ڈیتھ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیں گے۔ پھر تمہارا نام بیواؤں کی لسٹ میں آ جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تم بیوہ بننے کے لئے آسمان سے نہیں اتری“...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد